



آئینہ اردو لازمی

- شاعر کے بارے میں :-
- شاعر کی زندگی و خدمات سے واقف کرنا
- شاعر کی شخصیت و ادبی رجحان
- شاعر کو حقیقت جالندھری کے شاعرانہ اسلوب سے آگاہ کرنا
- شاعر کو حقیقت جالندھری کے شاعرانہ اسلوب سے آگاہ کرنا
- شاعر کو حقیقت جالندھری کے شاعرانہ اسلوب سے آگاہ کرنا
- شاعر کو حقیقت جالندھری کے شاعرانہ اسلوب سے آگاہ کرنا
- شاعر کو حقیقت جالندھری کے شاعرانہ اسلوب سے آگاہ کرنا

شاعر کے حالات زندگی

نام محمد حفیظ، حقیقت جالندھری میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ بعض حالات کے سبب تعلیم ادھوری چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ حفیظ نے گیارہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیے۔ فارسی کے مشہور شاعر مولانا غلام قادر کرامی کے شاگرد تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ شاعری میں کھار آتا گیا۔ علامہ اقبال سے بہت متاثر تھے۔ ان کا قول ہے کہ ”اگر اقبال نہ ہوتا تو حفیظ بھی نہ ہوتا۔“ انھوں نے اپنی محنت اور لیاقت سے دنیائے شعر و ادب میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا۔

1925ء میں نواب خیر پور سندھ نے تین سو روپے ماہوار مشاہرے پر درباری

آئینہ اردو لازی ۵ برائے جماعت دہم

شاعر کے طور پر حنیف کو یاد کیا لیکن حنیف کو یہ زندگی پسند نہ آئی۔ ان کی مشہور نظم "رہ نامہ" اسی زمانے کی یادگار ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے وقت سائیکس پیکس آرگنائزیشن کے ڈائریکٹر ہزل بنے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو قومی بھرتی پر آمادہ کریں۔ قیام پاکستان کے بعد آزاد کشمیر کے شعبہ نشر و اشاعت میں کام کیا۔ حنیف کو پاکستان کے قومی ترانے کا خالق ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک عرصے تک وہ بسا اشرار ادب پر چھائے رہے۔ حنیف کا قومی اور ملی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اسلام کی درخشندہ اور تابناک تاریخ کو نہایت اثر آفرین انداز میں نظم کیا ہے چنانچہ شاہنامہ اسلام کو قبول عام کا درجہ حاصل ہوا۔

تصانیف: ان کی اہم تصانیف یہ ہیں: شاہنامہ اسلام (چار جلدیں) نغمہ زار - سوز و ساز - کجاہ شیریں - تصویر کشمیر حنیف کے گیت حنیف کی نظمیں بزم نہیں رز و چہراغ سحر وغیرہ وفات: حنیف جالندھری نے 1982ء میں وفات پائی۔ ان کا مزار اقبال پارک لاہور میں واقع ہے۔

مرکزی خیال

اس حمد کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لفظ سے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے۔ وہی برچہ کا خالق اور مالک ہے۔ اس نے انسان کو اسلام کی فطرت پر پیدا کیا ہے۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے ایک حرف کن سے ساری دنیا کو پیدا کیا اور اس میں سمجھا بھی دیا۔ اس دنیا اور آسمان کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ زمین پر سوسوں کا جھلکا بدل کر آتا جاتا، انسان کے لیے ہر قسم کی نعمتوں کی فراہمی، پھل، پھول اور ابلج، ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام مخلوقات جن، انسان، چرند، پرند، حیوانات غرض کہ دنیا کی ہر شے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اس کا سب سے بڑا کرم یہ ہے کہ اس نے انسان کو نیک فطرت

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA-E-NASAR)

آئینہ اردو لازمی 10 برائے جماعت دہم

پہچان کیا ہے اور حضرت محمد ﷺ کے نام پر قربان ہونے کا جذبہ دلوں میں رکھا ہے۔
مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کن	ہوجا	عالم	دنیا
پیشکش	پیشکش، کھینچنا تانی	صدرا	آواز
گہما گہمی	گہما گہمی	انجام آسانی	آسان کا انجام
بادشاہ	بادشاہ	میدوئی	بیکہ رہنے والی
باغبانی	باغبانی کی حفاظت کرنا	جلوہ آرا	ظاہر ہونا، نمایاں ہونا
مظاہر	ظاہری چیزیں	دعا	دروزی دینے والا مراد اللہ تعالیٰ
دعوتِ خان	وہ چیز جسے بچا کر کھانا کھایا جاتا ہے	نقص	نقص، عیب، نقص کی طرف سے کیا گیا نقص
سرورِ کرم	مراد ہر طرح کا موسم	گیلا، بیگ	گیلا، بیگ
تاریکی	اندھیرا	ایہا	روشنی
شبن	شوکت	کائنات	دنیا
خلوقات	خلوق کی جمع، لوگ	خدا خالق	خدا کریم
نباتات	بڑی بوٹیاں	برادرات	بے جان چیزیں
حیوانات	حیوان کی جمع، جانور	بشر	انسان
نصرت	قدرت	شیدا	عاشق، لہرائی

نظم کی تشریح کے اصول

تمہیے

نظم کی تشریح نثر کی تشریح سے یکسر مختلف ہے۔ نثر میں مصنف اپنے خیالات کو بکھول کر اور وضاحت سے بیان کر سکتا ہے جب کہ نظم میں شاعر کو اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اختصار سے کام لینا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اسے اشارے کنائے سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لیے نظم کی تشریح کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کے فہم مضمون کو سمجھا جائے پھر جس مفہوم کو شاعر نے اختصار کے ساتھ پیش کیا اسے وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے شاعر تو قافیہ اور ردیف کی پابندی کی وجہ سے کسی خیال یا تصور کو دو مصرعوں میں بیان کرنے پر مجبور ہے لہٰذا تشریح کرتے وقت آپ پر ایسی کوئی پابندی یا مجبوری نہیں ہے بلکہ آپ زیادہ سے زیادہ الفاظ میں اس خیال یا مضمون کو خوب کھول کر اور وضاحت کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔

درست ادا سنگی

سب سے پہلے آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ نظم کے اشعار کو صحیح طور پر ادا کیا جائے۔ نظم کو سمجھنے کے لیے نظم کی صحیح اور درست ادائیگی نہایت ضروری ہے۔ گھبرہ نظم کو پڑھتے وقت ہمیں کہیں رکنا پڑتا ہے اور کہیں کم اور کہیں زیادہ زور دینا پڑتا ہے۔ اس لیے آپ تشریح کرنے سے پہلے شعر کو دو مرتبہ درست ادائیگی کے ساتھ پڑھیں اور ترجمہ دہرائیں۔ اس سے شعر کا مفہوم سمجھنے میں مدد ملے گی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ قوافی، کیت اور نغموں کو بڑے اہتمام سے ترنم کے ساتھ موسیقی کے سازوں کی مدد سے خاص نئے سے پیش کیا جاتا ہے جس سے سننے والے ٹھکوڑ بھی ہوتے ہیں اور پیش کردہ اشعار کو خوب سمجھ بھی لیتے ہیں۔

حوالہ متین

اس عنوان کے تحت متعلقہ نظم اور شاعر کا حوالہ دیں۔

نثری ترتیب

ظاہر ہے شعر میں الفاظ کی ترتیب نثر سے بالکل مختلف ہوتی ہے کیوں کہ شاعر کو قوافی کے اصولوں کے مقابلے میں شعر کے وزن کا زیادہ خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے اکثر الفاظ آگے پیچھے ہو جاتے ہیں لہذا آپ تشریح کرنے سے پہلے شعر کو نثری ترتیب دے لیں۔ اس سے شعر کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔ جیسے یہ شعر ہے کہ

”مطلق خاک پر آگ برتی تھی خاک پر
مطلق خاک پر آگ برتی تھی خاک پر“

اس کی نثری ترتیب یوں ہوگی۔

”مطلق خاک پر آگ برتی تھی خاک پر آگ برتی تھی“۔

اس سلسلے میں یہ خیال رہے کہ نثری ترتیب میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ شعر کے الفاظ ہی کو ترتیب میں لے آنا چاہیے، البتہ حسب ضرورت حروف اضافت، عطف اور بیان وغیرہ کا استعمال ہو سکتا ہے اور وہ کسی (آؤ یں) (بریکٹ) میں جیسے کا، کے، وہ تو، کہ، وغیرہ۔

مل لفظ

تشریح طلب شعر میں جو مشکل الفاظ ہوں ان کے معنی لکھ دیں۔

سیاق و سباق

اگرچہ اشعار نظم کی تشریح کے لیے سیاق و سباق مطلوب نہیں ہے بلکہ صرف حوالہ متین ہی کافی ہے تاہم تشریح کرتے ہوئے متعلقہ نظم کے مجموعی نقش مضمون میں منظر اور مرکزی خیال کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر شعر کی تشریح صحیح طور پر

آئینہ اردو لازمی 13 برائے جماعت دہم

میں ہو سکتی۔ جیسے علامہ اقبالؒ کی نظم ”شکوہ“ کے اشعار کی تشریح کرتی ہو تو یہ بتاتا ہے کہ شاعر نے اس نظم میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کی ہے کہ مسلمان تیرے نام لیا جوتے ہوئے دنیا میں دلیل درسا کیوں ہیں؟

مرکزی خیال

اگرچہ شعر کے مرکزی خیال کا الگ عنوان قائم کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم اس کا تعین کر لینا ضروری اور مفید ہے کیوں کہ مرکزی خیال واضح ہو جائے تو شعری تشریح بھر طور پر ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مرکزی خیال ہی شعر کا بنیادی تصور ہوتا ہے جس کی تشریح و تفسیر کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

تشریح

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، تشریح میں شعر کے مفہوم کو خوب واضح کریں اور اسے کھول کر بیان کریں۔ صرف شعر کے ظاہری اور مختصر الفاظ کو نہ دیکھیں بلکہ اس مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں جو ان الفاظ کے پردے میں پوشیدہ ہے۔ پھر آپ مختلف مثالوں، واقعات اور تجربات کی مدد سے تشریح کریں۔ حوالے دیں، حوالے لکھیں۔ ہم مضمون اشعار پیش کریں اور جہاں ضروری اور موقع ہو، قرآنی آیات و احادیث (یا ان کا ترجمہ) کا بھی حوالہ دیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس سلسلے میں آپ کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے۔ اس مطالعے کی مدد سے آپ مختلف معلومات حوالوں اور مثالوں سے کام لے سکتے ہیں اور اس طرح اپنی تشریح کو زیادہ سے زیادہ مفصل، موثر اور جامع بنا سکتے ہیں یعنی پتلا ٹوکوالیس گئے، اتنا ہی مینا ہو گا۔ اگر شعر میں کوئی تصحیح یعنی تاریخی حوالہ ہے تو اس کی وضاحت کر دیں جیسے دم مینیٰ ایک تصحیح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مینیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہجرہ دیا تھا کہ مردے کو زندہ کر دیتے تھے اور مٹی کا پرہہ بنا کر اس میں جان ڈال دیتے تھے۔ اس طرح شعر ایک تصحیح ہے، جو ایک بزرگ ہیں، جنہوں نے آپ حیات بچا لے اور ہمیشہ زندہ ہیں گئے، وہ کسی نہ کسی روپ میں ننگی اور تری میں بھولے بھگوں کو راستہ دکھا جاتے ہیں۔

تعمیر

تعمیر کا مطلب ہے رائے زنی، یعنی آپ شعر کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں کہ وہ زبان و معنی کے لحاظ سے کیا ہے؟ آپ اسے تنقید یا ادبی محاسن کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ تنقید کے معنی ہیں پرکھنا، یعنی کسی چیز کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لینا۔ ادبی محاسن سے مراد ہے ادبی خوبیاں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کو مختصر طور پر یہ بتانا ہے کہ شعر میں زبان و الفاظ کیسے استعمال کیے گئے ہیں اور اس کا مضمون کیا ہے؟ اگرچہ اس کا الگ عنوان قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم آپ تشریح کے دوران میں رائے زنی اور تعمیر کر سکتے ہیں اس کے لیے اپنی ذہانت اور وسیع مطالعہ کی ضرورت ہے مثال کے طور پر آپ اس قسم کے جملے استعمال کر سکتے ہیں اس سلسلے میں موقع محل اور مناسبت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

- 1- زبان و معنی (مضمون) کے لحاظ سے عمدہ شعر ہے۔
- 2- شعر میں سادگی، سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔
- 3- شعر فصاحت و بلاغت کا اچھا نمونہ ہے یا دہے کہ فصاحت زبان کی عمدگی کو اور بلاغت معنی کی عمدگی کو کہتے ہیں۔
- 4- بہت عمدہ تشبیہ بیان کی گئی ہے (ایک چیز کو کسی دوسری چیز کی مانند قرار دینا)۔
- 5- الفاظ و تراکیب ایسا ہیں جیسے میرے جوابات بلاجہ ہیں۔
- 6- الفاظ یا ترکیب قواعد کے لحاظ سے درست نہیں۔
- 7- خوب شعر لکھی کی ہے۔
- 8- مجھے شاعر کے تصور سے اتفاق ہے / اتفاق نہیں ہے۔
- 9- جذبات کی بہترین ترجمانی کی گئی ہے۔
- 10- شاعر نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔
- 11- شعر ادبی محاسن کا بہترین نمونہ ہے۔
- 12- شعر میں بلند اور منفرد تخیل پیش کیا گیا ہے۔

اشعار کی تشریح

بہتر نمبر: 1 اسی نے ایک حرف کن سے پیدا کر دیا عالم
کھال کی صدائے ہاڈنو سے بھر دیا عالم

عل لغت

تر: ایک نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جائے۔ "کن ہو جا۔ عالم
نہیہ۔ کھال کی صدائے ہاڈنو۔ صدائے ہاڈنو۔ ہاڈنو۔ ہاڈنو۔

مفہوم: اللہ تعالیٰ نے ایک حرف کن سے کر دیا کو پیدا کیا اور اس میں مہما بھی بھر دی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ ہر تمام کائنات کا خالق ہے۔ اس نے یہ دنیا ہمارے لیے بنائی
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا "کن" سے کر بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا
"کن" یعنی ہو جا اور "کن" یعنی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا
کیا۔ پھر اسی دنیا میں بھیج دیا۔ پھر اس دنیا کو رقی بننے کے لیے دنیا میں ہے
شہر چری پیدا کیے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں انسانوں کے لیے پیدا کی
ہیں۔ آج دنیا میں ہر طرف مہما بھی ہے۔ رقی ہے۔ انسانوں کی سہولت اور
ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے بے شمار چیزیں بھیج دی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی
دلالت و برکات ہی ہے جو کہ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کے علم کے
بغیر کوئی کام نہیں ہوتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔

بہتر نمبر: 2 کلام آسمانی ہے اسی کی سحرانی
بہار جاوہلی ہے اسی کی باغیانی

عل لغت

کلام آسمانی: آسمان کا کلام۔ سحرانی: سحرانی۔ بہار جاوہلی: بہار
رہنے والی بہار۔ باغیانی: باغ کی دیکھ بھال کرتا

برائے عمامت دم

10

آئینہ اردو لازمی

معلوم: آسمان کا نظام بھی اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہی سے ہے اور دنیا کے باغ میں اللہ تعالیٰ ہی کی وجہ سے ہمیشہ رہنے والی بہار ہے۔

تشریح: شاعر اس شعر میں خدا تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! یہ آسمان کا نظام حیرے ہی حکم سے چل رہا ہے۔ قوی اور واحد ہستی ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے۔ سورج کا اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر غروب ہوا حیرے ہی حکم کے تابع ہے۔ دن رات کا بدل بدل کا آنا اور پھلتا حیرے ہی حکم سے ہوتا ہے۔ تیری بادشاہت زمین و آسمان پر ہے۔ اے اللہ! تیرے دم سے ہی اس دنیا کی ہمیشہ رہنے والی بہار ہے۔ شاعر نے اس دنیا کو ایک باغ سے تشبیہ دی ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس باغ کا رکھوالا کہا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اس باغ کا مالک ہے اس لیے اس دنیا میں ہمیشہ رہنے والی بہار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس کا باغیاں نہیں ہو سکتا ہے۔

شعر نمبر 3: زمین پر جلوہ گرا ہیں مظاہر اس کی قدرت کے
بجائے ہیں اسے جانتے ہر طرفوں نصرت کے

حل لکھ

جلوہ آواز جلوہ دکھانا، جھلک دکھانا۔ مظاہر: ظاہر سامنے کی چیز۔

ہر طرفوں: کھانا کھانے کا کپڑا۔ نصرت: انعام

معلوم: ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اسی نے ہمارے کھانے کے لیے بے شمار نعمتیں پیدا کی ہیں۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اس زمین کی ہر چیز میں رب تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اس

زمین پر بسنے والی ہر چیز اس بات کی گواہ ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسان کے لیے طرح طرح کی نعمتیں اتاری ہیں۔ یہاں،

سمندر، دریا اور درخت سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ان سب چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب نعمتیں انسانوں کے لیے پیدا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان اور باقی تمام مخلوقات کا رازق ہے اور وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے بے شمار نعمتیں پیدا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ان نعمتوں کا ذکر قرآن پاک کی سورت الرحمن میں کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”پس اسے گروہ جن و انس! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹاؤ گے۔“ ہمیں ان تمام نعمتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے ہمارے لیے ایسی باری نعمتیں پیدا کی ہیں۔

شعر نمبر ۱۰
یہ سرد و گرم، خشک و تر، پہلا اور آخر کی
چشمہ نظر آتی ہے سب میں شانِ باری کی ذات باری کی

حلِ نعت

سرد گرم: شفا اور گرم۔ خشک و تر: پہلا اور آخر کی۔

ذات باری: اللہ تعالیٰ کی ذات باری۔

معلوم: ہر طرح کے موسموں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی شانِ نظر آتی ہے۔

تفصیل: شاعر کہتا ہے کہ دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں، سب میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا

ہے۔ سردی، گرمی، بہار، خزاں ہر خشک اور گیلی چیز، روشنی اور اندھیرا، ہر چیز

میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا ہے۔

جگہ میں آ کر ہر نعمت دیکھا

تو ہی آیا نظر ہر دم دیکھا

انسان اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جانتا چاہے تو اسے ہر چیز میں اللہ

تعالیٰ کا جلوہ نظر آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر طرح کی چیزیں پیدا

آئینہ آرد لاری 18 برائے محاسن و حسن

کی ہیں۔ مختلف قسم کے موسم بنائے ہیں جو بدل بدل کرتے اور جاتے ہیں۔
ای طرح رات اور دن بدل بدل کر آتے ہیں۔ اس سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ
عی کی ذات کا جلوہ نظر آتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”یقیناً دن رات کے بدل بدل کر آئے
میں عمل مالوں کے بے شکائیں ہیں۔“

انسان دنیا میں ہر قسم کے حالات سے نبرد آزما ہوتا ہے۔ کبھی حالات اچھے
ہوتے ہیں اور کبھی یہ انسان کے موافق نہیں ہوتے۔ مگر ہر قسم کے حالات اللہ
تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے اپنے بندوں کی
آزمائش کرتا ہے۔ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

تفسیر 5 وہی ہے کائنات اور اس کی مخلوقات کا خالق
جامع و مہدات اور حیوانات کا خالق

حل لغت

کائنات دنیا۔ مخلوقات تمام مخلوق۔ جامع۔ جلی بوئیاں
مہدات بے جان چیزیں۔ حیوانات۔ جانور

مضمیم: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔

تحریر: اللہ تعالیٰ اس ساری دنیا کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس دنیا کی تمام مخلوقات بھی

اسی نے پیدا کی ہیں۔ وہ سب کا خالق و مالک ہے۔ اس دنیا میں جتنے بھی
درخت اور پودے ہیں، سب اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیے ہیں۔ ہر جاندار اور
انسان نے جان چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ شاعر اس شعر میں بتاتا ہے چاہتا ہے
کہ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ وہ
ہر جاندار اور ہر جاندار کے جاندار ہیں، دریا ہوں، پودے ہوں، درخت ہوں یا
چند پرند، ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس دنیا میں بے شمار

چیزیں ہیں۔ کچھ سٹوم ہیں اور کچھ نامعلوم۔ کچھ جان دار ہیں اور کچھ بے
جان، کچھ ہماری نظروں کے سامنے ہیں اور کچھ نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ جو
چیز بھی اس دنیا میں موجود ہے اس کا بنانے والا ایک اللہ ہی ہے۔

سبھی کچھ خدا کا بنایا ہوا ہے
یہ گلشن اسی کا لگایا ہوا ہے
یہ آگ اور مٹی ہوا اور پانی
سبھی کچھ خدا ہی کی ہے مہربانی
دہی خالق ہے دل کا اور دل کے نیک ارادوں کا
دہی مالک ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا

پروفیسر

حل لغت

خالق: پیدا کرنے والا۔ قلیب ارادہ: اچھا ارادہ۔ باپ و لون: بزرگ
مفہوم اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کے ہمہ تنک چاہتا ہے۔ وہ ہمارا اور ہمارے آپا دادا کا
مالک ہے۔

شرح شاعر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر
ارادے سے واقف ہے۔ ہمارے دلوں میں جو خیال پیدا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ
کی مرضی سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم دل میں کسی نیک کام کا ارادہ کریں تو
ہمیں جان لینا چاہیے کہ اس نیک کام کی تحریک اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے
ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں نیکی کے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس ان اپنی بخشش کا سامان کرے۔ اس کے لیے وہ اپنے
پیارے بندوں کو نیک کام کرنے پر تیار کرتا رہتا ہے اور ان نیک کاموں کے
لیے آسائیاں مہیا کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مالک ہے اور ہمارے بزرگ
بھی اسی کے بندے تھے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ازل سے ہے اور ابد تک

رہے گی۔

شعر نمبر 7۔
بشر کو فطرت اسلام پر پیدا کیا جس نے
محمد مصطفیٰ کے نام پر شہید کیا جس نے

مل نعت

بشر انسان، آدمی۔ فطرت اسلام، اسلام کے اصول۔ شہید فدائی،

قربان ہونے والا

علیہ السلام: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسلام کی فطرت پر پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں

حضور ﷺ کے نام پر قربان ہونے کا جذبہ رکھا ہے۔

تشریح: شاعر اس شعر میں بیان کرتا ہے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر ہی ہے جس نے

انسان کو پیدا کیا۔ اسے اسلام کے اصولوں پر چنا نکھایا۔ کائنات کے سرور و

رموز سے واقفیت دلائی۔ جہاں کائنات کا خالق ہے۔ انسان اس کے بنائے

ہوئے راستوں پر چلتا ہے اور زندگی سے لطف اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ

کائنات حضرت محمد ﷺ کے لیے ہی تخلیق کی ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ اگر میں

محمد مصطفیٰ ﷺ کو تخلیق نہ کرتا تو کائنات نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ سے

بہت محبت کرتا ہے۔

سب سے پہلے مشیت کے الوار سے، نفسِ روح کو نکھایا گیا

پھر اس نور سے لے کے ہمہ روشنی، برام کون وہاں کو نکھایا گیا

اور

جہاں میں یوسف پر فتنہ عاش زلیحہ تھی

خدا خود جس پہ عاش ہے وہ ہے صوفی محمد ﷺ کی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حضرت محمد ﷺ کا شیدائی بنایا ہے۔ انسان آپ ﷺ

سے محبت کرتا ہے کیونکہ یہ کائنات انہی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان

آنکھ آرد ولازی 21 برائے جماعت دہم

کے دل میں حضرت محمد ﷺ کی محبت رکھی ہے آپ ﷺ کے امتی ہونے کی
شہیت سے بھی ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ ﷺ سے محبت کریں اور آپ
ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
"اگر تم کو مجھ سے محبت کا دعویٰ ہے تو حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرو۔ اللہ بھی تم
سے محبت کرے گا۔"

میں

میرا ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے۔
حافظ جالندھری نے بڑے دلکش پیرائے میں یہ حمد لکھی ہے۔ اس حمد کے شعروں
میں روایتی اور سوجھ بوجھ بہت زیادہ ہے۔ لفظوں کا چناؤ عمدہ ہے۔ شاعر نے اللہ
تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر بڑے اچھے انداز میں کیا ہے۔

حل مشقی سوالات

- 1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجئے
(الف) اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات کون سا ایک لفظ کہہ کر بنائی ہے؟
جواب اللہ تعالیٰ نے ایک لفظ "نکمن" کہہ کر یہ ساری کائنات بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
کہا نکمن یعنی ہو جائے اور نکون یعنی ہو گیا۔
- (ب) اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی نعمتوں سے نوازا ہے؟ چند ایک تحریر کریں۔
جواب اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی ان
نعمتوں کا ذکر سورۃ الرحمن میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج، مہتاب، مٹی، پھل، پھول، ہنسیاں، لالچ، پہاڑ، دریا، سمندر، سب اللہ
تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے پیدا کی ہیں۔
- (ج) اچالے اندھیرے اور خشک و تر کس کے مظاہر کے نمونے ہیں؟
جواب اچالے اندھیرے اور خشک و تر اللہ تعالیٰ کے مظاہر کے نمونے ہیں۔

- (د) ہم میں خالق کی کن مخلوقات کا ذکر کیا گیا ہے؟
جواب: ہم میں بتایا گیا ہے کہ نباتات، حیوانات، حشرات اور طائرے باپ دادا سب اسی خالق کی مخلوق ہیں۔ سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔
- (و) انسان کو کس فطرت پر پیدا کیا گیا ہے؟
جواب: انسان کو اسلام کی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے۔
- 2- درج ذیل الفاظ سے مصرعے مکمل کریں۔
مخلوقات، آسمانی، مظاہر، بشر
- (الف) نظام _____ ہے اسی کی حکمرانی ہے
(ب) زمیں پر جلوہ آرا ہیں _____ اس کی قدرت کے
(ج) وہی ہے کائنات اور اس کی _____ کا خالق
(د) _____ کو فطرت اسلام پر پیدا کیا جس نے
- جواب: (الف) نظام آسمانی ہے اسی کی حکمرانی ہے
(ب) زمیں پر جلوہ آرا ہیں مظاہر اس کی قدرت کے
(ج) وہی ہے کائنات اور اس کی مخلوقات کا خالق
(د) بشر کو فطرت اسلام پر پیدا کیا جس نے
- 3- نظم ”مصرعہ“ کے متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) کا نشان لگائیں۔
(الف) نظم ”مصرعہ“ کس شاعر کی تخلیق ہے؟
- (i) احسان دہلوی (ii) جمیل الدین جالی
(iii) حفیظ جالندھری (iv) جوش ملیح آبادی
- (ب) کائنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے
- (i) انکسار کا نتیجہ ہے (ii) چاہنے کا نتیجہ ہے
(iii) حرفِ کس کا نتیجہ ہے (iv) ادارے کا نتیجہ ہے
- (ج) نظام آبادی اور پھر جاودانی میں کون سی بات مشترک ہے؟
- (i) خالق ایک ہے (ii) ردیف ایک ہے
(iii) دونوں کائنات کا حصہ ہیں (iv) ایک ہی نظام کے عناصر ہیں

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آخری اردو لازمی 23 برے جماعت دہم

- (ر) یہ عالم اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے بھر دیا ہے؟
(i) رنگ و بو سے (ii) مخلوقات سے
(iii) عبادات و نہات سے (iv) کشاکش کی صدائے ہاؤس سے
(س) واسطہ پاری خدائی کی شاں کہاں نظر آتی ہے؟
(i) سرور کرم میں (ii) خشک درخت میں
(iii) اُجھالے اور تاریکی میں (iv) ان سب میں
(ط) اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرتِ اسلام پر پیدا کر کے کون سا اور احسان کیا؟
(i) رزق دیا (ii) صحت و تندرستی میں
(iii) اہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہید کیا (iv) محل و شعور کی دولت دی

(الف)	(iii)	(ب)	(iii)	(ج)	(i)	(د)	(iv)
(ا)	(iv)	(و)	(iii)				

4- کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں

کالم (الف)	کالم (ب)
اک حرفہ کن	کالم کا پیرا اہل
پیام جاہدانی	پہاڑی سے
بشر کا پیرا اہل	فطرتِ اسلام
کائنات	خالق
بچائے	دستِ غریبِ وقت

5- درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے

اقاظ	متعدد
عس	قر
سرد	گرم

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اُردو لاری 24 برائے جماعت دہم

ز	حک
تاریکی	اجالا
خالق	ظنون
تاریت	سیارا، نوج

درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

حرفِ مثنیٰ، صدائے ہاؤنو، کشش، بہارِ جاودانی، جلوہ آرا، جمادات، بحر

لفظ	معنی	الفاظ	معنی
حرفِ مثنیٰ	ایک حرف کہہ کر۔ ہو جا	صدائے ہاؤنو	آواز کی گہما گہمی
کشش	کشش، کھینچنا	بہارِ جاودانی	ہمیشہ رہنے والی بہار
جلوہ آرا	نظارہ ہونا	جمادات	سے جان نچریں
بحر	انٹھان		

7۔ جو کے مطابق الفاظ کو ترتیب دے کر مصرعے بنائیں۔

(الف) قدرت، اس کی، ہوو آرا، زمیں پر۔ ہیں، مظاہر، کے

(ب) کا، خالق، نباتات و جمادات، حیوانات، آسمان

(ج) سے، نظام آسمانی، شکرانی، اسی کی، ہے

(د) جس نے، بشر کو، پیدا کیا، فطرہ اسلام پر

(ه) باپ دادوں کا، ہمارا، وی، دنگ، اور ہمارے

جمادات

(الف) زمیں پر جلوہ آرا ہیں مظاہر اس کی قدرت کے

(ب) نباتات و جمادات اور حیوانات کا خالق

(ج) نظام آسمانی ہے اسی کی شکرانی سے

(د) بشر کو فطرہ اسلام پر پیدا کیا جس نے

(ه) وی، دنگ، ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا

- آئینہ اردو لازمی 25 ہمارے محنت دہم
- 8- حمد کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔
جواب: دیکھیے خلاصہ
- 9- حمد کے ہر شعر میں ہم آواز الفاظ موجود ہیں۔ ان کی نشان دہی کیجیے۔
جواب: حمد میں آنے والے ہم آواز الفاظ درج ذیل ہیں۔
کر بھر، مگر بلی، باغبانی، قدرت، نعمت، تدریجی، باری کی
ظنقات، حیوانات، ارادوں، رادوں پیدا، شیدا
- 10- درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے
حرف کن، جمادات، نباتات، جز، نعمت
جواب: حَرف کُن، جَمادات، نَباتات، جَز، نِعْمَت
- 11- حمد کے تیسرے اور چوتھے شعر کی تشریح کیجیے۔
جواب: دیکھیے تشریح

نظم

نظم کے لغوی معنی نظم اور ترتیب کے ہیں۔ اصطلاح سخن میں نظم ایسی سلسل اور مربوط صنف ہے جس میں خیالات کو ترتیب کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ہر نظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے اور شاعر اس مرکزی خیال کی مختلف جہات پر روشنی ڈالتا ہے۔ ہر نظم کا ایک عنوان بھی ضروری ہے۔
درد و ادب کو اقبال، بخت نظر علی، حبیب جالب، جگر، بلخ آبادی اور احسان دانش جیسے شعرا نے نظم کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔

غزل

غزل کے لغوی معنی غزلوں سے یا غزلوں کے بارے میں باتیں کرنا کے ہیں۔ ہر غزل میں خوفِ زہر ہو کر دردناک پیچ رہے تو اسے بھی غزل کہتے ہیں۔ اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں حسن و عشق کی مختلف کیفیات کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں درد و سوز بھی پایا جاتا ہے۔
غزل کا ہر شعر ایک اکال ہوتا ہے اور پوری غزل ایک بحر و وزن میں ہوتی

ہے۔ اس کے مطلع کے دہلوں مصرعے ہم ردیف و ہم قافیہ جب کہ دیگر اشعار کا
ہر دوسرا مصرع ہم ردیف و ہم قافیہ ہوتا ہے۔ میر تقی میر، اسد اللہ خاں غالب۔
داتا گیلانی اور فیض احمد فیض کے علاوہ بھی بہت سے نمایاں غزل گو شعرا ہیں۔

لغیم اور غزل میں فرق

غزل بنیادی طور پر تو لغیم ہی ہے البتہ معروف سنتوں میں لغیم کے اشعار مرکزی
خیال کے مطابق ایک ترتیب میں ہوتے ہیں جب کہ غزل کا ہر شعر الگ الگ
ہوتا ہے۔ غزل کے ہر شعر کا الگ مفہوم ہو سکتا ہے، جو سوز و گداز غزل کا لازم
ہے وہ لغیم کا نہیں ہے اور جو شکوہ لفظی لغیم میں ممکن ہے وہ غزل میں نہیں۔

سوئے کی لغیم

تھیجیے
اے ہم نشیں! کلام مراد کا کلام ہے
شہنشاہ رنگی عجزِ عجم کا نام ہے
راقوں کو ہے حر کی تھلی کا ہاتھ بھار
چہ ہر صفا زلفی فوٹی میں ہے قرار
سوئے غزلیں بہار گلستاں رواں ہے
ہر برگ کا سکوت سراپا فساد ہے
نہفت کی کوششیں کہ نکلا نصیب ہو
موسم کو یہ گلے کہ ہلا نصیب ہو
طس و قر کو ضد ہے کہ گرم ستر رہیں
ہے رنگیوں میں خالق 'ام' د سر رہیں
شہروں میں انقلاب، بیاباں میں انقلاب
محفل میں انقلاب، شہنشاہ میں انقلاب
کس پر عیاں تعمیر نو کا فسون نہیں
اس یام میں نصیب کسی کو سکون نہیں

محوئے کی غزل

گل کو ہوتا جا اقرار اے کاش!
رہتی اک آہ دن ، بہار اے کاش!
یہ جو دو آنکھ ، منہ نہیں مری :
اس پہ وا ہوتی ، ایک بار اے کاش!
انہی نے اپنی مصیبتیں نہ کہیں
رکھے میرے بھی غم ، ثار اے کاش!
ہن تو جانے والی تھی
اس پہ کی ہوتی ، میں ثار اے کاش!
اس میں ملا نہ تھی گلشنِ حقیقی
نظم ہوتا تھا شمار ، سے کاش!
شش بہت اسے تو تنگ ہے ہم
اس سے ہوتے نہ نظم ، دو چار اے کاش!

پرکرمیاں

- 1- طلبہ باری باری یہ حمد تحت اللفظ پڑھیں۔
جواب طلبہ خود پڑھیں۔
- 2- خوش لحاظ طلبہ یہ حمد رزم سے پڑھیں۔
جواب جماعت کا کوئی خوش الحان بچہ اس حمد کو رزم کے ساتھ پڑھے اور ہاتی بچے خاموش بیٹھ کر سنیں۔
- 3- اس حمد میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں، انہیں جملوں میں ایک چارٹ پر خوش حد لکھیں اور سے جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔
جواب یہ سب باتیں ایک چارٹ پر لکھوائی جائیں اور اس چارٹ کو جماعت کے کمرے میں آویزاں کیا جائے۔

آئینہ اُردو لازمی 28 برائے جماعت دہم

اللہ تعالیٰ نے ایک حرف گن سے ساری کائنات کو پیدا کیا۔
اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا حاکم ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بے شمار نعمتیں پیدا کی ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہر چیز میں نمایاں ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمارے دل اور دل میں پیدا ہونے والے نیک ارادوں کا خالق ہے۔
اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسلام کی فطرت پر پیدا کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضرت محمد ﷺ کا سچا عاشق بنایا ہے۔
۴۔ کسی اور معروف شاعر کی مدح میں کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔
جواب مجھے مولانا غفر علی خاں کی یہ حمد بہت پسند ہے۔
پہنچتا ہے ہر اک میکش کے آگے دور جام اُس کا
کسی کو تشنہ لب رکنا نہیں ہے لطف عام اُس کا
گواہ دے رہی ہے اس کی یکمائی پہ ذات اس کی
دوئی کے نقش سب جھومتے ہیں سچا ایک نام اُس کا
ہر اک ذرہ فنا کا داستان اس کی سنا ہے
ہر اک جھوٹا ہوا کا آگے دھنکا ہے عام اُس کا
نظام اپنا لیے پھرتا ہے کیا خود قید نور انساں
ہزاروں ایسی دنیاؤں کو شامل ہے نظام اُس کا
میں اس کو کعبہ اہل بیت مانہ میں کیوں ڈھونڈنے چلاؤں
مرے ٹوٹے ہوئے دل تکی کے اندر ہے مقام اُس کا
سراپا معصیت میں ہوں سراپا عظمت وہ ہے
خطا کوئی روش میری خطا پرشی ہے کام اُس کا
مری افتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی
کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن ہے قدم اُس کا
ہوئی ختم اس کی کُتھ اس زبیر کے سینے والوں پر
کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمد ﷺ نے کلام اُس کا

آئینہ آمد و لادنی 29 برائے جماعت دہم

تہ جا اس کے کھل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دہر گیری سے کہ ہے نخت انعام اس کا
اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ کو حمدیہ شاعری کی رعایت سے آگاہ کرنا اور بتانا کہ آمد و زبان کی ابتدا
سے حمدیہ شاعری کی بھی ابتدا ہو گئی۔

جواب حمد گو شاعر کی شخصیت خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی رحمت پر کامل یقین کا
اظہار کرتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر بے حساب نعمتوں کا شکرانہ بجا
تا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و پاکیزگی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی کم
مانگی اور کمزوریاں اظہار کرتا ہے۔

زمانہ قدیم میں قریباً تمام شعرا اپنے شعری مجموعوں کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے
کرتے تھے تاکہ ان کا کلام بابرکت ہو لیکن بعد میں شعرا نے حمد گوئی کی طرف
خاص توجہ دی اور اس طرح حمدیہ شاعری کے مجموعے بھی طر عام پر آ گئے۔ حمد
سے تقدس کی وجہ سے ایک ہذا قدر مصعب سخن کا مقام حاصل کر لیا۔ حمد گو شاعر
اپنے ایمان کی استقامت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی دلی کیفیات کا اظہار
بڑے ہی مؤذب طریقے سے بیان کرتا ہے اور اپنی ان حمدوں کے ذریعے سے
روز قیامت شفاعت کا طلب گار ہوتا ہے۔

حمدیہ شاعری میں صاحب دیوان شعرا میں مظفر خیر آبادی، مفتی غلام سرور، حافظ
مدھیانوی، مسعود رضا خاکی، طفیل دلا اور لالہ محمد علی کے نام قابل ذکر ہیں۔
سوجودہ دور میں مظفر وارثی، کاوش دیدی، سرور ہدایونی، لطیف وارثی اور غازی
حمدیہ شاعری کے صاحب دیوان شاعر ہیں۔

2- طلبہ کو حمد، نعت اور منقبت کا فرق بتایا جائے۔
جواب حمد، نعت اور منقبت میں فرق

حمد عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی تعریف کرنے کے ہیں لیکن
اصطلاحی معنوں میں اس سے مراد اللہ جل جلالہ کی تعریف و ثنا ہے۔ حمد ایک
ایک مصعب سخن کو کہا جاتا ہے جس میں رب العزت کے اپنے بندوں پر انعام و

11/11/10

آئینہ اردو لاری 30 برائے سماعت وسم

اکرام کا ذکر کیا جاتا ہے اور بندے اس کا فکر نہا کرتے ہیں۔ حمد غزل، نظم یا رباعی کی طرح کسی خاص صفت میں نہیں لکھی جاتی۔ اس کے لیے کوئی خاص بحر یا وزن بھی مخصوص نہیں ہے۔ یہ ہر صنفِ سخن میں لکھی جاسکتی ہے لیکن حمد کا مقام و مرتبہ دیگر اصنافِ سخن کے مقابلے میں بہت بلند ہے۔

منقبت

نعت کے لغوی معنی تعریف و ستائش کے ہیں لیکن اصطلاح میں نعت سے مراد ایسے اشعار ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کی مدح بیان کی گئی ہو۔ حمد کی طرح نعت بھی کسی الگ صنفِ سخن کا نام نہیں۔ اس کے لیے بھی کوئی خاص وزن یا بحر کی قید نہیں۔ یہ بھی نظم، غزل یا گیت کی طرح کی ہی صنفِ سخن ہے۔ شاعر آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنی محبت، عقیدت اور حقوق کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے جذبات و احساسات کو جن الفاظ کے ذریعے سے ان کے حضور پیش کرتا ہے وہ نعت ہے۔ شاعری کی ہر صنف میں نعت کی گئی ہے۔

منقبت

جس علم میں اولیاء اللہ یا برگزینِ دین کی تعریف کی جائے، اسے منقبت کہتے ہیں۔ منقبت عقیدت کے اظہار کے طور پر لکھی جاتی ہے۔ منقبت میں قصصِ خوبیوں کے حوالے سے بات کی جاتی ہے۔

3. شاعر نے شعروں میں قرآنی آیات کا ذکر کیا ہے۔ کائنات کے پیدا کرنے کو **كُنْ فَهِيَ كُنْ**، دونوں کے بعد جانے غرض ہر شعر میں ایک آیت کا حوالہ موجود ہے۔ آپ یہ آیات تمہ کو سنائیں۔

جواب

4. حمد کو ترنم سے پڑھوانے کا اہتمام کیا جائے تاکہ بچوں میں عقیدت و احترام کے علاوہ ذوقِ جمالیات بھی پیدا ہو۔

جواب اساتذہ کرام خوش الحان بچوں سے یہ حمد سزیم پڑھوائیں۔ اچھا پڑھنے والے کو انعام دیں اور دوسرے بچوں کی حوصلہ افزائی کریں۔

برائے حمایت دہم

31

آئینہ اردو لازمی

سچی کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر صحت جملہ کی (ا) سے نکال دی کریں۔
(الف) اللہ تعالیٰ نے پروتھا پیدا کی ہے

(i) کن کہہ کر (ii) تم کہہ کر

(iii) بن جا کہہ کر (iv) ہو جا کہہ کر

(الف) اللہ تعالیٰ نے عالم کو برپا کیا ہے

(i) پھولوں سے (ii) پانی سے

(iii) پھولوں سے (iv) کشائش کی بنا پر ہے

(ج) زمیں پر جلوہ آرا ہیں _____ اس کی قدرت کے

(i) آثار (ii) مظاہر

(i) اکابر نے ہمارے لیے دستِ رحمت بچھائے ہیں۔
(ii) عقل (iii) نکال (iv) نکال

(i) پھولوں کے (ii) پھولوں کے

(iii) فتنہ کے (iv) رنگ رنگ کے

(ا) "نہایت، جہالت، حماقت" آئیں میں ہیں۔

(i) ہم معنی الفاظ (ii) ہم قافیہ الفاظ

(iii) ایک ہی ردیف کے الفاظ (iv) مترادف الفاظ

(ا) اللہ تعالیٰ نے جبر کو پیدا کیا ہے

(i) ایک ہی فطرت پر (ii) تلف فطرت پر

(iii) خاندانی فطرت پر (iv) اسلام کی فطرت پر

(الف)	(د)	(پ)	(iv)	(ج)	(iii)	(ا)	(ii)
(ا)	(ii)	(د)	(iv)				

نعت

نظم کی مقاصد

- طلبہ کو نعت کے بارے میں بتانا
- طلبہ کے دلوں میں حضرت محمد ﷺ کی محبت پیدا کرنا۔
- طلبہ کو حضور ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنا
- طلبہ کو حضور ﷺ کا مقام بتانا
- طلبہ کو احسان الحق دانش کے حالات زندگی سے روشناس کروانا
- طلبہ کو احسان دانش کے اسلوب سے حیران کروانا

شاعر کے حالات زندگی

نام: احسان الحق اور گھس بھی احسان ہی تھا، والد: عبد العزیز کاشی دانش علی

جائے پیدائش: کاندھلہ ضلع مظفر گڑھ (بھارت)

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنی والدہ کے حجبہ کاندھلہ ضلع مظفر گڑھ (بھارت) میں ہوئی۔ گھریلو مالی حالت اچھی نہ تھی اس لیے باقاعدہ تعلیم نہ پاسکے اور وقتاً فوقتاً معمولی کام کرنے لگے جن میں مزدوری کے علاوہ مالی اور گلی بک کے کام بھی شامل تھے۔ احسان دانش نے کسی زمانے میں اتار گلی بازار لاہور کی بنگلی سڑک ایک روڈ پر "کتبہ دانش" بھی قائم کیا تھا۔ جہاں وہ کتابوں کا کاروبار کرتے تھے۔

احسان کو شاعری سے لگاؤ کم عمری ہی سے ہو گیا تھا اور وہ قیام پاکستان سے

برائے محبت اہم

33

آئینہ اردو لازی

بہت پہلے لاہور آ گئے۔ یہاں کے ادبی ماحول نے انہیں بہت جلد مظلوموں میں نمایاں کر دیا۔ احسان دانش اردو کے نامور شاعر اور فاضل ادیب علامہ تاجور نجیب آبادی کے شاگردوں میں شامل تھے اور پھر آ گئے ان کے بیگلوں شاگرد تھے۔ کسی زمانے میں مشاعروں میں اپنا کلام نہایت دلکش ترنم سے پڑھتے تھے۔ وہ بہت سادہ فقیر معنی متقی خوش اخلاق اور ہمدرد شخص تھے۔

تصانیف: ان کی شاعری کے کئی مجموعے چھپ چکے ہیں جن میں ہفتی سیال تو اے کارگر فقیر فطرت، جادو، توکل، سلاسل اور چراغ اس غزل پر قابل ذکر ہیں۔ دارین کے نام سے ان کا نظیہ کلام بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔ شاعری کے علاوہ وہ ایک نثر نگار بھی تھے۔ انہوں نے نثر میں بھی بعض ضروری موضوعات مثلاً "ضرب الامثال اور تذکیر و تانیہ پر کام کیا ہے اور وہ چھپ چکا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے گراچی کے ایک ماہر "جام نو" نے "احسان دانش نثر" شائع کیا تھا اس میں ان کی زندگی کے حالات اور شاعری پر خاص مفصل مضامین موجود ہیں۔ احسان دانش نے "جہان دانش" کے نام سے اپنے حالات زندگی خود بھی لکھے ہیں۔

وفات: احسان دانش 1982ء میں وفات پائی۔

مرکزی خیال

اس نعت میں احسان دانش نے آپ ﷺ کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ہمسوات کی وجہ سے دنیا سے ظلم و ستم کے بادل جھٹ پڑے اور انسانوں کو ایک نئی اور صحیح منزل کی طرف ہانے کا راستہ مل گیا۔

خلاصہ

مضمون ﷺ کی آمد سے ظلم و جور ختم ہو گیا اور بے چین قومیں کو فراموش کیا۔ آپ

آنجنہ اردو لاری 34 برائے جماعت دهم

آنجنہ نے محبت کا نظام دیا۔ اب فسان اپنی حقیقت سے آشنا ہو جائے گا کیوں کہ آپ آنجنہ کی آمد سے اس بات کا یقین ہو گیا ہے۔ جو قیامت تک کے لیے نئی ہیں۔ ان کی آمد ہو گئی ہے۔ اب دنیا کو نئی منزل مبارک ہو کیوں کہ منزل کا راستا بتانے والے آ گئے ہیں۔
مشکل الفاظ کے معانی

لفظ	معانی	الفاظ	معانی
دو عالم	دونوں جہاں مرد و عورت دنیا اور دوسری دنیا	اعداد گار	مدد کرنے والا
امانت دار	امانت دار	غم گسار	غم ہٹانے والا
محبوب	محبوب کرے گا	نظام	کسی کی بات رباں دوسرے تک پہنچانا
میراث	میراث	پروردگار	پالنے والا مرد و عورت
میراث	میراث	میراث	میراث
چراغ محبت	محبت کا دیا	میراث	میراث
نقشہ	ایک نقشہ جس کے حلقہ مشہور ہے کہ وہ جو لے سکوں کو راستا دکھاتے ہیں		

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 دو عالم کا اعداد گار آ گیا ہے
ایں آ گیا، غم گسار آ گیا ہے

حل لغت

عالم دنیا۔ اعداد گار مدد کرنے والا۔ امین امانت دار۔ غم گسار غم

معلوم: دو عالم کا مدگار آگیا ہے یعنی لائٹ وراور ہم خوار آگیا ہے۔

عبرت: یہ نعت کا شعر ہے۔ نعت ایسی نظم کو کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو۔ اس شعر میں اصنافِ مائش نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ دونوں دنیاؤں میں ہمارے مدگار ہیں۔ ایک پر فانی دنیا اور دوسری آخرت کی دنیا جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس دنیا میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی امانت یعنی دین اسلام ہم تک پہنچایا۔ دوسری دنیا میں گزرنے کے طریقے بتائے۔ ہمیں خیر و شر کی باتوں سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے دین اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کر کے اپنی امت کے لیے راہِ عمل بتھیں کی۔ دوسرے لفظوں میں آپ ﷺ نے امت کو بتایا کہ دین کیا ہے اور اس پر کچھ طرح عمل کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی لائٹ یعنی قرآن مجید کو جماعتِ ہم تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ اسی طرح دوسری دنیا یعنی آخرت میں بھی اپنی امت کی شفاعت کریں گے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے آئینے کو حق ادا کریں۔ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ آپ ﷺ نے جو راستہ ہمیں بتایا ہے ہم اس راستے پر چلیں۔ صدقہ دین سے آپ ﷺ کی باتوں پر ایمان لائیں، اسی صورت میں ہم آپ ﷺ کی شفاعت کے حق وار ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات سرورِ رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ارشاد فرمایا ہے۔

”اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“

شاعر دنیا کو خوش خبری دیتے ہوئے کہتا ہے کہ حضور ﷺ اس دنیا میں شریف لائے ہیں جو دونوں جہانوں میں ہمارے مدگار ہیں۔

آئینہ اردو لازمی 36 ہائے جامعہ دہم

شعر نمبر 2: غریبوں کی جیاں کو ، قبیضوں کے دل کو
سکوں ہو گیا ہے ، قرار آ گیا ہے

حل لغت

ہیتم ایسا بچہ جس کا باپ وفات پا چکا ہو۔ سکون۔ اطمینان۔ تسلی۔ قرار۔ چین
مفہوم: غریبوں کی جان کو سکون ہو گیا ہے اور قبیضوں کے دل کو چین آ گیا ہے
تکریخ: احسان دہلوی حضور ﷺ کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی
آمد سے پہلے عرب معاشرہ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ”جس کی
داخلی اس کی بیخوشی“ کا قانون اپنایا جاتا تھا۔ امیر لوگ تمام برائیوں کے باوجود
اپنی دولت کے بل بوتے پر سلبِ عزت تھے۔ غریبوں کا کوئی بڑا سا مال
نہیں تھا اگر کوئی غریب ہیتم ہوتا تو اس کے لیے دور کی ٹھوکریں ہی ہوتیں۔
اس کی کسی جگہ عزت نہ ہوتی۔ مگر کوئی امیر بچہ ہیتم ہو جاتا تو اس کے لالچی
رشتے دار اس کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کے لیے طرح طرح کے حیلے
بہانوں کو کام میں لاتے۔ دوسرے لشکریوں میں ہر طرف ظلم و جور کا بازار گرم
تھا حضور ﷺ کی تشریف آوری سے ساری لاکھونیت ختم ہو گئی۔ اسلام نے ہر
فصل کے حقوق حسین کر دیے۔ حکمت اور عقل کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ اس
طرح غریبوں اور یتیموں کو بھی اپنے حقوق میسر آئے۔ وہ بھی بے خوف و خطر اپنی
زندگی گزارنے لگے۔ ان کے دل بھی اطمینان کی دولت سے لامل ہو گئے۔
شعر نمبر 3: اصولِ محبت ہے ، پیغام جس کا
”محمدؐ“ پروردگار آ گیا ہے

حل لغت

اصول: طریقہ۔ پیغام کسی تک زبانی بات پہنچانے کا۔ پروردگار
پالنے والا مراد اللہ تعالیٰ

معلوم: جس کا پیغام محبت کا اصول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا آگیا ہے۔
تشریح: حضور ﷺ کی پوری زندگی محبت کا درس دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے عرب کی جاہل اور اہل قوم کو زندگی گزارنے کے طریقے بتائے اور انھیں مہذب قوموں کے شانہ بشانہ لاکڑا کیا۔ آپ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کے لیے محبت کا طریقہ اپنایا۔ آپ ﷺ نے اپنی شخصی زبیاں سے کافروں کے پھر پیسے سخت دلوں کو نرم کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی دوسروں کو محبت کا سبق دیتے ہوئے اور خود اس پر عمل کرتے گزار دی۔ آپ ﷺ اس بات کی جتنی چاہتی تھیں تھیں
پھر مہربانی تم اہل ایمان پر
خدا مہرباں ہو گا تم پر
آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا تھا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا بنائی ہے۔
تو حصہ جتنی دے تو حاصل ایمان
جو تم سے کرے وہ خدا سے ہے کرے اس
شارح کہتا ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا میں قسریں لائے اور ساری دنیا کو محبت کا

پیغام دیا۔

شعر نمبر 4 اب انسان کو انسان کا عرفان ہو گا
یقین ہو گیا ، اعتبار آ گیا

حل لغت

عرفان: معرفت، پہچان، شناخت۔ یقین ہونا کسی چیز کو اس سے پہچاننا۔
اعتبار: بھروسہ

معلوم: اب انسان کو انسان کی پہچان ہو جائے گی کہیں کہیں بھروسہ اور یقین ہو گیا ہے۔
تشریح: خالق کائنات نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان مہربانی و الفت کی پہچان کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی تخلیق کے

مقصد پر بھی غور کرے۔ انسان دنیا میں محض کھائے پینے اور کام کاج کرے
کے لیے ہی نہیں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اس
کی عبادت کرے۔ حضور ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے
انسانوں کو ان کے صحیح مقام سے آشنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور
راہنمائی کے لیے قرآن مجید نازل کیا۔ حضور ﷺ اس کی عملی تفسیر ہیں۔ بقول
پروفیسر ایاز احمد شاہین

اسی کی ذمت ہے قرآن کی حسین تفسیر

اسی کا قول و عمل مستقل حوالہ ہے

شاعر کہتا ہے کہ اب صحیح معنوں میں انسان کو اس چہر کی پہچان ہوگی کہ انسان
کیا ہے اور اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ انسان اب اپنے آپ کو پہچانے کا
کیوں کہ کامل انسان کی ذمہ داری کا نمونہ اس کے سامنے آ گیا ہے۔ نبی پاک
ﷺ انسانِ کامل ہیں آپ ﷺ کے سوا تو کوئی انسان کامل ہوا ہے اور نہ
آئندہ بھی ہوگا۔ آپ ﷺ کی ذات ایک مکمل ذات ہے۔ آپ ﷺ کو دلچسپ
اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو سن کر اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ انسان کی تخلیق
کا مقصد کیا ہے۔

شعر نمبر 5: تجھے م نہ جس کا ہوا محبت
وہ عظیم الی وہار آ گیا ہے

حل لغت

جہ رخ دیا۔ تفسیر عظام پہنچانے والا۔ ذی وقار عزت والا

منہم۔ جن کی محبت کا دیا بھی نہ تجھے گا وہ عزت والا تفسیر آ گیا ہے۔

تشریح۔ احسان وائٹ حضور ﷺ کی آمد کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور
ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لا کر محبت اور اللہ کا جو دیا روشن کیا ہے وہ بھی

نہیں بچے گا۔ شاعر کے کہنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اسلام کے اور
سے ساری دنیا کو حور کر دیا ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی روشنی پھیل
گئی یہ روشنی قیامت تک ضوفاں رہے گی۔ اب یہ روشنی بکھ نہیں سکتی۔ دین
اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔
آپ ﷺ نے دین اسلام کی جو شمع روشن کی ہے وہ قیامت تک روشنی
رہے گی۔ شاعر حضور ﷺ کی آمد کا ذکر کر رہا ہے۔ اسی مضمون کو احسان دانش
نے ان الفاظ میں بھی بانٹھا ہے

ہوا جہاں میں تری ذات کا درود
نکھرئی جد سے بھی آگے تے روشنی کے درود
ترے پیراں سے لپکا ادب میں فعلہ زید
زے سب سے ہوا اہتمام بزم وجود
شعر نمبر 6 زندہ کو اب اپنی منزل مہارگ
کہ اک حضور جد وہ گزار آ گیا ہے

حل لغت

منزل چکنچے کی جگہ۔ مہارگ ہمسفہ برکت۔ حضور مہارگوں کے عقیدے کے
مطابق ایک پیغمبر کا نام جنہوں نے آپ حیات چاہے اور قیامت تک زندہ
رہیں گے۔ جو زندگی اور تری پر مہور رکھتے ہیں اور بھونے بھونے کو راستہ دکھاتے
ہیں۔ کلہ راہ نما، راہبر۔ جد سو۔ راہ گزار۔ راستہ



معلوم: زمانے کو اب اپنی منزل مہارگ ہو کہ ایک راہبر نہیں مل گیا ہے۔
شعر 6 حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سرزمین عرب جہالت کے گھاناؤں
اندھیرے میں لادہ ہوئی تھی۔ تہذیب و شائستگی کا نام و نشان نہ تھا۔ لوگ پھوٹی
چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہتے تھے۔ نہ ہی کسی کی
عزت محفوظ تھی اور نہ ہی ہان پال کو کسی قسم کا تحفظ حاصل تھا۔ باپ اپنی سگی

آئینہ ردو لازمی 40 رہائے جماعت دہم

بہنوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی حلیت زار پر رحم آیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے آنحضرت ﷺ کو پیدا فرمایا۔ قبول شد

ہے دل میں تمنا کا شرف جن کے سب سے وہ فخر زسل شہنشاہ امت ہوئے پیدا ہوئی انسانیت کو سراغ منزل لی کیا۔ زندگی گزارنے کے طور طریقوں سے آشنائی ہوئی۔ شاعر لوگوں کو مبارک باد دیتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ لوگوں کو مبارک ہو کہ آپ کو اپنی حقیقی منزل کا نشان معلوم ہو گیا ہے۔ حضرت خضرؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ خشکی اور زری میں مجھے بیکے انسانوں کو منزل کا نشان بتاتے ہیں۔ آپ ﷺ ان سے سو گنا زیادہ بہتر ہیں کیوں کہ آپ ﷺ نے امت کو جو راستا بتایا پہلے خود اس پر چلے۔ آپ ﷺ نے امت کے لیے آسمانیاں فراہم کیں۔

حل مشقی سوالات

- 1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجئے:
(الف) نعت کے پہلے شعر میں حضور ﷺ کی کون سی صفات بیان کی گئی ہیں؟
جواب نعت کے پہلے شعر میں بتایا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی ہمارے مددگار ہیں۔ آپ ﷺ امت دار ہیں۔ یہی لوگوں کی فلاحوں کی حفاظت کرتے ہیں اور لوگوں کا غم ہائے عالمی غم گسار ہیں۔
(ب) دوسرے شعر کے مطابق کس کو سکون ملا ہے؟
جواب دوسرے شعر کے مطابق غریبوں کی جان کو سکون ملا ہے۔
(ج) انسان کو انسان کا عرفان ہونے سے کیا مراد ہے؟
جواب عرفان کا مطلب ہوتا ہے پہچان، شناخت۔ اصل میں عرفان اللہ تعالیٰ کی پہچان

آخری نمونہ لائزلی 41 برائے جماعت دہم

کو کہتے ہیں۔ انسان کو انسان کا عرفان ہونے کا مطلب ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو پہچان رہا ہے۔ وہ اپنے فرائض سے آگاہ ہو رہا ہے۔ وہ اس بات کو پہچان رہا ہے کہ ایک انسان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کا مقصد کیا ہے۔ وہ اپنے مرتبے کو پہچان رہا ہے۔ حضور ﷺ نے انسانوں کو اس بات سے روشناس کر دیا کہ آپ کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ یہی آپ کے لیے بہتر ہے۔

شاعر کے نزدیک حضور ﷺ کا پیغام کیا ہے؟

جواب۔ شاعر کے نزدیک حضور ﷺ کا پیغام عبت کرے کا اصول ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا پیغام ہے کہ دوسروں سے اچھے طریقے سے پیش آؤ۔ کسی کو دکھ، تکلیف نہ دو بلکہ انہیں مسیحا اور محبت سے رہو۔

نعت کے آخری شعر میں شعر سے کون سی امتی مراد ہے؟

جواب۔ نعت کے آخری شعر میں شعر سے مراد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی امتی ہے۔ جس طرح حضرت محمد علیہ السلام ہیکے ہر دوس کی راہ نمائی فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی ذات ہدایت نے ہنگی ہوئی انسانیت کی راہ نمائی فرمائی۔ لوگ اللہ وحدہ لا شریک کو بھولی کر خود ہنختہ ہتوں کے سامنے بکھڑے رہتے تھے۔ ہر طرف ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ لوگ جہنم کے سردار ظہر پئے تھے۔ آپ ﷺ نے ہنگی ہوئی انسانیت کی راہ نمائی فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پہچان کر دی۔ اس طرح لوگ جہنم کی آگ سے بچ سکے اور جنت کے حق دار بن گئے۔

2- نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جواب۔ دیکھیے خلاصہ

3- متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیں

(الف) یہ نعت کس شاعر کا دینی عقیدت ہے؟

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی	42	برائے جماعت دہم
(iii) احسان دہلوی	(iv) امیر القادری	
(ب) متن کے مطابق محبوب پر وردگار کا بیٹا کیا ہے؟		
(i) اصول محبت	(ii) غم گساری	
(iii) مانت داری	(iv) غریب نوازی	
(ج) اب انسان کو کس کا عرفان حاصل ہوگا؟		
(i) خدا تعالیٰ کا	(ii) خالق کا	
(iii) کائنات کا	(iv) انسان کا	
(د) رہنے کو منزل کے مبارک ہونے کی نوع کیس دی گئی ہے؟		
(i) کامل رضا کے آنے سے	(ii) غم گساری آمد کی وجہ سے	
(iii) انسان کا عرفان ہونے سے	(iv) پاک خضر صدیق گزیر کی آمد کی وجہ سے	
(ه) ظفر ذی وقار کے چہرہ محبت کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟		
(i) روشن تر ہوگا	(ii) ہمیشہ روشن رہے گا	
(iii) کبھی نہیں بجھے گا	(iv) اس کی روشنی اور پیلے گی	

سہ	جواب	نمبر	جواب	نمبر	نقطہ	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(i)	(ج)	(v)	(د)	(iv)
(ه)	(iii)						

4۔ درج ذیل الفاظ پر احزاب لکھنا:

عالم، سکوں، عرفان، محبت، منزل

جواب: عالم، سکوں، عرفان، سعادت، سفیر

5۔ الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

غم گسار، قرر، یقین، پیغام، ذی وقار

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 43 برائے جرح وعت ویم

الفاظ	جملوں میں استعمال
غم گسار	محنت لگاتار سب کے غم گسار ہیں۔
قرار	گمشدہ بچے ملنے پر ماں کی بے قراری کو قرار آ گیا۔
یقین	یقین محکم، عمل پیہم، محبت قریح عام جہاد زندگی میں ہیں یہ مردوں کی ششیریں
ہیام	ہمراہیام محبت ہے جہاں تک پہنچ
دی واد	صدودی واد نے تقریر میں آواز آنے والے طالب علم کو انجام دیا۔

6- صحیح ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

اصول، اعتبار، چراغ، عرفان، راہ گزار

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اصول	طریقہ طریقہ	اعتبار	مہر و سہ
چراغ	رو	عرفان	پہچان، شناخت، معرفت
راہ گزار	گزرگاہ، راستہ		

7- مناسب الفاظ چن کر سرے مکمل کریں:

- (الف) بچے گانہ جس کا _____ محبت
(ب) _____ ہو گیا ہے، قرار آ گیا ہے
(ج) اب انہی کو انہی کا _____ ہوگا
(د) کو ب اپنی منزل مبارک

ملکات

- (الف) بچے گانہ جس کا چراغ محبت
(ب) سگن ہو گیا ہے، قرار آ گیا ہے
(ج) ب اسان کو اسان کا عرفان ہوگا
(د) زمانے کو اب اپنی منزل مبارک

پیشہ آوردہ لاری 44 برائے جماعت دہم

3۔ نعت کے متن کو مقررہ کرکام (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب)

کے حق الفاظ سے ملائیے:

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
لہ اداکار	پیغام	غم گسار
اصلی مہبت	رہ گزار	پیغام
بچیں	غم گسار	انتہا
نصر	عرقان	رہ گزار
انہیں	عقد	عرقان

سرگرمیاں

- 1۔ طلبہ میں نعت خوانی کا مقابلہ کر لیا جائے۔
جواب۔ مساتذہ کرام طلبہ میں نعت خوانی کے مقابلے کا اہتمام کریں۔ خوش الحانی اور درست ہوائی سے نعت پڑھنے والے طلبہ و طالبات کو انعام دیا جائے اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- 2۔ ہر طالب علم اپنی پسند کا ایک نعتیہ شعر غرض علامہ کراہے استاد کو دکھائے۔
جواب۔ چند نعتیہ اشعار

وہ شمع ابلا جس نے کیا چالیس برس تک عاروں میں
اک روز جھکے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
(مولانا غفر علی علی)

تھم عشق و مستی میں وہی ازل وہی آخر
وہی قرآن ' وہی قرعہ ' وہی نہیں ' وہی ط
(علامہ اقبال)

نعت اس نئی کی جس نے پیغام حق سنا

آئینہ اردو لازمی 45 برائے جماعت دہم

انسانیت کا رستہ انسان کو دکھایا
(مختصر رسول عمری)

وہ نبیوں میں رستہ قلب پانے والا
نرا لہجہ غریبوں کی ہر لالہ والا
(مولانا ابوالکلام حسین حالی)

دینے دل و روح و جاں لے کے چاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے چاؤں
(ہندو افسانوی)

میں بہا کروں یا کہ دل کو سنبھالوں
تجربہ کی چوکت نظر آ رہی ہے
(سلم خیل)

بکری مٹی مٹی ہے ہر بات دینے میں
غم خواہ تجھ کی ہے ذات دینے میں
(عبدالستار نازکی)

3- نعت پڑھنے اور سننے کے آداب غرضی علامہ کریم الرحمن کے کمرے میں
آویزاں کیے جائیں۔

12- طلبہ نعت پڑھنے اور سننے کے آداب نوٹ کریں اور انہیں ایک چارٹ پر خوش
حفاظت کر جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔

نعت پڑھنے اور سننے کے آداب

نعت ایسی ظم کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف بیان کی گئی ہو
اس لیے اسے سننے اور پڑھنے کے کچھ آداب ہیں جن کا ہر مسلمان کے
لیے ضروری ہے۔

آئینہ اردو لازمی 40 برائے جماعت دہم

- 1- نعت پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کا جسم اور لباس پاک صاف ہو۔
- 2- وہ نعت پڑھنی چاہیے جس کے الفاظ بخوبی یاد ہوں۔ نعت میں اپنی طرف سے کوئی لفظ شامل نہیں کرنا چاہیے۔
- 3- نعت خاموشی سے پڑھی جائے۔
- 4- جب کوئی دوسرا نعت پڑھ رہا ہو تو آپ اس میں ہاتھ نہیں کرنی چاہئیں۔
- 5- اگر پڑھی جانے والی نعت آپ کو بھی زبانی یاد ہو تو آپ زیر لب اسے پڑھ سکتے ہیں مگر اونچی آواز میں نہیں پڑھنی چاہیے۔
- 6- نعت کے اختتام پر جزاک اللہ اور ماشا اللہ کے الفاظ کہے جاسکتے ہیں لیکن نعت کے اختتام پر تالیاں نہیں بجان چاہئیں۔
- 7- نعت میں جہاں کہیں آپ ﷺ کا نام مبارک آئے تو زیر لب درود پڑھنا چاہیے یعنی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا چاہیے۔
- 8- چہرہ اور لباس تلاش کریں اور جماعت کے کمرے میں دیگر طلبہ کو سنائیں۔

جواب مجھے امیر مینائی کی یہ نعت بہت پسند ہے۔

یاد جب مجھ کو مدینے کی لٹا آتی ہے
 سانس لینا ہوں تو جنت کی لٹا آتی ہے
 خاک چھائیں تو رہ عشق نبی ﷺ میں چھانچ
 ذرے ذرے سے یہاں بولے دعا آتی ہے
 غمِ اُمّ میں سرے دل سے نکلتا ہے دھواں
 یا اُمّیاتی ہولِ قبلہ سے گھٹا آتی ہے
 روضہ پاک میں سب صہبہ مس کرتے ہیں
 اس گشت میں دیے پاؤں سب آتی ہے
 آپ ﷺ کے عشق میں رہنا بھی عجب دولت ہے
 ”فَاذْكُرُوا“ کی درجست سے صدا آتی ہے

آئینہ اردو لازمی 47 برائے جماعت دہم

جب میں جاتا ہوں تو اس روشہ اندس سے امیر
پھول دامن میں بھرے بارہا آتی ہے
ساتھ کرام کے لیے

1- طلبہ کو نعت پڑھنے اور سننے کے احاطہ میں لائے جائیں۔

جواب دیکھیے سرگرمی نمبر 3

2- طلبہ کو ذہن لگھیں کہ انہیں حضور ﷺ کا اسم گرامی سنیں تو حدود پر مہمان لازم ہو جاتا ہے۔

جواب ہم سب مسلمان ہیں۔ ہمارے نبی کا نام حضرت محمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ سے عقیدہ ہے ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے۔ جس سے حقیقت ہو اس کی ہر بات پیاری لگتی ہے۔ جب آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جائے یا کسی دوسرے کی زبانی سنا جائے یا پھر کہیں لکھا ہوا دیکھا جائے تو ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ درود پڑھے۔ درود یہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

3- چند بڑے نعت گو شعرا کا قصہ لکھ کر لیا جائے۔

جواب اردو کے چند بڑے نعت گو شاعر

امیر مینائی

امیر مینائی کا نام امیر احمد ہے۔ انھیں بھی امیر ہے ایک صوفی بزرگ شاہ مینائی کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے مینائی کہلاتے ہیں۔ والد کا نام کرم محمد یا کرم احمد تھا۔ وہ ایک عالم فاضل آدمی تھے۔ امیر مینائی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر مرگئی محل کے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ شاعری کا ذوق و شوق امیر کو بچپن ہی سے ہو گیا تھا۔ وہ اپنے دور کے ایک سرور شاعر ظفر علی امیر کے شاگرد ہو گئے اور کچھ ہی عرصے بعد شاعری میں اس قدر نام پیدا کر لیا کہ اپنے استاد سے بھی بڑھ گئے۔ انھوں نے بے شمار نعتیں لکھی ہیں۔

ظفر علی خاں

آپ سیالکوٹ کے ایک گاؤں کوٹ میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دار

آباد میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پٹالہ سے پاس کیا۔ اس کے بعد علی گڑھ کالج میں داخلہ لے لیا۔ انھیں اسے کرنے کے بعد ریاست جموں و کشمیر میں محکمہ ذراک میں ملازم ہو گئے۔ ان کے والد مولوی سراج الدین بھی وہیں ملازم تھے۔ زیادہ دیر تک حاکمیت کو نہ بھانپ سکے اور اسے چھوڑ کر دوبارہ علی گڑھ کالج میں داخل ہو گئے اور وہاں سے کامیابی کے ساتھ بی۔ اے کر لیا۔ کچھ عرصہ دکن میں ملازمت کی آپ کی فتوں میں حضور ﷺ سے بڑی عقیدت مندی کا اظہار نظر آتا ہے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ برجہ اور فی البدیہہ شعر کہنے میں یکساں تھے شاعری کے فن اور زبان و بیان پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ اگرچہ آپ کی شاعری کا بڑا حصہ سیاست پر ہے جس کی اہمیت عارضی اور وقتی ہوتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ فن شعر کے اعتبار سے آپ کا کلام بہت بلند پایہ ہے۔

ماہر القادری

ماہر القادری 1907ء میں ریاست حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ اصل نام حکیم حسین ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے اور عمر کا زیادہ حصہ یہیں گزارا۔ ابتداً ہی سے دینی مزاج کے حامل تھے جن کے سلسلہ قادریہ سے نسبت تھی اس لیے القادری ادبی نام کا مستعمل حصہ بنایا۔ ماہر القادری کو شاعری وراثت میں ملی تھی۔ ان کے والد محترم مشتوق علی مشہور ادیب اور شاعر تھے اور عربیہ شغف رکھتے تھے۔ ماہر القادری نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسے میں حاصل کی البتہ فارسی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ باقاعدہ تعلیم میٹرک تک حاصل کی لیکن فنی طور پر بے شمار کتب کا مطالعہ کر کے اپنی تعلیمی اور ادبی استعداد کو بڑھایا۔ 1978ء میں کہ کرمہ میں ایک مشاعرے کے دوران میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے اور وہیں آج سوئے خاک ہوئے۔ آپ کا یہ شعر زبان زدِ خاص و عام ہے۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دھیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اُردو دلائل 49 برائے جماعت دہم

- ان کے علاوہ نعت کے دہم شعرا میں علامہ اقبالؒ، مولانا اظہار حسین حالی، احمد ندیم کاشی، حفیظ نایب، بہزاد الحسنی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔
علاوہ ازیں چند غیر مسلم نعت گو شاعر بھی ہیں جنہوں نے بڑی عقیدت سے نعت لکھی ہے۔ غیر مسلم نعت گو شاعر درج ذیل ہیں۔
دیا فخر نسیم، بکتن پرشاد شاہ، بڑی چند اختر، دلورام کوٹری، عرش مسلمان، ملک چند محروم، بکتن احمد آزاد وغیرہ
طلبہ کو درج ذیل احادیث مہذبہ مثالی جانیں۔
ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔
ب۔ ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا جب تک کوئی مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے، اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔
○ اساتذہ کرام! بچوں کو ان احادیث کے بارے میں بتائیں اور انہیں درود پاک پڑھنے کی تلقین کریں۔

اہم معروضی سوالات

حق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے دستِ مجلس کی (۴) سے تین حل کریں۔

(الف) ادا کار آگیا ہے

- (i) عرب کا (ii) غم کا
(iii) دعا کا (iv) دوزخ کا

(ب) سکون ہو گیا ہے

- (i) غریبوں کی جاں کو (ii) ہر چھوٹے بڑے کو
(iii) ٹریک کے شور سے (iv) جانوروں کے خوف سے

(ج) نعت کے مطابق حضور ﷺ کا پیغام ہے:

- (i) اصولِ تہارت (ii) اصولِ محبت
(iii) اصولِ نفرت (iv) اصولِ نیت

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لاری	50	برائے جماعت دہم
(د) انسان کو انسان کا حاصل ہوگا	(i) سرمایہ	(ii) علم
(ا) ایک نظم جس میں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف کی جائے کہلاتی ہے	(iii) عرفان	(iv) درد
(ب) بھولے بھگے لوگوں کو راہ دکھاتے ہیں:	(i) حرم	(ii) نعت
(ج) نصاب میں شامل نعت کے شاعر ہیں	(iii) مقبت	(iv) قصیدہ
(د) اب اپنی منزل مبارک ہو	(i) حضرت موسیٰ علیہ السلام	(ii) حضرت ایوب علیہ السلام
(ا) ہر بگے ہوئے انسان کو	(iii) حضرت خضر علیہ السلام	(iv) حضرت یوسف علیہ السلام
(ب) "محبوب پروردگار" سے مراد ہے	(i) جوش ملیح آبادی	(ii) بہزاد کشمیری
(ج) "امین" کا مطلب ہے	(iii) حلیہ جالندھری	(iv) احسان دانش
(د) ہر بگے ہوئے انسان کو	(i) تمام فرشتے	(ii) حضرت آدم علیہ السلام
(ا) صبح سفر کرنے والے کو	(iii) حضرت محمد ﷺ	(iv) حضرت ابراہیم علیہ السلام
(ب) "امین" کا مطلب ہے	(i) امانت دار	(ii) امن
(ج) ہر بگے ہوئے انسان کو	(iii) بخش ہوا	(iv) عمل کرنے والا

نوٹ

(iii)	(د)	(ii)	(ج)	(i)	(ب)	(iv)	(الف)
(iii)	(ج)	(iv)	(د)	(iii)	(ا)	(ii)	(ب)
				(i)	(د)	(iv)	(د)

آئینہ اُردو نازی
شام احمد دہلوی
(1967ء، 1986ء)

مرزا محمد سعید

تدریسی مقاصد

- ⑤ مرزا محمد سعید کی طبیعت سے روشناس کروانا۔
- ⑤ دینی کی تہذیب سے متعارف کروانا۔
- ⑤ طلبہ کو خاکہ نگاری کے بارے میں بتانا۔
- ⑤ طلبہ کو متون طبقے کی معاشرت کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔
- ⑤ طلبہ کو بتانا کہ اہل علم لوگ علوم اور وضع دار ہوتے ہیں۔
- ⑤ طلبہ کو نئے نئے الفاظ، تراکیب اور محاورات سے آگاہ کرنا۔
- ⑤ طلبہ کو شام احمد دہلوی کی طرزِ تحریر اور شستہ زبان سے متعارف کروانا۔

مصنف کے حالات زندگی

شام احمد دہلوی ولدیت: مولوی بشیر احمد تاریخ پیدائش: 22 مئی 1908ء

ابتدائی تعلیم حیدرآباد اور علی گڑھ سے حاصل کی۔ اس کے بعد انگریزی اسکول دہلی چلے گئے اور وہاں سے میٹرک کی سند حاصل کی۔ علی نقی ایسی باقی قومی اس لیے لاہور سے دہلی آ گئے اور وہاں سے انگریزی ادبیات میں بی۔اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔

حالات زندگی

لکھنے پڑھنے کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ ان کے والد محترم بشیر الدین احمد اپنے زمانے کے جانے پہچانے مصنف اور مورخ تھے۔ آپ کے دادا کو اردو کا پہلا ڈاٹل نگار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یعنی شاہد احمد دہلوی ڈپٹی ڈائریکٹر احمد کے پوتے تھے۔ گھر کا ماحول ہی اب تھا جس نے شاہد احمد دہلوی کو لکھنے پڑھنے کی طرف راغب کیا۔ انھوں نے عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد 24 سال کی عمر میں یعنی جنوری 1930ء میں ایک ماہنامہ رسالہ جاری کیا جس کا نام ”ساقی“ تھا۔ اس رسالے کے اجراء کے بجھے سال بعد یعنی 1936ء میں انجمن ترقی ہندو مت دہلی کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ”پ“ شخصیت نگار ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ موسیقار بھی تھے۔ انھوں نے کئی بہترین دھنیں چار کیں۔ جب 1947ء میں ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو آپ دہلی سے ہجرت کر کے کراچی آ گئے۔ پاکستان آ کر انھوں نے 1948ء میں ریڈیو پاکستان میں ملازمت اختیار کر لی اور کراچی ہی سے اپنے رسالے ”ساقی“ کا دوبارہ اجرا کیا۔ یہ رسالہ ان کی وفات تک شائع ہوتا رہا۔ 1959ء میں جب پاکستان میں وائٹرز گلڈ کے قیام کا مرحلہ درپیش ہوا تو انھوں نے اس کے قیام کے لیے انتہائی محنت کی۔ جب پاکستان وائٹرز گلڈ قائم ہو گیا تو اس کے پہلے اجلاس کی صدارت شاہد احمد دہلوی ہی نے کی۔

تصانیف

ہوں تو شاہد احمد دہلوی نے ادب کی بہت خدمت کی ہے اور اپنے فن پاروں سے اردو ادب میں گراں قدر اضافہ کیا ہے تاہم اس کی مشہور تصانیف میں ”تختہ کوہر“، ”دہلی کی چٹا“ اور ”بزم خوش نفساں“ شامل ہیں۔ شاہد احمد دہلوی کی ادبی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے انھیں ”ہفتا وار ادب“ کا ایوارڈ دیا

وفات

شاہد احمد دہلوی نے 27 مئی 1967ء کو کینسر برسر کی عمر میں وفات پائی۔ انھیں کراچی میں ہی دفن کیا گیا۔

مرکزی خیال

پروفیسر مرزا محمد سعید کی دقات کی لوگوں کو خبر تک نہ ہوئی انھوں نے اتنا بڑا صاحب کمال ہم میں سے اٹھ جائے اور ہمیں خبر نہ پہنچے۔ جو قوم اپنے اہل کمال لوگوں کی ہدا نہیں کرتی وہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی۔ ان کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ انھوں نے زندگی بڑی سادہ ساری گزار دی۔ شہب سطنہ کی دوست سے ملا مل گئے۔ ان کی اہلی بہاولی معاشرتی حیثیت مسلم ہے۔ ان کی تحریر جامعیت کی حامل ہے۔

اہم نکات

- مرزا صاحب کی اہلیک دقات □ ادبی خدمات
- ایک ہاشم سے ملاقات □ شرفائے دہلی سے تعلق
- ایک ادبی حلقہ □ شوقی مطالعہ
- سیاست میں حصہ □ خوش وضع نوجوان

خلاصہ

میں پروفیسر مرزا محمد سعید کے سہم کی خبر انباروں میں چھوڑ کر ڈھک سے رو گیا۔ ان کے ساتھ ارجحہال کی خبر ان کے دوستوں کو بھی نہ ہوئی۔ مرزا صاحب اسے خاموش طبع تھے کہ کڑوؤں کو ان کے علمی و ادبی کاموں سے حقیقی شناسائی نہیں ہوئی۔ وہ نرمائی کام نہ کرتے تھے۔ صرف اسی وقت لکھتے جب غم ان کا دل چاہتا۔ انھوں نے اسی جذبے سے "محوں" کے لیے لکھا۔ لاہور کے اکثر پبلشر مرزا صاحب سے چھوٹے کی فرمائش رست میں اپنی مرضی کے بلجے ایک لفظ نہ لکھتے۔ انھوں نے اپنا پیدائشی "حواب مستی" بھی چھوڑ دیا۔ یہ بے پیر عجیب وار۔

ایک پیشتر لاہور سے دلی آئے تاکہ مرزا صاحب سے ٹول لکھنے کے لیے کہیں۔ اسے (م) تھا کہ وہ مرزا صاحب کو ایک ہزار کا کثیر ملاحظہ دے کر ناوں لکھوائیں مگر پیشتر مضمون نگار کے ہمراہ پروفیسر صاحب سے ملے۔ دلی کی فرمائش کی۔ مرزا صاحب نے تحفظ سے مزاج سے جواب دیا۔ ”آپ پانچ یا دس ہزار بھی دے دیں تو میں اپنا تحقیقی کام ”مذہب اور باطنیت“ چھوڑ کر دلی نہیں لکھ سکتا۔“

مرزا صاحب دلی کے شرقا کے ایک امیر گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے رہائشی علاقے میں سر سید احمد خاں کا قدیم مکان بھی تھا۔ ان دنوں مسلمان شرقا انگریزی تعلیم کو برا سمجھتے تھے۔ سر سید نے مسلمانوں کے غلط نظریے کی اصلاح کی چنانچہ دلی کے اسی علاقے میں ایک مشتاق احمد زاہدی اور دوسرے پروفیسر مرزا احمد سعید انگریزی تعلیم سے بہرہ ور ہوئے۔ مرزا صاحب نے گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ 1906-07 میں علی گڑھ میں پڑھایا اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر ہو گئے۔ پطرس اور تاج بھی ان کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ پطرس تو وائسرائے ہند سے زیادہ ان کا احترام کرتے تھے۔

پطرس بخاری ریڈیو پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل ہو گئے لیکن دوستوں سے راہ و رسم میں کوئی فرق نہ آیا۔ انھوں نے مرزا صاحب کو ریڈیو پر تقریر کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ دو ایک تقریروں کے بعد مرزا صاحب نے بیچہ کاٹ چھانٹ کانسٹرکٹ وائس کر دیے۔ پطرس بخاری سے جب پوچھی تو کہنے لگے ”مجھے منظور نہیں کہ تمہارے شاگرد مجھے اصلاح دیں۔“ تقریروں کے انہارج نے کہا پھر اس طرح میری نوکری بھی جائے گی اور بیچہ بھوکے مر جائیں گے۔ یہ بات سن کر مرزا صاحب نے فوراً دستخط کر دیے۔

جنگ کے زمانے میں لاہور کے پیشتر ادیب اور شاعر اتفاق سے دلی میں جمع ہو گئے۔ پطرس کی تحریک پر ایک ادبی حلقہ بن گیا۔ تنقیدی نشست ہوئی۔ ایک جلسے میں محمود نظامی کے متاعے پر اکتھار خیال ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے مختار مانے دی۔ پطرس نے فیض کو اشارہ کیا وہ مرزا کی بات کاٹ کر بولنے لگے۔ مرزا صاحب حلال میں آ گئے اور فوراً پرانی تہذیبوں کی تاریخ کے اوراق کھینچ ڈالے۔ فیض دم بخود رہ گئے۔ آخر چائے

آنکھیں اُردو لڑی 55 برائے جماعت دہم

کا سامان رکھوایا گیا جس سے مرزا کا جوش ٹھنڈ ہوا۔

مرزا گفتگوں مطالعے میں مصروف رہے اور اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ کتابیں خریدنے میں صرف کر دیے۔ مرزا سادہ زندگی بسر کرتے۔ مددے کے مریض تھے اس لیے زیادہ تر پیدل چلتے۔ بوی دہلی ذوق کی مالک اور اولاد سعادت مند، پٹن اتنی تھی جس سے پاکستانی گزارہ ہو سکے۔ فرض زندگی ہر لحاظ سے مطمئن تھی۔

ریڈیو پاکستان سے ایک پروگرام "دانش کدہ" شروع کیا گیا۔ مرزا صاحب کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ مرزا صاحب برائے "انسان دولت یا شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے مجھے دونوں کی حاجت تھیں۔" بہت اصرار ہوا مگر وہ کسی سے کس نہ ہوئے۔ وہ جو کچھ دیکھتے تھے اس سے نہ بھرتے تھے۔

قیام پاکستان سے قبل مرزا صاحب نے سیاست میں بھی حصہ لیا اور صوبائی مسلم لیگ کے صدر اور مسلم لیگ ق کے ممبر چنے گئے۔ کراچی یونیورسٹی میں شیئر ہے۔ ادیبوں کے گز 1959ء کے پہلے اجلاس کی صدارت مرزا نے کی تھی۔

مرزا صاحب اکبر سے بدن کے خوشامد شمع انسان تھے۔ آنکھیں روشن، دماغ رواں کی ہڈیاں ابھری ہوئی۔ ڈرامی زندگی اوتی دھان پان سے آئی، دور رہنے کا فکرو نہ کرتے۔ دلی میں سب سے پیسے انگلش سوت مرزا بھی ہتے پھٹا۔ انھیں 32 سال سے ہمیشہ شیرانی پہننے دیکھا۔ چالیس سال کی عمر کے بعد ہاتھوں میں رومال آگیا تھا اس لیے گھٹنے میں دقت محسوس ہوتی تھی۔ صحت پسندی کی عادت زیادہ تھی۔

سوت برحق ہے لیکن مرزا صاحب کی ولایت کا صدر اس لیے پایاد ہے کہ ایسے عقیم لوگ زمانہ کم ہی پیدا کرتا ہے۔ مرزا کی محرومی کا جتنا بھی غم کیا جائے کم

مضمون پر تبصرہ

شاہد احمد دہلوی نے مرزا احمد سعیدی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لائے ہوئے ان کی شخصیت کو اجاگر کیا ہے۔ ایک انتہائی قابل شخص گرامی میں انتقال کر گیا اس

آئینہ اُردو لازمی 58 برائے جماعت دہم

کا انھیں بہت افسوس تھا لیکن اس میں قصور کسی کا بھی نہیں کیوں کہ مرزا صاحب ماموش کام کرنے والے تھے۔ وہ شہرت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ انھیں اپنے کام سے عشق تھا۔ اپنی مرضی سے لکھتے تھے کسی کی پابندی انھیں گوارا نہیں تھی۔ سیاست میں بھی حصہ لیا۔ زیادہ لوگوں سے دوستی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں صالح اولاد اور نیک میراث بھی عطا کی تھی۔ الغرض انھوں نے بہت مطمئن زندگی گزاری۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
علاات	تباری	چشم و چراغ	اولاد، بیٹا
مدم سوجوگی	نچو حاضری	بائی مکان	آپا و اہد اوکا مکان باپ دادا کا مکان
ردہ کر	بار بار عرض کرنا	شرقا	شریف لوگ
گھاؤ	دل	غلاظہریہ	غلاظہ خیال
پلک	عالم	بھلا	دوستی
سناش	تعریف	سوسال	سوسال
صلہ	نیک اجر	خلوس سے بھرا ہوا	خلوص سے بھرا ہوا
سے بار	پروانہ کرنے والا	معترف	بھتر پلک کرنے والا
تسلیں	سلی، اطمینان	اکساب	ماتحت کرنا
فرمانی کام	کسی سے جاننے پر کام کرنا	نچو	نچو درستی کا
شہرت	مشہوری	احرام	عزت
رسم درم	تحقار	نک کرنا	بندو کے ذریعے سے آواز بچھیلانا
فا	تیار، راضی	کنزیت	معاذہ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA 1 & NASAR)

معانی مانگنا	معدرت کرنا	اچھا اخلاق	آئینہ اردو لازمی
دستی	اصلاح	ہوتے ہوتے، آہستہ آہستہ	شده شدہ
سہا	طویل	ہدایات دینے وال یہیں مراد اعلیٰ غیر	ڈائریکٹر
کارکردگی	کارروائی	طریقے کے مطابق	سب دستور
بنیادی بات	نشی غیر	باتو سے کھمبو خرم	مسودہ
اچھے موقع پر	حسن اتفاق	مجھے میں آتا	چ چٹا
حد میں رہنے والا	محدود	کتاب شائع کرنے والا	پبلشر
ادبی مضمون	نقال	وجہ ضرورت	غرض
دلچسپ دینا	بھٹ مباحثہ	ہاتھ کا دھکی آواز دھکی لینا	ماٹھا مٹکنا
اختیار سے	تھا	آئی وقت فوراً	چھوٹے ہی
شرارت زمین میں آتا	شوخی سوچنا	پریشان ہونا	نئی گم ہو جانا
مجھے میں آتا	خلل میں آتا	ہے زمین کی کا اٹھار کرنا	پہلو پہلنا
دوبلی سے منظم آرا	تدبیر انداز	عمر کام	کارنامہ
پچھتاوا	پشیمانی	مال دار	حتول
پچھتاوا ہو جانا	دل دھک سے رو جانا	حیرت سے دیکھنا	آہکیں پھاڑے دینا
تیرا، میرے کا تیرا وہ سب قل کا علی لڑائی جاتا ہے	سہم	مرنے کی بد خبر	ساز لڑتھال
ایسا مرض جس سے مرتا واقع ہو پاسے	مرض الموت	بزمندہ شخص	صاحب کمال

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئیے اردو لازمی 58 برائے جماعت دہم

شناؤنی	سرنے کی خبر	اطلاع	خبر
شعار	طریقہ	رحمت	دقات
چاقول	بے خبر، بے پروا	قدردان	قدر کرنے والے
غفلت، غرمان	سزا دینے والی غفلت	رفع ہوا	دور ہوا، قسم ہوا
ایکایکی	ایچانک	کڑو فر	شان و شوکت
علم	علم والا	درس و تدریس	پڑھائی، لکھائی
علم	ڈیبا، جہان	مشغلہ	فصل، مصروفیت
اکبر و ایل	تارک بدن	میسر آنا	مہیا ہونا، ملنا
کشادہ	کھلا، وسیع	سعادت مند	تایخ فرمان
رحمان پان	دلہا پکا جنم	محتاج نہ ہونا	کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتا
نخیں	عمرہ	احتیاج	ضرورت، حاجت
ریش	ایک بیماری جس میں بدن کے اعضا کاپٹے نکتے ہیں	قلب مطمئن	دل کا مطمئن ہونا
کان کڑے ہونا	ہوشیار ہونا، چمکنا ہونا	دانش کھن	علم و حکمت کا گھر
فی البدیہ	موقع ہے	چار چاند لگنا	روشنی دوہلا ہونا
مذہب	عرض	مقبسم ہونا	ریز و ب مسکود
شہرت	ناموری، مشہوری	کد ری کرتا	اسرور کرتا، بجا و پرکھتا
نس سے کسانہ	کوئی اثر نہ ہونا	قرینے	سلیقے
رحمت	تکلیف	مشیر	مشورہ دینے والا، صلاح دینے والا

آئینہ اردو لاری	50	پانچ جماعت رہنمائی
جامع العلوم	جس میں بہت سے علوم جمع ہوں	عزیم
وضع دار	سمجھا ہوں رکھ رکھاؤ والا	آبادہ

نثر پاروں کی تشریح کا طریقہ

تشریح کیسے کی جائے؟

کسی نثر پارے کی تشریح کے لیے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے

حوالہ متقن

متقن کے معنی ہیں اصل عبارت۔ اس لحاظ سے حوالہ متقن سے مراد یہ ہے کہ وہی ہوگی عبارت کس مضمون سے لی گئی ہے اور اس مضمون کا مصنف یعنی لکھنے والا کون ہے؟
امتحان میں حوالہ متقن لازمی پوچھا جاتا ہے اور اس کے نمبر مقرر ہیں۔

سیاق و سباق

سیاق کے معنی ہیں مضمون کا ڈھنگ یا طرز اور سباق کے معنی ہیں ردیا یا تعلق۔
گویا سیاق و سباق کا مطلب یہ ہے کہ عبارت کا مضمون سے کیا تعلق یا ربط ہے۔ لفظی طور پر سیاق سے مراد یہ ہے کہ پیچھے سے بات کیسے چل رہی ہے اور سباق سے مراد ہے کہ اس نثر پارے سے آگے مضمون کیسے بڑھتا ہے۔
اس موقع سے لی گئی ہے اور اس سے پہلے کیا بات چل رہی ہے۔ اگر عبارت کسی کہانی سے لی گئی ہے تو بتانا ہوگا کہ کہانی کے آغاز سے یہ مہممت لی گئی ہے یا کہانی کے نقطہ عروج اور مہمان یا انجام و آخر سے لی گئی ہے۔ مختصر طور پر جوں جوں سمجھ لیں کہ سیاق و سباق میں ہمیں متعلقہ مضمون یا کہانی کا مختصر سا خلاصہ، تعارف اور مرکزی خیال پیش کرنا ہوتا ہے۔ جب تک یہ تعارف یا مرکزی خیال پیش نہ کیا جائے وہی ہوگی عبارت کا مطلب واضح نہیں ہو سکتا۔

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ عبارت یا نثر پارہ کو اجزہ ہے اور سب سے کل۔

آئینہ اردو لاری 60 برائے جماعت دہم

بظاہر ہے کہ جب تک کل واضح نہ ہو جزو کا مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس کی مثال
ہوں سمجھیں کہ آپ ٹی وی پر کسی ڈرامے کا سنا یا منظر دیکھتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ آپ
محض ایک منظر دیکھ کر پورے ڈرامے یا کہانی کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکتے کیوں کہ منظر ایک
جزو ہے اور ڈراما کل۔ اس لیے اس منظر کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ منظر
ڈرامے یا کہانی کے خاکے سے واقف ہوں اور آپ کو اس ڈرامے کا صحیح تعارف حاصل
ہو۔ جب تک آپ کو اس ڈرامے کا خلاصہ یا مرکزی خیال نہ بتایا جائے آپ اکیلے منظر یا
سین کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔

اگر کہانی کسی عبارت کی بجائے کسی شیعہ قسم کے مضمون سے لی گئی ہے تو اس کا
موقع عمل بتانا ضروری نہیں۔ بس اس مضمون کا مختصر یا خلاصہ تعارف یا مرکزی خیال پیش
کر دیں۔ اس سیاق و سباق کے بھی ساتھ کہ مقرر ہیں۔

حل لغت

اس عنوان نے محنت آپ کو دی ہوگی عبارت میں جو مشکل الفاظ آئے ہیں ان کے
معانی بتانے ہیں اور ان کی تشریح کرنی ہے۔ بعض لوگ امتحان میں پوچھ لیا جاتا ہے کہ خط
کشیدہ الفاظ کے معانی بتائیں اور تشریح کریں۔ بالفرض اگر ایسا نہ بھی پوچھا گیا ہو تو بھی
مشکل الفاظ کے معانی دے دینے چاہئیں کیوں کہ یہ بھی بہر حال تشریحی کا ایک حصہ ہیں۔

تشریح

یہ حصہ بہت اہمیت رکھتا ہے اس لیے اس حصہ سمجھنا چاہیے۔ اس حصے میں مضمون
کی روشنی میں دی ہوئی عبارت کو آسان الفاظ میں پیش کرنا ہے اور اس کی خوب تشریح کرنا
و وضاحت کرنی ہے۔ عبارت میں اگر کسی کلمے یا لفظ کی طرف اشارہ ہے تو اس کا
پوری وضاحت کریں۔ مثلاً اگر کوہ طور کا ذکر آیا ہے تو بتانا ہوگا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جہاں
حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے ہم کلام ہوئے تھے اور یہیں آپ نے دیر اور الہی کا
تکلف کیا تھا۔ اسی طرح اگر یہ دیش کا ذکر آیا ہے تو آپ کو بتانا چاہیے کہ یہ حصہ موسیٰ

تجربہ

اہم اقتباسات کی تشریح

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام پروگرام و احمد سعید
(ب) مصنف کا نام شہد احمد شاہ

مل لغت

کروڑ، شان، شوکت۔ فہمٹ ہٹ۔ عیش و عشرت۔ تھیز، زور، کرجہ
کاٹیج۔ فضل نصیحت، بڑائی کرم۔ میسر، مہیا ہونا

سياق و سابق

اس پیرا گراف میں شاہد احمد دہلوی، مرزا محمد سعید کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو

آئینہ اردو لازمی ۵۲ برائے جماعت دہم

زیر بحث لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی زندگی قصص اور بلاوت سے پاک تھی۔ انھیں مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ان کی ملازمت بھی پڑھائی لکھائی والی تھی۔ ان کی پیش کی زیادہ رقم کتب کی خریداری پر صرف ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں سعادت مند اولاد اور ملحقہ شعراء بیوی سے نوازا تھا۔ ان کی بیوی بھی لڑکی کی مالک تھی۔ ان کی بیوی کے بھی دو ایک ناول شائع ہو چکے تھے۔ حکومت کی طرف سے انھیں اتنی پیش کی جاتی تھی جو گزرو ہر کے لیے کافی ہوتی اس لیے بڑھاپے میں بھی انھیں کسی قسم کی محتاجی نہ تھی۔

تشریح

صاحب مضمون نے مرزا عمر سعید کی زندگی کو بڑی گہری نظر سے دیکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی بڑی سادگی ساری اور ریاض کاری سے پاک تھی۔ غرور اور تکبر کو انھیں چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔ شان و شوکت اور پیش و پشت سے دور ہی رہتے تھے۔ کہیں آنے جانے کے لیے سواری بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔ مرزا صاحب معدے کے مرض میں مبتلا تھے۔ اسی وجہ سے زیادہ تر پیدل چلتے تھے۔ صبح اٹھ کر ٹہیلنے کے لیے ضرور جاتے تھے۔ مرزا صاحب کا معمول تھا کہ وہ رات کو جلدی سو جاتے تھے۔ کھیل تماشاؤں کے شوقین نہیں تھے اس لیے سیر اور تھیں بھی کم ہی دیکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انھیں گھر میں ہر طرح کا آرام و سکون مہیا تھا۔

تبصرہ

اس ہی اگراف میں صاحب مضمون نے مرزا صاحب کے دین کن کو اچا کر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مرزا صاحب سادہ زندگی بسر کرنے کے علاوہ تھے۔ وہ شان و شوکت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اچھی صحت کے لیے ایسی زندگی ایک نمونہ ہے۔ معدے کے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے انھوں نے صبح کی سیر کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا جو ہر دوا سے بڑھ کر ہے۔ انھوں نے ایک مطمئن زندگی گزاری کیوں کہ انھیں گھر میں ہر طرح کا آرام و سکون میسر تھا۔ سعادت مند اولاد اور وفا شعراء بیوی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

آئینہ اُردو لاہری 83 برائے محامد دہم

عرا گراف 2 سنا ہے کہ دلی کے ایک _____ اپنا گھر بھلا۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام پرو فیر مرزا عمر سعید

(ب) مصنف کا نام شاہد احمد دہلوی

حل لغت

سوٹ: انگریزی لباس جو چٹون کوٹ پر مشتمل ہوتا ہے عیس مسعود
منگھو ہات چرت: رشتہ ایک بیماری جس میں جسمانی اعضا کاپنے لگتے ہیں۔
رست: تکلیف۔ خوش اخلاق: اچھے خلق والا۔ خوش مزاج: اچھی طبیعت والا۔ قائل: کسی
کی بات کو مان لینا۔ بھلا: اچھا، عمدہ

سیاق و سباق

پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے جب مسلم لیگ کا چرچا ہوا تو ایسے میں
مرزا احمد سعید نے بھی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ صاحب مضمون کا کہنا ہے کہ میں
نے پہلی بار مرزا صاحب کو 1930ء میں دیکھا تھا اس وقت ان کی عمر چالیس،
پچیسالیس سال کی تھی۔ وہ دعوتِ پان سے آری تھے۔ ڈاڑھی ننڈی ہوئی تھی۔ رخساروں
کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ بیس سال بعد بھی ان کی جسمانی بیعت میں کسی قسم کا نمایاں
فرق نہیں آیا تھا۔ 1962ء میں جب وہ 76 سال کے تھے تب بھی وہ ویسے کے ویسے ہی
تھے۔ انھوں نے کبھی زمانے کا ٹکڑا یا اپنی صحت کی شکایت نہیں کی تھی۔

تشریح

جن دنوں کی بات صاحب مضمون کر رہے ہیں ان دنوں انگریزوں نے
مسلمانوں کی نفرت بڑھانے کے لیے عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ مگر جب دلی کے دوپہر نو جوانوں نے
انگریزی سوٹ پہننا شروع کیا تو مرزا صاحب بھی پیچھے نہ رہے۔ سوٹ پہننے والے ان
نوجوانوں میں مرزا صاحب کا نام بھی شامل تھا۔ مرزا صاحب کا سوٹ سب سے نہیں ہوتا

عمل لغت

سیاق و سباق

شاہد احمد دہلوی ایک مشہور خاکہ نگار ہیں۔ انھوں نے بہت خوبصورتی اور

آئینہ رومانی 68 برائے جماعت دہم

مرق ریزی سے خاکے پیش کیے ہیں۔ اس خاکے میں انھوں نے مرزا محمد سعید کا خاکہ بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔ مرزا صاحب کی موت کو عالم کی موت کہا ہے مرزا سعید کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ وہ خاموشی سے کام کرنے کے عادی تھے انھیں نہ جاکش کی ترنا تھی نہ صلے کی پروا۔ وہ بحث سے چڑتے تھے۔ روپے پیسے کا کوئی خاص لالچ نہ تھا۔ علمی، ادبی معاشرتی حیثیت مسلم ہے گھنٹوں مطالعہ کرتے۔ ان کے کتب خانے میں ہر علم کی کتاب موجود تھی۔ لازمت درس و تدریس کی تھی۔ بہت سیدی ترمیمی زندگی گزاری۔ تھک ملتے کی دولت سے مالا مال تھے۔

مقدور ہو تو خاک سے ہٹھوں کر سے لہم
مرد نے وہ تیغ اے کراں مایہ کیا کہے!
میت سہل اسے جانو پھرنا ہے قلم برسوں
تب خاک جگے پروے سے انساں لقا ہے
روز اول جہنم سے کام کی ہوئی
نچھ کو زمیں سے لیا آسمان سے

تشریح

شہد احمد دہلوی مرزا محمد سعید کی وفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک بڑے قابل آدمی کی موت ساری دنیا کی موت ہوتی ہے بھی تک تو ہم اٹھاڑ نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد ہمارا کتنا نقصان ہو گیا ہے۔ اب ان کی وفات سے جو ادب میں خلا پیدا کر دیا ہے وہ ہمیں رو رہ کر یاد آئے گا اور وقت کے ساتھ ساتھ پچھ کی ہدائی کا غم بڑھتا چلا جائے گا۔ مرزا صاحب اس لوگوں میں سے تھے جو خاموشی سے اپنا کام کرتے تھے یعنی وہ اتنے خاموش طبع واقع ہوئے تھے کہ ان کے زمانے کے اکثر لوگ ان کے علمی اور ادبی کارناموں سے واقف نہ تھے۔ خود مرزا صاحب بھی شہرت سے گھبراتے تھے اور پبلک پینٹ فارم پہ آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ کام کرتے تھے مگر انھیں

آئینہ آمد دہلوی 66 برائے جماعت دہم

اس بات کی خواہش نہ تھی کہ ان کی تعریف کی جائے اور وہ ملے کی پروا سے بے نیاز ہر کام کرتے تھے۔ کام کرتے تھے تو انہیں تسکین ہوتی تھی۔ اس لیے کہ انہیں کام کرنا پڑتا تھا اور جہاں تک فرمائشی کام کا تعلق ہے انہوں نے ساری عمر نہیں کیے۔

تبصرہ

اس بزرگوار میں مصنف نے بتایا ہے کہ مرزا سعید کی موت عالم کی موت ہے۔ وہ خاموش جمع تھے۔ ان کی پھانسی کا غم بہت زیادہ ہے۔ اور شہرت سے گھبراتے تھے۔ انہیں سٹاکس کی ترنا تھی نہ ملے کی پروا۔ فرمائشی کام نہ کرتے تھے۔ ان کی موت سے دیا ایسے عجب سے محروم ہو گئی۔

ع ب کہیں لوگ اس طبیعت کے

بزرگوار 4 مرزا صاحب دہلی — پروفیسر مرزا محمد سعید

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام پروفیسر مرزا محمد سعید

(ب) مصنف کا نام: شاہد احمد دہلوی

حل لغت

شرقا شریف۔ حول۔ امیر۔ بحر۔ کنا۔ قربت دہلی: رشتے دہلی۔

اسلام: دہلی

سیاق و سباق

شاہد احمد دہلوی نے بی بی فرق ریڈی سے پروفیسر مرزا محمد سعید کا خاک و نقش کیا ہے۔ انہوں نے ہر پہلو سے مرزا سعید کی زندگی کا احاطہ کیا ہے۔ مرزا سعید خاموش جمع تھے۔ وہ فرمائشی کام کو پسند نہیں کرتے تھے انہیں نہ سٹاکس کی پروا تھی نہ ملے کی ترنا۔ وہ بہت خوب صورتی سے لکھتے مکتوبوں کا لے میں مصروف رہتے۔ ہر علم کی کتابیں ان کے کتب خانے میں موجود رہتی تھیں۔ بحث سے چرتے تھے۔ روپے پیسے کی پروا نہ کرتے تھے۔ شاہد احمد دہلوی نے ان کی موت کو دنیا کی موت کہا ہے۔ دہلی کے مشہور اور شریف

آئینہ اردو لازمی 67 برائے جماعت دہم

گھرانے میں پیدا ہوئے۔ موت تو برحق ہے مگر مرزا صاحب کی اچانک موت سے ادب کی دنیا جامع العلوم ہستی سے محروم ہو گئی۔

ع اب کہہ لوگ اس طبیعت کے!

تشریح

مرزا صاحب دلی کے ایک شریف اور دولت مند امیر گھرانے کے بیٹے تھے۔ ترہاہرم مکان سے آگے بڑھ کر ایک رات سیدھے ہاتھ کوڑ جاتا ہے۔ اسی کے گونے پر مرزا صاحب کا کہانی مکان تھا۔ اسی علاقے میں سر سید احمد خاں کا قدیم مکان بھی تھا۔ سر سید سے بھی مرزا صاحب کی رشتے داری تھی اور فشی ذکا و اللہ سے بھی ان کی عزیز داری ہو گئی تھی۔ بچپن ساٹھ سال پہلے دلی کے سلطان شرفا میں انگریزی تعلیم کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا مگر سر سید نے مسلمانوں کے اس غلط نظریے کی درستی کی اور اس زمانے میں دلی کے دو جوانوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملکی و ادبی حلقوں میں خاصی کامیابی حاصل کیا۔ ان دو جوانوں میں سے ایک پروفیسر مشتاق احمد زبیدی تھے اور دوسرے پروفیسر محمد سعید۔

تبصرہ

اس سے اکر اب میں مرزا محمد سعید کے آبائی گھر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ دلی کے ایک شریف اور حوال گھرانے میں پیدا ہوئے سر سید احمد خاں سے رشتے داری تھی۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ حلقوں میں سے تھے۔

حل مشقی سوالات

1- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

(الف) مرزا محمد سعید کس لیے لکھتے تھے؟

جواب مرزا محمد سعید میڈیاتی تسکین کے لیے لکھتے تھے۔ کام اس لیے کرتے تھے کہ

آئینہ اُردو لازمی 68 برائے سلامت و ہم

انہیں کام کرنا ہوتا تھا۔ اپنے کام کے بدلے میں انہیں کسی سٹائش یا سنے کی قدرتا نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے فرمائشی کام ساری عمر نہیں کیے۔

(ب) لاہور کے پبلشروں کے ساتھ مرزا صاحب کا رویہ کیسا تھا؟

جواب لاہور کے پبلشروں کے ساتھ مرزا صاحب کا رویہ کچھ زیادہ اچھا نہیں تھا کیوں کہ مرزا صاحب سمجھتے تھے کہ لاہور کے پبلشر خالی کرتے ہیں کہ وہ پیسے دے کر جس سے جی چاہے ناول لکھوا لیں۔ ایک پبلشر صاحب لاہور سے دئی محض اس غرض سے آئے تھے کہ مرزا صاحب سے ناول لکھوائیں گے۔ صاحب مضمون نے اُن سے کہا کہ مرزا صاحب اس طرح ناول نہیں لکھیں گے مگر وہ پبلشر بڑے بڑے مصنفوں کو خرید چکے تھے۔ وہ صاحب مضمون کی بات نہ مانے اور کہتے تھے ”ہم مرزا صاحب کو ایک ناول لکھنے کا معاوضہ ایک ہزار روپيا دیں گے تو وہ کیوں نہیں لکھیں گے۔“ اس زمانے میں ایک ایسے ناول کا معاوضہ دو ڈھائی سو روپے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ پبلشر صاحب مضمون کے ساتھ مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور چھوٹے ہی ناول لکھنے کی فرمائش کی۔ مرزا صاحب بولے ”آپ زیادہ سے زیادہ مجھے ایک ناول کے پانچ ہزار یا دس ہزار دے دیں گے لیکن میں جو کام کر رہا ہوں اسے چھوڑ کر آپ کے لیے لکھنے پر تیار نہیں ہوں۔“ پانچ دس ہزار کی بات سن کر پبلشر صاحب پریشان ہو گئے اور دو مہینے بعد ہی وہاں سے چلے گئے۔

(ج) مرزا صاحب کی سرگزشت الٰہ آباد کتاب کا نام اور مرتبہ بیان کیجیے۔

جواب مرزا صاحب کی سرگزشت الٰہ آباد کتاب کا نام ”تذیب اور باطنیت“ ہے۔ یہ کتاب مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔ یہ ایسا کارنامہ ہے کہ اگر اُردو ادب کی ایک سو عہد و قسم کی کتابیں چھائی جائیں تو ان میں ”تذیب اور باطنیت“ کو ضرور شامل کرنا پڑے گا۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برے جرحت دم

89

آئینہ اردو لاٹری

- (د) مرزا صاحب کی کن دو قومی شخصیات سے عزیز داری تھی؟
جواب: مرزا صاحب کی سرسید احمد خاں اور کشمکش ڈکا لڈ سے عزیز داری تھی۔ سرسید احمد خاں مسلمانوں میں جدید تعلیم کے فروغ سے علم بردار تھے جب کہ کشمکش ڈکا لڈ نے تحقیق و صنیف اور تراجم میں بڑا کام کیا۔
- (و) مرزا صاحب نے کس کالج میں درس و تدریس کے لرائش انجام دیے؟
مرزا صاحب نے 7-1906ء میں سال دو سال علی گڑھ میں پڑھا اور اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر بن گئے۔
- (و) مرزا صاحب کا سب سے بڑا مشغلہ کیا تھا؟
جواب: مرزا صاحب کا واحد مشغلہ مطالعہ کتب تھا۔ وہ اپنی فیشن کا ایک بڑا حصہ کتابیں خریدنے میں صرف کر دیتے تھے۔ مرزا صاحب کتبوں مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ ان کے کتب خانے میں ہر علم سے متعلق کتاب موجود تھی۔ وہ ملی نئی کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔
- (ز) مصنف کے پروگرام ”رائش کلمہ“ میں شرکت کی درخواست پر مرزا صاحب نے کیا جواب دیا؟
جواب: ”یہ پاکستان کراچی سے ایک پروگرام ”رائش کلمہ“ فروغ کیا گیا۔ شاہد احمد دہلوی یہ سوالات تھے اس نے مرزا صاحب سے پہلے کام میں شرکت کے لیے کہا تو مرزا صاحب نے سکرانے ہو۔ جواب دیا ”میں اس کے لیے کوئی کام کر رہا ہوں یا دولت کے لیے۔ مجھے نہ اس کی ضرورت ہے نہ اس کے مصنف نے بہت اصرار کیا مگر مرزا صاحب اس سے کس نہ ہوئے۔
- (ح) مرزا محمد سعید کا علیہ بیان کریں۔
جواب: مرزا صاحب بظاہر علیل معلوم نہیں ہوتے تھے۔ اکبر اڈیل، اجلا رنگ، کشادہ پیشانی، چمکی ہنوس کے سائے میں بڑی بڑی روشن آنکھیں، رخساروں کی

آئینہ اندلازی 70 برائے عامت دہم

ہڈیاں ابھری ہوئیں، کترہاں سوئیں۔ جتنے تو سامنے کے دو چار دانت لوٹنے
ہوئے نظر آتے مگر نہ دے نہ لگتے تھے۔ ڈاڑھی مٹلی ہوئی۔ دھان پان سے
آوی تھے۔

(ط) مرزا صاحب کے دونوں ٹاڈوں کے نام تحریر کریں۔

جواب۔ مرزا صاحب نے دو ٹاڈوں لکھے جن کے نام "یا سکین" اور "خواب" ہیں۔

2۔ پطرس بخاری سے مرزا صاحب کے تعلق کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب۔ پطرس بخاری مرزا صاحب کے شاگرد تھے۔ انھوں نے مرزا صاحب سے
اکتساب علم کیا۔ بعد میں پطرس بخاری خود بھی انگریزی کے پروفیسر ہو گئے
تھے۔ وہ اپنی غیر معمولی قابلیت اور ذہانت کے باوجود مرزا صاحب کی طبیعت
کے آگے اپنے آپ کو بچا سمجھتے تھے۔ معصفت کہتا ہے کہ میں نے بارہا پطرس
بخاری کو مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھا۔ پطرس بخاری آل
انڈیائی ریویو کے ڈائریکٹر جنرل ہو گئے تھے۔ پطرس بخاری جتنا زیادہ احترام مرزا
صاحب کا کرتے تھے اتنا اور کسی کا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ انصاف سے ہند
کا بھی اتنا احترام نہیں کرتے تھے جتنا مرزا صاحب کا کرتے تھے۔ مرزا
صاحب بھی پطرس بخاری سے بہت فخر رکھتے تھے۔ مرزا صاحب پطرس
بخاری کے استاد تھے۔

3۔ "عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے۔" اس جملے کا مفہوم وضاحت کے
ساتھ بیان کریں۔

جواب۔ عالم کا مطلب ہے ہم والا جب کہ عالم کا مطلب ہے دنیا۔ دونوں لفظاں
ایک سے ہیں لیکن مطلب جدا جدا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عالم
یعنی کسی اعلیٰ علم کی موت واقع ہو جائے تو یہ ایک عالم یعنی ایک عہد اور ایک
پورے دور کی موت ہوتی ہے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برائے رعایت وکم

79

آئینہ اندلازی

4۔ مشن کی روشنی میں دستِ حجاب پریشان (✓) لکھیے۔

(الف) سنی "مرزا محمد سعید" کس لہجہ کی تحریر ہے؟

- (i) تہذیب احمد دہلوی (ii) شاہ احمد دہلوی
(iii) اشرف صیوٹی (iv) منوئی عبدالحق

(ب) مرزا محمد سعید کی مزید روشنی کس شخصیت سے تھی؟

- (i) سر سید احمد خاں (ii) شیخ عبدالقادر
(iii) شاہ احمد دہلوی (iv) مشتاق احمد دہلوی

(ج) مرزا محمد سعید کے جہول انسان کس لیے کام کرتا ہے؟

- (i) شہر (ii) دولت
(iii) عزت اور وقار (iv) شہرت اور دولت

(د) مرزا محمد سعید نے کون کونساں کالج کا لہجہ سے کون سی سہیلی؟

- (i) بی۔ اے (ii) ایم۔ اے تاریخ
(iii) ایم۔ اے انگریزی ادب (iv) ایم۔ اے فرد و ادب

(ه) محوِ قلمی کے مطالعے کے بعد مرزا محمد سعید پر کس نے تنقید کی؟

- (i) ڈاکٹر ناظم (ii) بیونس بھاری
(iii) بیونس بھاری (iv) بیونس بھاری

(و) پروگرام "واپس کون سے تھے" ناظرین نے کیا جانے؟

- (i) پار (ii) تین
(iii) " (iv) سات

(ز) مرزا صاحب چاقی کا پورا احقر صرف کون سے تھے؟

- (i) جائیداد خریدنے پر (ii) خیرات کرنے میں
(iii) کتابیں پر (iv) کھانے پینے پر

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(ب)	(i)	(ج)	(iv)	(د)	(iii)
(ه)	(iii)	(و)	(i)	(ز)	(ii)	(ح)	(iv)

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برائے جماعت دہم

72

آئینہ اردو لازمی

سانو ارحمال، سناؤنی، ایکا اکی، بے خود، حصول، ذرا بہت داری، بچ بھتا، خدہ خدہ، کرڈر، قلب مطمئن، عرض ندعا، متبسم، ریشہ، جامع العلوم

الفاظ و تراکیب	جملوں میں استعمال
سانو ارحمال	جوان بننے کی موت بوزمی ماں کے لیے سانو ارحمال تھا۔
سناؤنی	مجھے احمد کے مرنے کی سناؤنی تھی۔
ایکا اکی	بادل تو چھائے ہی ہوئے تھے ایک اکی بارش شروع ہو گئی۔
بے خود	مرزا صاحب نے اپنا دال بے خودی چھپے کے لیے دے دیا۔
حصول	حقیقی حصول وہ ہے جو غریبوں کا حیل رکھے۔
ذرا بہت داری	ہوذا محمد سعید کی سرسید احمد خان اور منشی ذکا اللہ سے قربت داری تھی۔
بچ بھتا	کسی کی طبیعت کی وجہ سے اسے بچ نہیں بھتا چاہیے۔
خدہ خدہ	مرزا صاحب کی شہرت خدہ خدہ سارے ملک میں پھیل گئی۔
کرڈر	کوئی بھی اچھا انسان کرڈر کو پسند نہیں کرتا۔
قلب مطمئن	اللہ تعالیٰ سے ڈعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو قلب مطمئن عطا کرے۔
عرض ندعا	میں نے بیڈ ماسٹر صاحب سے عرض ندعا کیا کہ مجھے اسکول کی کرکٹ ٹیم میں شامل کیا جائے۔
متبسم	ایس کی بات سن کر عاتق متبسم ہوئی اور چٹکھٹکی مہانت کسی کی میراث نہیں۔
ریشہ	میرا کے ابو دو سال سے ریشہ کے مریض ہیں۔
جامع العلوم	مرزا صاحب ایک جامع العلوم شخص تھے۔

6- درج ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر، ان کا تلفظ واضح کیجیے

ارحمال، شعار، حصول، ساکت، مہانت، متبسم، قدری، ریشہ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 73 برائے جماعت دہم

- جواب: برتعال، شکار، شہسوار، سارکٹ، مباحثے، مشہور، فخری، رشتہ
- 7- سبق ”مرزا محمد سعید“ کا متن ذہن میں رکھ کر درست یا غلط پر نشان (✓) لگائیں:
- (الف) مرزا محمد سعید کی موت کی خبر پڑھ کر آل دھک سے رو گیا۔ درست/غلط
- (ب) مرزا صاحب ہلک پلک پایہ دارم پر آنے سے گھبرائے نہیں تھے۔ درست/غلط
- (ج) مرزا صاحب بڑے مخدے مزاج کے آدمی تھے۔ درست/غلط
- (د) مرزا صاحب جو کہ دیتے اس سے بھی نہ بھرتے۔ درست/غلط
- (ه) مرزا محمد سعید آل کے مریض تھے۔ درست/غلط

(الف)	غلط	(ب)	غلط	(ج)	درست	(د)	درست	(ه)	غلط
-------	-----	-----	-----	-----	------	-----	------	-----	-----

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ

- 1- جملہ اسمیہ: جملہ اسمیہ جملہ جریہ کی قسم ہے، اس کے تین اجزاء ہوتے ہیں
ذیل کے جملوں کو پڑھیے۔
- 1- علی بہار ہے۔ 2- سارا لائق ہے۔ 3- صہب خوش ہے
- ان جملوں میں علی، سارا اور صہب کو ”سند الیہ“ (نمود) کہتے ہیں اور بہار، لائق اور خوش ”قسم“ (خبر) ہیں صہب کو ”ہے“ فعل ناقص ہے۔
- 2- جملہ فعلیہ: جملہ فعلیہ بھی جملہ خبریہ کی قسم ہے۔ اس میں اور جملہ اسمیہ میں اتنا فرق ہے کہ فعلیہ میں فعل تام ہوتا ہے۔ اب اپنی جگہ جملوں کو پڑھیے
- 1- امید نے خط لکھا۔ 2- فریہ نے خیرات دی۔
- 3- شعیب نے کھانا کھا یا۔
- ان جملوں میں امید، فریہ اور شعیب ”سند الیہ“ ہیں اور کھا، دی اور کھا یا فعلی تام یا ”سند“ ہیں۔ یہ خبر دے رہے ہیں۔ خط، خیرات اور کھانا مفعول ہیں۔
- یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کسی جملے میں کسی کے بارے میں کچھ کہا جائے تو وہ خبر ہوتی ہے اور اسے سند کہتے ہیں۔ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ خبر کے بغیر درست نہیں ہوتے۔

جملہ اسمیہ کی مثالیں

- 1- اکرم ذہین ہے۔
- 2- اختر نیک تھا۔
- 3- سعید کامیاب ہو گیا۔
- 4- راشد نکل ہوا۔
- 5- شاہد افسر بن گیا۔

مستند الیہ مبتدا	منہ (خبر)	کس نام
اکرم	ذہین	ہے
اختر	نیک	تھا
سعید	کامیاب	ہو گیا
راشد	نکل	ہوا
شاہد	افسر	بن گیا

جملہ فعلیہ کی مثالیں

- مانک نے کتاب پڑھی۔
سلمان نے سبزی خریدی۔
عامر نے چنگ اڑائی۔
شبانہ نے کپڑے دھوئے۔

مستند الیہ مبتدا	مفعول	کس نام
مانک	کتاب	پڑھی
سلمان	سبزی	خریدی
عامر	چنگ	اڑائی
شبانہ	کپڑے	دھوئے

خاکہ

کسی شخص کی زندگی کے کچھ پہلوؤں کو اس طرح نمایاں کرنا کہ اس کا تعارف بھی ہو جائے مگر وہ اس کی سوانح نہ ہو، خاکہ کہلاتا ہے۔ خاکے میں اس شخص کے افکار و کردار خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اردو میں مولوی عبدالحق، راشد احمد صدیقی، شاہد احمد صدیقی اور محمد طفیل نے عمدہ خاکے لکھے ہیں۔

آئینہ اردو لازمی 75 ہمارے جماعت دہم

خاکہ نگاری

خاکہ نگاری سے مراد ہے کسی شخصیت کے بارے میں اظہار خیال کرنا۔ ادبی اصطلاح میں ایسی تحریر ہے جو کسی کی سوانح حیات نہ ہو لیکن اس کے کردار و افعال اور خوبیوں پر روشنی ڈالے لیکن وجہ ہے کہ خاکہ نگاری کو شخصیت نگاری کا نام دیا جاتا ہے۔

شخصیت نگاری میں ہم کسی شخص کے بنیادی حراغ، طبع، انداز فکر و عمل اور اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے روشناس ہوتے ہیں۔

شخصیت نگاری کی درج ذیل خصوصیات ہیں

- 1- اختصار - 2- اندازِ بیاں 3- جامعیت
- 4- حقیقت نگاری 5- تفکلی 6- شائستگی
- 7- مہذبانہ اعزاز 8- غیر رنگی اعزاز 9- سچائی
- 10- واقفیت 11- غیر جانبداری

بے جا حقیقت اور بے جا حقیقت نگاری کی سب سے بڑی کمزوریاں ہیں۔ ایک شخصیت نگار کسی کی شخصیت نگاری کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھے کہ نہ تو اسے ہیرا بنا کر پیش کرے اور نہ اس کی خامیاں اس طرح سے بیان کرے کہ وہ شیطان کی لائن میں گمراہ نظر آئے۔

اردو کے چند نامور شخصیت نگار درج ذیل ہیں۔

مولوی عبدالحق، رشید احمد صدیقی، اشرف مہدی، اظہار احمد، دہلوی، چراغ حسن حسرت، شوکت قادیانی اور رئیس احمد جعفری وغیرہ

سیرگرمیاں

- 1- سخی سے محاورات الگ کریں اور ان کو جملوں میں استعمال کریں۔

جواب سخی میں سے لیے گئے محاورات کا جملوں میں استعمال

محاورات	جملوں میں استعمال
دل دھک سے رہ جانا	اپنے دوست کے والد کی وفات کا سن کر میرا دل دھک سے رہ گیا۔
چہ جانا	راپے پیچے کے دکر پر مرزا صاحب چہ پاتے تھے۔

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برائے جماعت دہم

76

آئینہ اردو لازمی

ماحقہ شہزاد	میری کو صبح صبح اپنے دروازے پر دیکھ کر میرا ہاتھ ٹھکا۔
بٹی گھر پر چلا	شیر کو نہ بٹے، کچھ کرکاری کی مٹی گم ہو گئی۔
بیچ بھینسا	بٹرس بخاری اپنی غیر معمولی ذہانت سے، باجوڑ مرزا صاحب کی طبیعت سے اسے اپنے آپ کو بیچ بھینستے تھے۔
پتھر اڑا کر	میں سے بال بال کو مری کی یہ کے لیے آمادہ رہا۔
کھانے پر ہوا	چوت پر کھانے کا کمر میرے کان کڑے ہو گئے۔
جہاں پہنچا	سجھوتی بات ہی مرزا صاحب جہاں میں آتے تھے۔
دور، دور، دور	اپنے طائفہ کے شہزادوں میں مرزا صاحب کو دیکھ کر

2۔ مرزا محمد سلیم کی طبیعت غریبوں پر ایک ہی اگرانہ تھیں۔

جواب: پروفیسر مرزا محمد عید تھے، ہر لمحہ شخصیت تھے۔ اس سے باجوڑ صاحب دو دہات پائے تو ان سے بیکروں کو واپس لے کر قدر دانوں کو اس سانچے کی قریب تک نہ ہوئی۔ انہوں نے اکابر صاحب اس دنیا سے اٹھ جائے اور لوگوں کو خبر نہ پہنچے۔ ان کی موت ایک عالم کی موت سے دو خاموشی کا حکم کرتے تھے۔ انہیں ستائش کی ترنا تھی نہ صے لی پروا۔ فراموشی کا کام انہوں نے ملایا کر نہیں کیا۔ وہ اپنی نہ تھے دلی کے شریف اور امر گہرا نے میں پیدا ہوئے تھے۔ بٹ سے اجتناب کرتے تھے۔ مرزا صاحب انہوں نے مطالعہ کرتے تھے ان کے محبوب ہمارے میں ہر طرح کی کتب موجود تھیں۔ انہوں نے زندگی بڑی سہمی سادگی کی تھی۔ قرب و نظر کی دولت سے، اہل تھے۔ ان کی مٹی، اہل اور معاشرتی حلقے سے اس سے ان کی تحریر جامعیت کی حامل ہے۔

3۔ اس سہلی میں جن شخصیات کا ذکر آیا ہے ان میں سے کسی ایک کے بارے میں اپنے استاد صاحب سے پوچھ کر لوٹ لکھیں۔

آئینہ اردو لازمی 77 برائے جماعت دہم

جواب۔ اس سبق میں بے شمار شخصیات کا ذکر آیا ہے جیسے ڈاکٹر تاثیر، فیض احمد فیض، حامد علی خاں، حمید احمد خاں، چراغ حسن حسرت، محمود نظامی، غلام عباس، انصار ہامری، بطرس بخاری وغیرہ مجھے ان میں سے فیض احمد فیض زیادہ پسند ہیں۔

فیض احمد فیض

فیض احمد فیض 1910ء میں پیدا ہوئے۔ مرے کاٹا یا لکھوت سے بی۔ اے کیا اور گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے انگریزی کی ڈگری لی۔ بعد میں عربی میں بھی ایم۔ اے کیا اور ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر میں پروفیسر رہے۔ 1960ء میں حکومت روس کی طرف سے لیتھن پر انعام ملا۔ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم میں شیئر بھی رہے۔ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ نقش فریادی، دست صبا، دست تہ سبک، زنداںِ ماضی، داغِ بیتا اور میزبان۔ جدید اردو شاعری میں فیض ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے اردو، محنت کش، کسان اور دوسرے کمزور طبقات کے دکھ درد کی بھرپور ترجمانی کی۔ انھوں نے 1981ء میں وفات پائی۔ کسی دوست کا نظم خاک نہ لکھیں۔

جواب۔ میں تو میرے بے شمار دوست ہیں مگر سکندر کھن کی ہر سب سے اچھا دوست ہے۔ وہ ایک شریف اور پڑھے لکھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ ایک ذہلا پکا اور مرعہ مرعبان قسم کا لڑکا ہے۔ نہایت حساس ہے۔ ہلکے سے ہلکی ہلکی روئیگی ہے۔ مریخی کہ لڑکپن اور جوانی آپس میں لگے مل رہے ہوں۔ ذہن ایسا کہ بڑے بڑوں کے کان ٹوٹے۔ صبح جو ایسا کہ ساری جماعت سے پہلے اوتی۔ استاد صاحب جو کام دیں وہ اسے وقت پر پورا کرے۔ کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں۔ ہر کوئی اس سے دوستی کا خواہش مند۔ جہاں کسی کو اس کی ضرورت محسوس ہو اپنے سب کام چھوڑ کر اس کی مدد کرے۔ قابلِ صد تحسین ہیں وہ دانشور جن کے کمر سکند حنین جیسے بچے جنم لیے ہیں۔

تذریکی اشارات

- 1- چند مثالیں دے کر دہلی کی مخصوص زبان سے طلبہ کو روشناس کرایا جائے
جواب اردو شاعری کی ابتدا دکن سے ہوئی۔ قلی قطب شاہ اردو کا پہلا صاحب دہلیوں
شاعر تسلیم کیا گیا لیکن دکن کے شعرا نے اپنی زبان دہلی کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔ اور
نہ کوئی تہ رنجی ترقی وہیں کے شعرا نے شاعری کے میدان میں کی۔ یہی وجہ ہے
کہ دکن میں باقاعدہ دہلی اور لکھنؤ کی طرح دبستان قائم نہ ہو سکا۔ دہلی کی
شاعری دوسرے اردو شعرا کے لیے نیک شکون ثابت ہوئی اور اس طرح شمالی
ہند میں دہلی میں شعرا کا جنکھا ہو گیا۔ قاری کی جگہ اردو نے دہلی اور اس
طرح دہلی شاعری کا ایک اہم مرکز بن گئی
دہلیت جنوں نور الحسن ہاشمی ایک خاص اثر دہلی یا حراج شعری کا نام ہے جس
کا تہیہ مخصوص تمدن و شعری اثرات کی وجہ سے ہوا۔ دہلی کا شاعر غم روزگار کا
ستایا ہوا اور غم عشق کا مارا ہے اس لیے اس کے کلام میں دہلیوں کی تنگ اور
کھٹک آگئی ہے۔ سیاسی حالات نے اسے قحطی بنایا۔ تصوف کی سہاگت نے
اس میں روحانیت پیدا کی اور اس کے ساتھ ایک اخلاقی مصب اٹھیں اور صورت
عطا کیا۔ اسی نے اس کی آنکھیں اندر کی طرف کھولیں۔ دہلی کی اس روحانیت
اور غم پسندی کے مقابلے میں جس نے اسے کبھی ہانگ پسے جہتدل اور بے
پرست نہیں ہونے دیا لکھنؤ کی مسرت سخی بکلی اور سستی معلوم ہوتی ہے۔ لکھنؤ
کے شاعر نے خارجیت پر زور دیا۔ جس کی چمک دکھ نے حمیرا کو محو کیا
مگر بلندی فکر سے محروم رہا۔ لکھنؤی شاعری میں وہ دہلی اور آج، وہ کتبہ
سیرابی کیفیت، وہ آفاق لہجہ نہ اسکا جو دہلی شاعری میں ہے بقول رات گھٹک
پوری وہ آپ جتنی یا جگ جتنی نہ ہوئی لفظ جتنی ہو کر رہ گئی۔
2- طلبہ کو مرزا فرحت اللہ بیگ کی تحریر ”مولوی نذیر احمد کی کہانی“ اور شاہد احمد
دہلوی کا لکھا ہوا خاکہ ”نذیر احمد دہلوی“ پڑھ کر سنایا جائے۔ یہ خاکے
نسائی کتابوں میں دستیاب ہیں، اس سے طلبہ کی کردار سازی میں مدد ملے گی

آئینہ اردو لاری 79 برائے جماعت دہم

ہے اور صاحب ادب سے بھی اچھی طرح واقفیت ہو جاتی ہے۔

مولوی نذیر احمد کی کہانی

جواب

1903ء میں میاں دالی اور میں نے ایب اسے کا امتحان پاس کیا۔ لی اسے میں داخلہ لیا ہمارے عربی کے پروفیسر جمیل الرحمان تھے۔ وہ اچھا پڑھاتے تھے۔ ہم جیسے جیسے سبق یاد کرتے تھے۔ ایک دن معلوم ہوا کہ مولانا جمیل استعفا دے کر کعبۃ اللہ چلے گئے ہیں۔

بالآخر ہم نے مولانا نذیر احمد کی حدیث حاصل کیں۔ وہ ہمیں دکاندار پڑھاتے تھے۔ کبھی نافرمان نہیں کیا اور نہ سردی گرمی کی شکایت کی۔ وہ اس لیے راضی ہوئے تھے کہ بھول ان کے ہم میں طالب علمی کی موجودگی۔ مولوی صاحب کا حلیہ مکمل اس طرح تھا۔ رنگ سا نولا گر روکھا، قد خاصا اونچا مگر چوڑا ان نے لبان کو دبا دیا تھا۔ بدن موچلے کی طرف مائل۔ بچپن میں ورزش کا شوق تھا۔ ورزش چھوڑ دی تو جسم قہرہ ہو گیا۔ اونچی ترکی ٹوپی پہنتے۔ کمر کا پیر ضرورت سے زیادہ تھا۔ آنکھیں پھولی لہو اند کو دھنسی ہوئی۔ ان کا گھر کالہاس الگ اور باہر کا الگ ہوتا تھا۔ اگر انھیں باہر نکلنے کا شوق نہ ہوتا تو لباس کی مدد سے ان کے اخراجات میں سے کھل جاتی۔ شام کو گھر سے نکلنے تو ترکی ٹوپی یا چھٹا سفید صاف باندھے ہوتے۔ گرمیوں میں صاف شٹاف اپنکھا یا کشمیری کام کا جہر پہنتے تھے۔ وقت بے وقت کے لیے ہانوں کے دو انگریزی جھڑے بھی لگا رکھے تھے جن پر پائش کی ٹوبہ نہ آتی تھی۔

مولوی صاحب خوش خوراک تھے۔ ناشتے میں دو نیم برشت انہ سے ضرور ہوتے تھے۔ مہوے کا شوق رکھتے تھے۔ پڑھاتے جاتے اور کھاتے جاتے تھے گھر گھر کو حسرت رہ گئی کہ کبھی ان کے شریک طعام نہ ہو سکا۔ پھل کھاتے تھے مگر ہمیں کبھی پیشکش نہ کرتے۔ جب دوسری دفعہ ملا تو مولوی صاحب کی صحت جواب دے گئی تھی۔ ریٹے میں اضافہ ہو گیا۔ نگر کزور ہو گئی۔ ہم نے سلام کیا۔ بولے کون ہے؟ میں نے کہا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ پھر پہچان گئے کہ اچھا تو فرحت ہے۔ مجھے گلے لگا کر یاد کیا۔ حیدر آباد آنے کے ٹھوڑے ہی دنوں بعد

آئینہ اردو لاری
60
برائے جماعت دہم

سطح ہوا کہ مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں مولوی صاحب کے مکان پر ضرور جاتا ہوں مگر اندر قدم نہیں رکھتا۔ بڑی دیر تک دیوار سے لگ کر دروازے کو دیکھتا رہتا ہوں اور وقت کا یہ شعر پڑھتا رہتا ہوں۔
یہ جن بونہی رہے گا اور ہزاروں سالوں
اپنی اپنی بولیوں سب بول کر از جائیں گے
طلبہ کو گا ہے گا ہے مشاہیر سے اقلیت دلائی جائے۔
ہمارے کرام سکول کی لائبریری سے مشاہیر کے بارے میں کتب حاصل کریں۔
ہجے میں ایک دن مخصوص کریں۔ اس دن ایک پیرے میں بچوں کو مختلف مشاہیر کی زندگی کے بارے میں بتایا جائے کہ کس طرح وہ اپنی محنت اور جدوجہد سے اپنی مقام پر پہنچے۔

اہم معروضی سوالات

- 3۔ متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:
- (الف) عالم کی موت ہے
(i) عالم کی موت (ii) کسی ایسے انسان کی موت
(iii) دکھ کی موت (iv) ایک شہر کی موت
- (ب) مرزا محمد سعید نے بچپن سال قبل عبدالقادر کے رشتے کے لیے سفارین کھے
(i) تہذیب الاخلاق (ii) فضائل
(iii) تحریک (iv) اولیٰ دنیا
- (ج) پروفیسر مرزا محمد سعید کی پہلی کتاب جو نیچے کچھ لے دے چھوٹی
(i) مذہب اور باطنیات (ii) خواب ہستی
(iii) خواب دم (iv) داستان الم
- (د) دلی میں مرزا صاحب کے آبائی علاقے میں مشہور ادیب کا مکان تھا۔
(i) مرزا غالب (ii) سر سید احمد خاں
(iii) مولوی عبدالحق (iv) چوہدری افضل حق

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی ۴۱ برائے جماعت دہم

- (۱) ایک جگہ میں محمد کھائی پر مقابلہ پر سامیہ بھگت نے شفی سے بحث کے لیے اشارہ کیا۔
(i) مامد علی عاں کی طرف (ii) ڈاکٹر تاشیر کی طرف
(iii) فیض احمد فیض کی طرف (iv) چراغ حسن حسرت کی طرف
(۲) ایک پبلشر لاہور سے دلی مرزا صاحب کے پاس آئے۔
(i) ناول لکھوانے کے لیے (ii) افسانہ لکھوانے کے لیے
(iii) ناول لکھوانے کے لیے (iv) قصیدہ لکھوانے کے لیے
(۳) مرزا صاحب نے گل گڑھ میں پڑھا۔
(i) - ایک سال (ii) دو سال
(iii) تین سال (iv) پانچ سال
(۴) مرزا صاحب کے کتب خانے میں کتابیں موجود تھیں۔
(i) ہر طرف اردو کی (ii) صرف فارسی کی
(iii) طب سے متعلق (iv) بر علم کی کتاب
(۵) مرزا صاحب مرہٹوں تھے۔
(i) دلی کے (ii) شکر کے
(iii) سندھ کے (iv) ہندوستان کے
(۶) صاحب مضمون نے بیس سال تک مرزا صاحب کو پہنے رکھا۔
(i) خاری سوٹ (ii) شیر والی
(iii) شلوار قمیض (iv) پانچویں جھون

(الف)	(۱)	(ب)	(ii)	(ج)	(a)	(۲)	(ii)
(۳)	(iii)	(۳)	(i)	(۲)	(ii)	(ج)	(iv)
(۴)	(iii)	(۴)	(ii)				

اردو ادب میں عید الفطر

مدرسہ کی مقاصد

- ⑤ طلبہ کو اسلامی حیوادوں کی روح سے روشناس کرانا۔
- ⑥ اردو ادب میں عید کے موضوع پر ہونے والی شاعری سے آگاہ کرنا۔
- ⑦ اسلامی تہذیب و تمدن سے واقفیت دلانا۔
- ⑧ طلبہ کو ایک ہی موضوع پر مختلف طریقے سے اظہار خیال کرنے کے بارے میں بتانا۔
- ⑨ طلبہ کو ڈاکٹر وحید قریشی کے اسلوب سے واقفیت دلانا۔
- ⑩ طلبہ میں قوت مشاہدہ پیدا کرنا۔
- ⑪ طلبہ کو مضمون اور انسان سے آگاہ کرنا۔

مصنف کے حالات زندگی

نام: ڈاکٹر وحید قریشی، تاریخ پیدائش: 14 فروری 1925ء، جائے پیدائش: سیالکوٹی تعلیم: ڈاکٹر وحید قریشی نے ابتدائی تعلیم بھالی گریٹ، لاہور میں واقع اعظمیہ ہائی سکول سے حاصل کی۔ انھوں نے 1944ء میں فارسی میں بی۔اے آرٹس کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد 1946ء میں ایم۔ اے فارسی کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے تاریخ کا امتحان پاس کیا۔ 1947ء سے لے کر 1950ء تک پنجاب یونیورسٹی لاہور میں انگریز ہائیاء سیرچی کالری حیثیت سے کام

تینے آرہ لازمی 134 برائے حماحت دہم

کرتے رہے۔ 1952ء میں انھوں نے قاری انشا پردازی پر ایک مقالہ لکھا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر وحید قریشی 1963ء میں بحیثیت نیکرار اور نخل کالج تعمیرات ہوئے۔ 1980ء میں وہ پرنسپل کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ 1983ء میں مشرقی قومی زبان کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ وہ چار سال تک اس عہدے پر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد 1987ء میں اقبال کینیڈا کے سربراہ بنائے گئے۔

تصانیف: ڈاکٹر وحید قریشی کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ”پاکستان کی نظریاتی بنیادیں“، ”جدیدیت کی تلاش میں“، ”کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ“، ”میر حسن اور ان کا زمانہ“، ”مطالعہ حالی“، ”اساسیات اقبال“، ”نقد غالب“، ”زور و نثر کے سیلان“ اور ”شعری کی سیلاب سائنس“ شامل ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی کی ادبی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے انھیں 1993ء میں صدارتی تمغہ برائے حسنہ کارکردگی عطا کیا۔ 2003ء میں انھیں ”اقبال ایوارڈ“ سے بھی نوازا گیا۔

وفات: ڈاکٹر وحید قریشی نے 17 اکتوبر 2009ء کو لاہور میں وفات پائی۔ انھیں لاہور ہی میں دفن کیا گیا۔

مرکزی خیال

عید مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے۔ پہلے ہلالِ زور و غزل میں عید کے خواہنے سے

صرف محبوب سے روزِ عید کی ملاقاتوں کو ہی شاعری کا حصہ بنایا جاتا تھا مگر 1857ء کے بعد اس میں بڑی وسعت آئی اور عید کا موضوع مختلف طریقوں سے بیان ہونے لگا جس میں مسلمانوں کی جدوجہد اور فکری زندگی بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ ہلالِ عید کو مصنف

کے عروج و زوال کی علامت کے طور پر بھی قبول کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ جن شعرا سے عید کے بارے میں لکھا، ان کا تعلق ۱۸ ویں صدی کے وسطی دور کے ساتھ بہت گہرا ہے۔

اہم نکات

- اردو شاعری میں عید کا مقام □ عید پر شاعری کے موضوع
- عید کی شاعری کے مختلف عنوان □ خواجہ حسن نظامی کے نوے
- حالی کی نظم ”تہنیت عید الفطر“ □ اقبال کی عید سے متعلق شاعری
- موضوعاتی شاعری کے بنیادی نسخہ □ عید الفطر اور مسلم کچر

خلاصہ

اردو کی غزلیہ شاعری محبوب سے روز عید کی ملاقات تک ہی محدود تھی مگر 1857ء کے بعد اس میں وسعت پیدا ہوئی اور اسے ملی اور سات کی ترجمانی کا وسیلہ بھی بنایا گیا۔

شعرا اور ادبا نے جب تخلیقی جوہر کے چھلنے سے ان افکار کو جنم دیا تو یہ موضوع کئی جہتوں میں پھیل گیا۔ سے مسلمانوں کی تہذیبی اور فکری زندگی کے وسیع تر انفرافسے سے علاوہ گیا۔ عید کے موضوع پر مختلف نظریں لکھی گئیں۔ ایسی نظریں جن میں عید الفطر ایسی متوسط اور غریب طبقے کے مسائل و حالات سے متعلق نظر آتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی نے دلی کی بربادی کے بعد شہزادوں اور غنیمتوں کی کس پوری عید عید بسر کرنے کا جھڑک کر کیا ہے وہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس دعا کا آغاز سرسید احمد خاں سے ہوتا ہے۔ حسن نظامی کے موضوعات میں عرم رفتہ کی یاد عید کو علامتی حوالہ عطا کرتی ہے۔ حالی کی نظم ”تہنیت عید الفطر“ خوشی کے جذبے کے ساتھ ساتھ مذہبی اقدار سے بھی ہم آہنگ ہے۔ اقبال کے ہاں عید کا چاند صرف خوشی ہی نہیں کرتا بلکہ عاری نہیں بھی

اڑاتا ہے۔ مجموعی طور پر عید الفطر سے متعلق جو موضوعات ہماری شاعری کے بنیادی رخ کو ظاہر کرتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

عید کے چاند کے مناظر داخلی سرت اور خارجی حالات اور ہلال عید کو منقہ کے عروج و زوال کی علامت کے طور پر قبول کرنا۔ اس رجحان سے چھپتی سطح پر ایک نئی سمت کی طرف اشارہ کیا۔ مسلمانوں کے نزدیک تہوار سہارے کا مقصد محض اچھل کود نہیں بلکہ اس خوشی کا رشتہ ہماری فہم میں بہت دور تک جاتا ہے۔ اردو شعرا کی تخلیقات کا بیشتر حصہ ہمارے داخلی ریلوں کے ساتھ بہت گہرا ہے۔ عید کی شاعری ہماری شعری روایات کا ایک اہم حصہ ہے۔

مضمون پر مشتمل

ڈاکٹر حمید قریشی نے عید الفطر کے موضوع پر کی جانے والی شاعری کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اردو شاعری میں پہلے پہل جب عید الفطر کے موضوع پر شاعری کی جاتی تھی تو اس شاعری میں صرف عید کے دن محبوب سے ملاقات یا محبوب سے جبر و وصال کی باتیں کی جاتی تھیں مگر 1857ء کے بعد اس میں ایک واضح تبدیلی آئی اور اس موضوع کو مسلمانوں کی منقہ کے عروج و زوال سے منسلک کر دیا گیا۔ اس طرح یہ شاعری کئی جہتوں میں پھیل گئی

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عید	مسرتوں کا مذہبی تہوار، بار بار آنے والی خوشی	ہلال	پہلی رات کا چاند
ملاقات	تعلق رکھنے والے	ہینویں	
وسعت	کثرت	نمایاں	

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برائے جماعت دہم

137

آئینہ اُردو لازمی

حدود	حد کی جمع، باز	فی احساسات	قوم سے متعلق احساس
ترجمہ	ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا	وسیلہ	ذریعہ
خط و خل	وضع قطع، نقش و نگار	اقدار	قدر کی جمع، اہمیت
روایات	روایت کی جمع	پاس داری	خیال رکھنا، حمایت کرنا
سکرت	ریادتی، زیادہ ہونا	سبب	وجہ
مصلحتی جہر	خفی چیز مناسے یا نکلنے کی صلاحیت	برادہم کرنا	مہیا کرنا
جہت	ست	محض	صرف
خزانیہ	محلہ زمین کے	داریاں	پھوٹی پھولی باتیں، جزئیات
دروں خانہ	گھر کا اندرونی حصہ	محدود	ایک خاص حد میں رہنا
دست	کلا، کشادہ	سہاگن	بیانی گورت، جس کا شوہر زندہ ہو
متوسط طرز	درمیان طبقہ	مغفل	لا ہوا، جڑا ہوا
تحریر	تہذیب، ارہن اکھن	شمس	غیر سے، ذریعہ
بھون	جوش	اکال	چٹائی، پکی
نوحہ	لنکی تحریر جس میں ہنسوں اور رنج و غم کا ذکر ہو	عزم	پہنچنا، پختہ ہونا
نکس پھری	غریب	آغاز	ابتدا
غالی	کوٹھی	غلطت رفتہ	گمراہی ہوئی شان و شوکت

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اُردو لاٹری برائے محاسن و سہ

138

علامت	نشان	امور	اس کی جمع کام
واہنگی	تعلق، واسطہ	عید گاہ، مارچیاں	بر غریبوں کی عید گاہ تو آپ کا کوچہ ہے
اثریت	اثر کی جمع، نشانیاں	تہنیت	مبارک باد کی
عکاسی	تصویر کشی کرتا	ہم آہنگ	ساتھ ملاتا
صوم	چاند	صیام	صوم کی جمع، روزہ
روئے	برتاؤ	خارہ فرسائی	گھم سے لکھا
یاد دہی	بچے کی یاد	مھر کشی	مھر کھینچا، میں داندھا
رجحان	طبیعت	مالی	آبادہ، تیار
بے حجاب	بلیئر پردے کے	خورشید	سورج
غریب	ہرن	لڑتے افراد	حرے کو زیادہ کرتا
خارجی	باہر کے، بیرونی	داخلی	اندرونی
عزائم	ارادے	عروج	بلندی
زوال	پستی	اساس	بنیاد
نوبت	نقارہ	ہام	ایک دوسرے سے ملے ہوئے، یکساں
گرزدوں	آسمان	راحت نظر	دیکھنے کی خوشی
است	چروکار، ماننے والے	شاد	خوش
ہامراہ	کامیاب	تفرقہ	جھگڑا
تصور	خیال	تہوار	سالانہ جشن
ظہر	تہذیب	منہصر	انحصار ہے

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام اور ادب میں یہ نظر
(ب) مصنف کا نام اور ذکر و حیرت

مل لغت

کثرت، زیادتی، تعدد اور زیادہ۔ جب۔ جب۔ شعر شاعری میں۔ ادب، ادب کی جماعت۔ حقیقی جوہر۔ نئی چیز جاننے والے کی صلاحیت۔ فراہم کرنا، پیدا کرنا۔ جہت: سمت۔ محض، صرف۔ تہذیب: رہن سہن

سياق و سہاق

جب برصغیر میں اردو شاعری کا ارتقا ہوا تو عید کے موضوع کو بھی احاطہ شاعری میں لایا گیا مگر اس ابتدائی دور میں یہ شاعری عید کے چاند، ہال و امروہ و محبوب سے روزِ عید کی طاقتوں اور اس کے معنیات تک غورِ محصور رہی لیکن 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد جہاں دوسری چیزوں پر عروج آیا وہاں اردو شاعری میں بھی بڑی وسعت پیدا ہوئی اور اردو شاعری کوئی احساسات کی ترجمانی کا وسیلہ بھی بن گیا۔ اس طرح گلہ سزِ عید میں موضوعاتِ سخن عید گاہ میں طاقت اور دروین خانہ عید ملن تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ اردو شعرا نے انھیں جذبات کے وسیع تر رقبوں میں لا دکھایا۔

تشریح

پہلے ہائل عید الفطر پر نکلی جی نظمیں کی تعداد بہت کم تھی کیوں کہ اس موضوع پر لکھنے کے لیے مواد بہت کم تھا۔ شہر اکرام صرف عید، عید کا چاند اور رانا عید محبوب سے ملاقات تک کے موضوع پر لکھنے کے لیے اپنے آپ کو محدود کیے گئے تھے۔ 1857ء

کے بعد اردو شاعری کو فی احساسات کی ترجمانی کا وسیلہ بھی بنایا گیا تو عید الفطر کا موضوع بھی کافی پھیل گیا۔ عید الفطر پر لکھی جانے والی نظموں کے زیادہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مختلف شعرا اور ادبا نے جب کوئی نئی چیز منانے یا لکھنے کے حوالے سے اپنے احساسات اور افکار کو پیش کرنے کا سامان سبیل کیا تو عید الفطر کا موضوع بہت سی سٹوں میں پھیل گیا۔ ان شعرا کرام نے عید کو محض خوشی منانے کے لیے یا عید کے چاند کو سال میں ایک بار جھلک دکھلا کر عجب ہونے کے حوالے سے دیکھنے کی بجائے اسے مسلمانوں کے دین میں اور مسلمانوں کی فکری زندگی سے کشادہ تر جھرانچے سے ملا دیا۔ اس طرح عید الفطر پر کی جانے والی شاعری میں بہت سے نئے موضوعات بھی شامل ہو گئے۔

تبصرہ

ڈاکٹر وحید قریشی نے جے بی ٹی اور جامع انداز میں اردو ادب میں عید الفطر کے موضوع پر ہونے والی شاعری پر بحث کی ہے۔ 1857ء کے بعد اس موضوع پر شاعری میں بڑی وسعت آئی۔ اس وقت کو ڈاکٹر وحید قریشی نے جے بی ٹی اور دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کا انداز بیان بڑا دلکش ہے۔ انھیں موضوع پر پوری گرفت حاصل ہے۔ وہ بڑے سادہ سادہ اور سادہ سادہ لکھتے ہیں۔ شاعری میں ان کی تحریر سے لطف اٹھاتا ہے۔

حل مشقی سوالات

- ۱۔ درج ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجئے۔
(الف) عید الفطر کا تاریخی تہذیبی اور دینی زندگی سے کیا تعلق ہے؟
جواب عید الفطر کا مسلمانوں کی تہذیبی اور دینی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔
مطلب ہے بار بار آئے والی خوشی۔ مسلمانوں کا یہ تہوار ان کی ایک تہذیبی اکائی بن کر معاشرتی زندگی میں بہت دور تک جاتا ہے۔ عید کو محض خوشی یا عید کے چاند کو محض سال میں ایک بار جھلک دکھلا کر عجب ہونے کے حوالے

آئینہ اردو لازمی 141 برائے جماعت دہم

سے دیکھنے کی بجائے اسے مسلمانوں کی تہذیبی اور فکری رہنمائی کے وسیع تر
بھراؤ سے غار کیا گیا ہے۔

(ب) عید الفطر پر نظمیں میں، شعرا نے کیا پارکیاں پیدا کی ہیں؟
جواب شعرا حضرات نے عید کے موضوع میں نئی نئی پارکیاں پیدا کر کے اسے ادبی
خوشی کے نئے نئے جذبات تک لے گئے ہیں۔

(ج) اس سہلی کی روشنی میں اردو شعرا نے عید الفطر کے جن حصہ پہلوؤں پر انکسار
خیل کیا ہے ان میں سے کوئی سے تین پہلوؤں / موضوعات کے نام لکھیے۔
جواب اردو شعرا نے عید الفطر کے حوالے سے درج ذیل پہلوؤں پر انکسار خیل کیا ہے۔

(i) عید کے چاند کو مناظر کے حوالے سے بیان کرنے کا رجحان
(ii) عید کو داخلی مسرت اور خارجی حالات سے منسلک کرنے کا رویہ
(iii) ہلال عید کو ملی عزائم کی علامت، ملت کے حروج و زوال کی علامت
اور تہذیبی و تمدنی زندگی کی اساس کے طور پر قبول کرنے کا رجحان
(د) عید الفطر کے موقع پر شہزادوں اور شہزادیوں کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ حسن
نکائی نے کیا نگاہ اظہار کیا ہے؟

جواب خواجہ حسن نکائی نے عید الفطر کے موقع پر شہزادوں اور شہزادیوں کا ذکر کرتے
ہوئے دہلی جہاں کی شدت اور مذہبی امور سے گہری وابستگی کو ظاہر کیا ہے۔

2- اردو شعرا نے ہر دور میں عید الفطر کو موضوعِ سخن کیسے بنایا؟

جواب اردو شعرا نے اپنی شاعری میں زیادہ تر نثری محبوب کا تذکرہ کیا ہے اور عید الفطر
کے حوالے سے، عید، عید کا چاند، ہلال و ابرو، محبوب سے محبت کی علامتیں،
ان کی شاعری کا موضوع بنتی رہی ہیں۔ جیسے جیسے اردو شاعری میں عید کا تذکرہ آتی
گئی اور غزلوں کی بجائے نظموں کی طرف توجہ تیز ہو گئی تو عید کے موضوع پر
بھی اشاراتی اور علامتی اسکانات زیادہ اجاگر ہوئے۔ اس طرح عید الفطر
کثرت سے لکھی گئی نظموں میں عید سے متعلق موضوعات پیش کیے گئے۔ یہی
وجہ ہے کہ اردو شعرا نے ہر دور میں عید الفطر کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔

3- کون سی چیز اقبالؔ کو عید کے چاند کی تصویر کشی پر مجبور کرتی ہے؟

جواب علامہ اقبالؔ بھی عید کے موضوع پر نظمیں لکھی ہیں۔ انسانی علامہ اقبالؔ

آئینہ اردو لازمی 142 برائے جماعت دہم

عید کے چاند کی تصویر کشی پر مجبور کرتی ہے اور وہ منظر کشی والے رنگمان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

4۔ ”مہ میام گیا نور روز عید آ یا“ یہ امداد کے کس معروف شاعر کا مصرع ہے؟

جواب: درج بالا مصرع مولانا الطاف حسین حالی کا ہے۔

5۔ عید کی شاعری کا ہماری شعری روایات سے کیا تعلق ہے؟

جواب: عید کی شاعری ہماری شعری روایات کا اہم اور ناقابل فراموش حصہ ہے۔

6۔ سنی کے متن کو مد نظر رکھ کر درست الفاظ پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) ۱۸۵۷ء جنگ آزادی کے بعد اردو شاعری میں وسعت پیدا ہوئی۔ درست/غلط

(ب) خواجہ حسن نظامی نے دلی کی بربادی کے سرچے لکھے ہیں۔ درست/غلط

(ج) عید انظر کے مضمون و مضامین صلی شاعری کا اہل رخ ظاہر کرتے ہیں۔ درست/غلط

(د) سنی میں چار شعرا کے اشعار درج ہیں۔ درست/غلط

(و) عید انظر کا تصور ہماری اقتدار میں شامل ہے۔ درست/غلط

الف	درست	(ب)	غلط	(ج)	غلط	(د)	غلط	(و)	درست
-----	------	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------

7۔ درست جواب کی نشان دہی (✓) سے کیجئے:

(الف) یہ مصرع کس شاعر کا ہے؟ ”چال عید کی گھوٹل پہ آمد آ رہے“

(i) اقبال بیکشتہ (ii) حفیظ جالندھری

(iii) عبدالعزیز سالک (iv) حالی

(ب) حسن نظامی نے دلی کے جرنوں سے لکھے ان میں کون سی چیز نمایاں ہے؟

(i) عسکر رفتہ (ii) احساں شاہ دہلی

(iii) عبرت انگیزی (iv) تلف و سرقت

(ج) عید انظر کے مضمون پر مسلم شاعرے کے کس طبقے کو سب سے زیادہ

مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(i) امرا (ii) خربا

(iii) متوسطا (iv) سفید پوش

(د) شاعر نے ”نذرت افراے شوہر ظلی“ میں کس کی طرف اشارہ کیا ہے؟

(i) بال (ii) ستارے

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی	143	برائے جماعت دہم
(m) عید القصر کا پاند	(iv) نثار عید القصر	
(a) عید القصر کے آئینے کے ہر طرف		
(i) فوٹوں کی طرف	(ii) نقوش کی طرف	
(iii) رپے کی طرف	(iv) شہر آشوب کی طرف	

(الف)	(iii)	(ب)	(iii)	(ج)	(ii)	(ا)	(iii)
(a)	(ii)						

8۔ مصنف نے عید کا تعلق تہوار کے علاوہ کسی سے مجزا ہے؟ دو تین سطروں میں جواب لکھیں۔

جواب۔ مصنف کا کہنا ہے کہ عید کا تصور مسلمانوں کے ہاں محض تہوار منانے اور اچھل کود کو بکھر جانے پر منحصر نہیں بلکہ اس خوشی کا رشتہ ہماری اقدار میں بہت دور تک جاتا ہے، جس سے عید کے ہمارے میں اردو شعرا کی تخلیقات کو ایک سمت ہی نہیں ملتی بلکہ ان کا تعلق ہمارے داخلی رویوں کے ساتھ اتنا گہرا ہے کہ ہماری شعری روایات میں یہ عمل صرف ایک طرفہ حفاظ کشی تک جا کر ختم نہیں ہوتا بلکہ عید کی شاعری ہماری شعری روایات کا ایک اہم اور ناچھلنا فراموش حصہ ہے۔

مضمون

کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، احساسات یا مشاہدہ کا اثر میں تحریر کی اہم ہر مضمون کہلاتا ہے۔ اس میں موضوع کی کوئی قید نہیں، اس لیے ہر قسم کے موضوعات پر بے غلہ مضامین لکھے جاتے ہیں۔ مضمون نویسی میں پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ پھر دلائل دے کر بحث کی جاتی ہے اور اہم باتیں ملٹی جہزے میں تحریر کی جاتی ہیں اور آخر میں مختصر نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ توازن، تناسب اور نظم و ضبط اس کے اہم تقاضے ہیں۔

مضمون لکھنے کے اصول

گدستہ معنی کو نئے ڈھنگ سے بانٹوں
اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے بانٹوں

(میر انیس)

مضمون نویسی ایک فن ہے۔ جس میں مشق کے ذریعے سے مہارت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے وسیع مطالعہ اور گرد و پیش کے حالات و واقعات کے مشاہدے اور گہرے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ پھر اپنے مشاہدات و تاثرات اور معلومات کو مناسب اور موزوں جملوں میں بیان کرنے کی صلاحیت بھی درکار ہوتی ہے۔ سولانا الفاظ میں بیان لکھتے ہیں کہ ”لہجہ بلکہ ہر زبان میں سب سے مشکل اور اہم بات یہ ہے کہ ایک موزوں بات کس طرح موزوں الفاظ میں بیان کر دی جائے۔“

منظر الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ مضمون نگاری میں مندرجہ ذیل عناصر بنیادی

شیبہ رکھتے ہیں۔

1 مضمون نگاری میں خیالات کو اولیت حاصل ہے۔ جب تک ایک موضوع کے متعلق آپ کے پاس خاطر خواہ مواد اور معلومات نہ ہوں آپ اس موضوع پر چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اخبارات، رسالے اور کتب کے مطالعے سے اپنے خیالات و معلومات میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔ اس مضمون کے لیے نصاب کے علاوہ دیگر دینی، تاریخی، علمی و ادبی اور معلوماتی کتب کے مطالعے کی عادت ڈالیں چاہیے۔

2 الفاظ خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ اگر ہمارے ذہن میں خیالات کا دالہ ذخیرہ موجود ہو ہماری معلومات بھی کافی وسیع ہوں لیکن ہم کو بیان کرنے کے لیے ہمارے پاس موزوں الفاظ کا ذخیرہ نہ ہو تو ہم دوسروں کو اپنی تحریر و تقریر سے متاثر نہیں کر سکتے جس طرح اچھے لباس سے انسان کی شخصیت باوقار اور پرکشش بنتی ہے۔ اسی طرح اگر خیالات کو مناسب اور موزوں الفاظ کا جامہ پہنا کر دوسروں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ ان کے دلوں میں

آئینہ اردو لاڑی 145 برائے جماعت دہم

اثر جانیں گے۔ اس سلسلے میں طلبہ کو چاہیے کہ وہ اردو کے بلند پایہ اہل قلم کے ادبی شہ پاروں کا مطالعہ کریں۔

مضمون نگاری میں خیالات و الفاظ کے بعد زبان و بیان کی صحت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ہماری تحریر روز مرہ محاورہ اور گہر کی الفاظ سے یکسر پاک ہونی چاہیے۔ کیونکہ زبان کی افراط سے مضمون کا حسن بیان غارت ہو کر رہ جاتا ہے۔ لہذا صحت و ملاکی صرف خصوصاً توجہ دینی چاہیے۔

وہ دماغ جس میں خیالات و معلومات کا ذخیرہ موجود ہو جس ان خیالات و معلومات میں کوئی نظم اور ترتیب نہ ہو اس کی حیثیت ایک کھالے کی دکان سی ہے۔ جس میں بہت سی چیزیں بغیر کسی سیرت اور ترتیب کے بکھری پڑی ہوئی ہوں۔ یہی حال اس مضمون کا ہے جس میں لکھنے والے نے اپنے خیالات بچل کرتے ہوئے کسی ترتیب اور تسلسل کا اہتمام نہ کیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی مضمون پر منتشر اور غیر مربوط خیالات کو صحت زبان کا لحاظ رکھتے ہوئے عمدہ ترتیب اور سلیقے سے پیش کرنے کا کام ہی مضمون نویسی ہے۔

عام ہدایات

- 1 مضمون لکھنے سے پہلے دے ہوئے موضوع کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ہر قسم کے ضروری خیالات کو ایک خاص ترتیب سے ذہن میں جمع کر لیں اور پھر اسی ذہنی ترتیب کے مطابق اہمیتوں سے مضمون لکھنا شروع کر دیں۔
- 2 کمرہ امتحان میں جب پرچہ آپ کے سامنے آئے تو مضمون لکھنا ہے اس کا پہلے فیصلہ کر لیں۔ بے شک اسے لکھیں بعد میں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کو اس کے مواد کے بارے میں سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ کیونکہ انسان کا دماغ مسلسل سوچ بچار اور غور و فکر کا مرکز بناتا ہے۔
- 3 مضمون کی ترتیب کا خاص خیال رکھیں۔ آگے کی بات پیچھے اور پیچھے کی بات آگے کہہ دینے سے مضمون بے ربط ہو جاتا ہے۔

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

- آئینہ اردو لازمی 145 برائے جماعت دہم
- 4 مضمون کو مناسب جردں میں تقسیم کریں۔ ایک بات ایک جڑے میں اور دوسری بات کے لیے دوسرا ہیرو ہونا چاہیے۔
 - 5 اپنا مطلب چھوٹے چھوٹے اور سادہ جملوں میں ادا کریں۔ کیونکہ بے بے جملے لکھنے سے بات الجھ جاتی ہے اور پڑھنے والا بھی اکتا جاتا ہے۔
 - 6 اپنے مضمون میں کوئی غلط واقعہ یا غلط بات ہرگز نہ لکھیں۔ ہمیشہ صحیح باتوں کو سادہ اور آسان زبان میں تحریر کریں۔
 - 7 اپنے مضمون میں ایک بات کو بار بار نہ دہرائیں۔ ایک ہی قسم کے خیالات و الفاظ سے مضمون بد مزہ اور پھیکا ہو جاتا ہے۔
 - 8 جو کچھ لکھیں سوچ سمجھ کر لکھیں تاکہ مضمون میں ریاض کاٹ چھانٹ کرے کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر کوئی غلط یا جملہ بھیا لکھنا پڑے تو اس پر ایک لکیر کھینچ دیں۔
 - 9 مضمون میں موقع کل کے مطابق قرآن مجید کی آیات، احادیث، (یا ان کا ترجمہ) اقوال و اشعار استعمال کریں جو خواہ دیا ہو اسے الگ اور نمایاں کر کے لکھیں۔
 - 10 جہاں تک ممکن ہو اپنے مضمون کو نہایت صاف اور خوشخط لکھیں کیونکہ خوشخطی اور صفائی سے مضمون کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔
 - 11 مضمون ختم کر لینے کے بعد اسے ایک بار پڑھنے کے لیے ضرور وقت نکالیں تاکہ غلطی اور زبان کی چھوٹی موٹی غلطیوں کی اصلاح ہو سکے۔

افسانہ

یہ اُس فرضی کہانی کو کہتے ہیں جو مختصر، دلچسپ اور واقعاتی لحاظ سے زندگی کے کسی پہلو پر روشنی ڈالے۔ اس کے کردار فرض ہوتے ہیں لیکن حقیقی نظر آتے ہیں۔ اس کی خواہش اتنی ہوتی ہے کہ ایک نشست میں پڑھا جاسکے۔ وحدت تاثرات اس کی بڑی خوبی ہوتی ہے۔

افسانہ نگاری

زندگی ایک کہانی ہے جو واقعات کے ٹکڑوں کی صورت میں پوری زندگی میں

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

تکنیک آروز لاری 147 - برائے مہارت و ہم

کھری ہوتی ہے۔ ایک ناول نگار اپنے ناول میں پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہے جب کہ ایک افسانہ نگار زندگی کے کسی ایک واقعہ یا چند واقعات کو مربوط کر کے انہیں ایک ایک نئی صورت میں مرتب کرتا ہے جو زندگی کے عام تجربات سے مختلف ہوتی ہے۔

افسانہ جدید دور کی پیداوار ہے آج کے نثر نگار دور میں کسی کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ محکم کتب کا مطالعہ کر سکے اس لیے اپنی عقل اور مطالعاتی بنیاد بھانے کے لیے افسانے کا سہارا لیتے ہیں۔ افسانے میں بنیادی اہمیت وحدت تاثر کو حاصل ہے۔ ایک تاثر خواہ کسی کا ہو اپنے اوپر مسلط کر کے اس انداز میں بیان کرتا کہ پڑھنے والے پر بھی وہی اثر مرتب ہو جو افسانے کی پہچان ہے مگر شرط یہ ہے کہ زندگی کو "جیسے کا تیسرا" پیش کیا جائے۔

ایک بہترین افسانہ مندرجہ ذیل خصوصیات پر مشتمل ہوتا ہے

1- اختصار	2- کردار نگاری	3- مکالمہ نگاری
4- منظر نگاری	5- وحدت تاثر	6- پلاٹ
7- حقیقت نگاری	8- انداز بیان	9- قوت مشاہدہ
10- زبان و بیان	11- زمان و مکالم	12- مقصدیت

افسانے کی درج ذیل اقسام ہیں

1- معاشرتی افسانہ	2- واقعاتی افسانہ	3- نفسیاتی افسانہ
4- کردار کی افسانہ	5- نظریاتی افسانہ	6- اعلامی افسانہ
7- روایتی افسانہ	8- علامتی افسانہ	9- سائنسی افسانہ
10- ہنسوی افسانہ		

برگرمیں

1- انتخابات اور انٹرویو کی مدد سے مہتمم سے متعلق مختلف تصاویر جمع کر

آئینہ اردو لازمی 148 برائے محامد دہم

کے، انہیں ایک چارٹ پر لگائیں۔

جواب: عملی کام طلبہ خود کریں۔

2- عید الفطر کے دن کی معروفیات کی تفصیلی زوداد لکھ کر، استاد صاحب کو دکھائیں

جواب: عید الفطر کا راز بھی تیار ہے۔ ہر سال یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ مسلمان رمضان کے سب سے عرصے میں روزے رکھتے ہیں۔ روزے پارے ہونے کی خوشی میں عید الفطر منائی جاتی ہے۔

اس سال یکم شوال 23 اگست کو تھا۔ میں صبح چار بجے بیدار ہوا نہادھو کر فجر کی نماز پڑھی۔ اسی جان بھی بیدار ہو چکی تھیں انہوں نے نماز پڑھ کر سب کے لیے سیریاں بنائیں۔ میں نے عید کے لیے سلائے گئے نئے کپڑے پہنے، نیا جوتا پہنا اور خوشبو لگائی۔ پھر میں، میرا چھوٹا بھائی اور ابا جان عید کی نماز پڑھے عید گاہ کی طرف چل دیے۔ ہم تینوں باپ پینا لوچی آواز میں گھیر پڑتے جا رہے تھے۔ عید گاہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انسانوں کا ایک ٹھانسیں مارا ہوا سمندر ہے۔ ہر طرف نظر دوڑاؤ سرخی سر نظر آ رہے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد ہم نے آئیں میں ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دی۔ پھر جو بھی ملا اسے گلے لگا کر عید کی مبارکباد دی۔ عید گاہ سے نکل کر ہم قبرستان چلے گئے۔ وہاں میرے دادا جان پر خاک ہیں۔ ان کی قبر پر فاتحہ خوانی کی اور گھر آ گئے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی ہم نے اسی جان کو سلام کیا اور عید کی مبارکباد دی۔ اسی جان نے ہمیں دعا دی۔ ابا جان نے ہم دونوں بھائیوں کو پانچ پانچ سو روپے عیدی دی۔ میں اپنے دوستوں سے ملنے چلا گیا۔ عامر اور شہزاد کو ساتھ لے کر ہم حقیق کے گھر گئے۔ ہم نے حقیق کے ابا جان کو سلام کیا۔ انہوں نے ہمیں دی۔ ہم چاروں دوست عید گاہ سے ملحق میدان کی طرف چلے گئے جہاں عید میلا لگا ہوا تھا۔ ہم دو تین گھنٹے پہلے میں گھومتے رہے۔ ہم نے آکس کریم اور

www.d

فروٹ چاٹ کھا۔ میں نے چھوٹے بھائی کے لیے ایک ٹو بیا جس کو چلانے سے اس میں سے رنگ برنگی مریشیاں نکلتی تھیں۔ دوپہر تک ہم گھر واپس آ گئے۔ اسی جان نے دوپہر کا کھانا تیار کر لیا تھا۔ کھانا کھا کر میں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ شام کو ہم سب گھر والے چچا جان سے ملنے ان کے گھر چلے گئے۔ میں نے چچا جان سے بھی عیدی وصول کی۔ رات کا کھانا بھی جان نے تیار کیا تھا۔ انھوں نے بہت مزے دار کھانا تیار کیا تھا۔ میں نے بیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ رات گئے ہم اپنے گھر واپس آ گئے۔ میں نے اس دن خوب سوچا۔

اساتذہ کرام کے لیے

- 1- طلبہ پر واضح کریں کہ اسلامی تہذیب میں عید الفطر کی اہمیت کیا ہے؟
جواب عید کے سنی خوشی و مسرت یا جشن کے ہیں یا خوشی کا وہ دن جو ہر بار ہوتی ہے۔ عید الفطر مسلمانوں کا خدائی تہوار ہے جو ہر سال نہایت عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار اسلامی اقدار و روایات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس تہوار سے جائز حدود کے اندر رہتے ہوئے خوشی و مسرت، سیر و تفریح اور شاں و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان تہواروں میں ہاتھ پیر اور غلو باتوں سے مکمل طور پر اجتناب کیا جاتا ہے۔ دوسری قومیں اپنے تہوار مناتے ہوئے اخلاقی قدروں کا لحاظ نہیں رکھتیں لیکن امت اسلامیہ اپنی مخصوص ذیلیات و اقدار کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے تہوار ایک انفرادی شاں سے مناتی ہے۔
- عید الفطر کا تہوار پورے عالم اسلام میں نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اس روز تمام مسلمان خواہ انھوں نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں، سب پناہ خوشی و مسرت کا سامان کر لے ہیں لیکن درحقیقت وہی لوگ عید کی خوشیاں منانے کے لیے وہ مستحق ہیں جنھوں نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ہوں۔ بہر حال عید الفطر ایک ایسا مذہبی تہوار ہے جس سے ہماری شکافت

آئینہ اردو لازمی 150 برائے جماعت دہم

- اور ہماری دینی زندگی نمایاں ہوتی ہے۔
- 2- طلبہ کو سمجھائیں کہ عید الفطر کے موقع پر فضول خرچی، بے جا نمود و نمائش اور دیگر غیر اسلامی طور طریقے، دینی تقاضوں کے خلاف ہیں۔
- جواب اسلام ایک صحت فطرت ہے۔ اس میں ہر کام اعتدال سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سالانہ تہوار رکھے ہیں۔ اس کے منانے کا طریقہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ دوسری قوموں میں بھی تہوار منانے کا رجحان پایا جاتا ہے لیکن اسلامی تہوار منانے کا طریقہ بہت اچھا ہے۔ اس میں بے جا نمود و نمائش نہیں کی جاتی۔ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ایک سچا مسلمان نہیں چاہتا کہ دوسرے کی دل آزاری کرے۔ اگر کوئی امیر شخص اپنی امارت کے اظہار کے لیے بڑے بڑے خرچ کرے اور اس سے اس کا مقصد یہ ہو کہ اس کا غریب بھائی مرعوب ہو تو یہ اس کے لیے بڑے گناہ کی بات ہے۔ کچھ لوگ خواہ مخواہ فضول خرچی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ ہماری زندگی کو سادگی کا نسوہ ہونا چاہیے کیوں کہ سادگی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو بہت پسند تھی۔ آپ ﷺ خود بھی سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی نصیحت کو بھی اس بات کی تاکید کی کہ سادہ اور صاف ستھری زندگی بسر کریں۔
- 3- طلبہ کو ڈاکٹر وحید قریشی کے علمی و ادبی مقام و مرتبے سے آگاہ کیا جائے۔
- جواب دیکھیے حالات زندگی

اہم معروضی سوالات

- متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے
- (الف) اردو شاعری کی حدود میں وسعت پیدا ہوئی۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو نازی	189	برائے جماعت دہم
(i) 1857ء کے بعد	(ii) 1890ء کے بعد	
(iii) 1947ء کے بعد	(iv) 1965ء کے بعد	
(ب) اردو شاعری کو وسیلہ پایا گیا۔		
(i) ذہنی احساسات کی ترجمانی کا	(ii) سانی احساسات کی ترجمانی کا	
(iii) ملی احساسات کی ترجمانی کا	(iv) معاشرتی احساسات کی ترجمانی کا	
(ج) علیچر حسن نظامی نے نوے لکھے۔		
(i) لکھنؤ کی برہادی کے	(ii) دلی کی برہادی کے	
(iii) آگرہ کی برہادی کے	(iv) بنگال کی برہادی کے	
(د) ”ہلال مید نازی“ نامی کتاب ہے ”نظم کا عنوان ہے:		
(i) موراہ الخلف حسین حالی کی	(ii) حفیظ جالندھری کی	
(iii) علامہ اقبال کی	(iv) عبدالمجید سالک کی	
(e) ”جنیت مید ناز“ نامی نظم ہے۔		
(i) حالی کی	(ii) اقبال کی	
(iii) طالب المآثر کی	(iv) خواجہ حسن نظامی کی	
(و) شہر لہور اور شہر لاہور کی کس پہری میں مید ناز کرنے کا ذکر کیا ہے:		
(i) سر سید احمد خاں نے	(ii) مولانا خاں نے	
(iii) عبدالمجید سالک نے	(iv) خواجہ حسن نظامی نے	
(ز) علامہ اقبال کو میدان کے چاند کی تصویر کشی پر مجبور کرتی ہے:		
(i) یاد غلی	(ii) یاد الہام	
(iii) یاد لندن	(iv) یاد جرنی	

www.do

com

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ نردولازی 162 برائے صراحت و ہم

(ج) نوشتیں جیسے لگیں:

(i) مندوں میں (ii) خاواہوں میں

(iii) مسجدوں میں (iv) مدرسوں میں

(ط) گروہوں پر آم آہ ہے:

(i) بارش کی (ii) آہمی کی

(iii) طوفان کی (iv) ہلالی عید کی

(ی) جزیرہ فکر ————— ہیں شد آج کے دن

(i) بچے (ii) یوزے

(iii) نوجوان (iv) مسلم



نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(i)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(iv)
(و)	(i)	(ز)	(ii)	(ح)	(iii)	(ط)	(iv)
(ط)	(i)	(ی)	(ii)	(ی)	(iii)	(ی)	(iv)

www.downloadclassnotes.com

مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

ب۔ تدریسی مقاصد

- ⑤ وقت کی اہمیت و احساس دلانا
- ⑤ لوگوں کے رویوں کی نشان دہی کرنا
- ⑤ دوستی کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو سامنے لانا
- ⑤ مختلف مواقع میں مختلف قسم کے رویوں کی نشان دہی کرنا
- ⑤ سجاد حیدر یلدرم کے اسلوب بیان سے واقفیت دلانا
- ⑤ جملہ اسلوب اور جملہ تعلیمی کی تکنیکی ٹھیک کے بارے میں بتانا

مصنف کے حالات زندگی

نام: سجاد حیدر ولد ست۔ خان بہادر سید جلال الدین حیدر چائے پیدائش: ننہور،

تاریخ پیدائش: 1880ء

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب کی نگرانی میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد وہ ایم۔ اے لا کا کالج میں داخل کیے گئے۔ یلدرم نے علیحدہ سے کا امتحان دیا تو انگریزی اور فارسی میں اچھا آباد یونیورسٹی میں اول آئے لیکن ریاضی میں ناکام ہو گئے۔ خدا خدا کر کے ریاضی میں پاس ہوئے۔ 1901ء میں بی۔ اے کا امتحان دیا اور صوبے بھر میں دوم رہے۔

یلدرم اردو افسانہ نگاری کے مشعل پرداروں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے ہم عصروں اور آنے والی نسل کو بھی اس روشنی میں ہی دیا ہے۔ یلدرم پہلے فکس ہیں

آئینہ اردو لاٹری 154 برائے جماعت دہم

جنھوں نے دوسری زبانوں کے افسانوں کو ترجمہ کر کے اردو ادب میں اضافہ کیا اور ترکی افسانوں کو اردو زبان میں اس سلیقے سے نقل کیا کہ اصل کی شاہی پیدا ہو گئی۔ چاد حیدر یلدرم نے اردو ادب میں "دب لطیف" کی بنیاد رکھی۔

قصائیف: یلدرم کے افسانوں اور مضامین کے مجموعے ہیں جن کے نام "خیالستان"، "ہول"، "حکایات و اسامات" ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے طویل اور مختصر ناول بھی لکھے جو زلیخہ، تر دوسری زبانوں سے ترجمہ کیے ہوئے ہیں۔ "زہرا"، "مطلوب حسیات" اور "آہستہ" مطلقاً ترکی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ترکی سے اردو میں ایک ارباب سے کا ترجمہ بھی کیا جس کا نام "جنگ و جدلی" ہے۔

وفات: چاد حیدر یلدرم نے 11 اور 12 اپریل 1943ء کی درمیانی شب دو بچے دفعتاً حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کیا اور انھیں لکھنؤ کے میٹل باغ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرکزی خیال

مصنف دوستوں کی موجودگی کو اپنے لیے نقصان دہ خیال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے اچھا تو وہ فقیر ہے جس کا کوئی دوست نہیں ہے کیوں کہ وہ وقت بے وقت تنگ نہیں رہتا۔ مصنف کے دوست احمد مراد، محمد حسین اور شاہ کو خال خالی عادتوں کے مالک ہیں اور مصنف سے ملنے وقت انھیں باتوں میں ایسا الجھاتے ہیں کہ بے چارے مصنف لکھے پڑھنے کا کام بالکل ہی سے نہیں کر سکتے۔ مصنف ان دوستوں سے عاجز آچکے ہیں اور ملاقات سے گریز کرتے ہیں کہ یہ لوگ وقت ضائع کرتے ہیں۔

اہم نکات

- | | | | |
|---|------------------------|---|-----------------------------|
| □ | فقیر کی مدد | □ | مصنف کا فقیر سے اپنا موازنہ |
| □ | بے تکلف دوستوں کی آمد | □ | گرم جوش مصافحہ |
| □ | بچوں کی بیماری کا رونا | □ | مقدمہ باز دوست |

آئینہ اورد لازمی	155	برائے جماعت دہم
۱۱ گاؤں کی فطرت	۱۲ دوست کے دوستوں سے ملاقات	
۱۳ بار بار پانا	۱۴ طبیعت کا اکتا پانا	
۱۵ دل جیسی سے کام نہ کر سکتا	۱۶ دوست کو ہراسہ کر کے واپس آنا	

خلاصہ

ایک دن دلی کے چاندنی چوک میں ایک فقیر پر نظر پڑی جو لوگوں سے اپنی حالت ناز عیاں کرتا جا رہا تھا۔ مجھے اس کی تقریر نے بہت متاثر کیا جو کچھ میں کہتی تھی۔ اسے بھائی! میں آئینہ کا تار سات بچوں کا باپ اور روٹیوں کو محتاج ہوں۔ ہر ایک سے اپنی مصیبت کہتا ہوں۔ میں بھیک نہیں مانگتا۔ بس میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے دل واپس چلا جاؤں کیوں کہ میں غریب اچھل ہوں۔ میرا کوئی دوست نہیں۔ خدا کے بندو! میری سنو۔ میں غریب الوطن ہوں۔ فقیر لا یہ کہتا اور قیامت پتا ہوا کہ میرے گھر میں لیکن میں نے اس سے اپنی حالت کا مقابلہ کیا تو کئی لمحہ سے اسے بھڑپایا۔ میں کام کرتا ہوں اور وہ مفت خوری، میں تعلیم دیتا ہوں اور وہ جاہل۔ میں غول لباس ہوں اور وہ بچے پرانے کپڑے پہنتا ہے۔ یہاں تک میں اس سے بہتر ہوں۔ اس سے آگے اس کی حالت مجھ سے اچھی ہے۔ اس کی صحت قابل رشک ہے اور میں رات دن گھر میں گزارتا ہوں۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جسے وہ مصیبت کہتا ہے وہی جی قسمت ہے یعنی اس کا کوئی دوست نہیں۔ اس بات پر اسے مبارک باد دیا جاوے۔ وہ اپنی مرضی سے رات کو آرام کر سکتا ہے مگر میں نہیں۔ وہ دن دھارے اپنا رو پیٹا لے جا سکتا ہے اور کوئی اس سے قرض نہیں مانگے گا۔ کوئی اس کو لپیٹے گا کہ اس کا وقت ضائع نہیں کرے گا۔ اسے کسی دوست کے خط کا جواب نہیں دینا پڑے گا۔ اگرچہ میرے دوست میرے غیر طلب ہیں مگر یہ مجھے فائدہ پہنچانے کی بجائے الٹا نقصان پہنچاتے ہیں۔

میرے بھڑپڑا دوست احمد مرزا ہیں جو دو منٹ پہلا نہیں جنتہ سکتے اس کا آنا "ندم" بھونپال یا قیامت سے کم نہیں ہوتا وہ دروہ نہیں کھٹکتا بلکہ آدمی کی طرح کرے میں داخل ہوتے ہیں "آہا" میں نے تمہیں پکڑی لیا مجھے جی خوش ہوتی ہے

آئینہ اردو لائبریری 156 برائے جماعت دہم

جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میرے ایک دوست مضمون نگار ہیں۔ بس ایک منٹ کے لیے تمہاری خیریت دریافت کرتا ہوں، وہ آتے ہی اس دور سے مصافحہ کرتے ہیں کہ اگلیاں دہ کرنے لگتی ہیں۔ میں دیر تک قلم نہیں بکڑ سکتا خیالات بھی کم ہر جاتے ہیں۔

دوسرے دوست محمد حسین ہیں جنہیں اپنے بال بچوں کی بیماری کے بارے میں محنت کے سوا اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ موسم کی خرابی کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ ہاں ٹھیک ہے چھوٹے بچے کو بخار آ گیا اور جھلی لڑکی کھانسی میں مبتلا ہے۔ سیاست کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ مگر بھر بھار چڑا ہو تو اشیاء پر سننے کی فرصت کہاں۔ کسی جلسہ میں جائیں تو بچوں کو ہمراہ لے جاتے ہیں اور بار بار ان کی بغض دیکھتے اور طبیعت کا حال پوچھتے ہیں۔

محمد شاکر صاحب مقدمہ باز دوست ہیں۔ ہمیشہ ریاست کے محکموں، فریق مخالف کی برائی اور مقدمہ جیتنے کی صودت میں ناچ کی تعریف کرنے کے علاوہ انہیں کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ یہ موضع سلیم پور کے رہنے والے اور انہیں قسم کے دوست ہیں ایک بار مجھے دھرار کر کے سلیم پور لے گئے اور کہا کہ شہر کے بنگالوں میں تم سے کیا خاک لکھ جائے گا۔ میں نے گاؤں میں محمد اے لیے ایک کراٹھوں کو کرا لیا ہے۔ کچھ دن گاؤں میں رو کر کھسو ناچار میں ان کے ساتھ سلیم پور چلا گیا کراٹھوں کو خاصہ دقت تھی جس کی ایک کڑکی پائیں باغ کی طرف کھلتی تھی اور حسین اور قریب منظر آنکھوں کے سامنے رہتا تھا۔ صبح کو ناشتے کے بعد کمرے میں جانے کے لیے اٹھا ہی تھا تو شاکر صاحب نے کہا کہ آج ہی لکھنا شروع نہ کر دینا تھوڑی بہت تفریح بھی ضروری ہے۔ آج دیر پا چھل کا شکار بھی ہیں کے اور پھر دو میل کے فاصلے پر احمد نگر کے رئیس طالب علی صاحب سے آپ کی ملاقات کرائیں گے۔ میرا ہاتھ ٹھنکا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو مجھے یہاں بھی سکون سے لکھنا فہم ہے : ہوا میں جلدی سے اٹھ کر کمرے میں آیا اور لکھنے کے سلمان کا حائرہ لیا۔ چاندنی کی دوات میں روشنائی لٹک تھی۔ قلم تیار اور قیمتی تھے لیکن من میں بے عجب بہر حال میں نے لکھنے کا پُرانا سامان نکالا اور لکھنا شروع کیا اتنے میں کڑکی سے باہر نکلنے کی دھت پر سرکان خوشنوا نے شور مچا کر شروع کر دیا۔ تاہم میں اپنے کام میں مشغول رہا۔

اساں تک تن تن اور چمن چمن کی آواز آتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاکر صاحب کے چوٹے بھائی سار سے شوق فرما رہے ہیں۔ آدھ گھنٹا انھوں نے سہیلی کی مشق خرائی اور ہرے خیالات ہرے ذہن سے نکل گئے۔ میں محویت میں اپنے اصل محلے لکھنے کی بجائے وہ جیسے لکھ گیا جو شاکر صاحب کے دوست نے ان سے کہے تھے۔ میں لکھنے کی کوشش میں مصروف تھا کہ شاکر خاں کے ملازم ھمن نے دروازہ کھٹکھٹایا اور دوست کا پیغام دیا کہ وہ مجھے راجا طالب علی صاحب سے ملوانا چاہتے ہیں۔ میں نے سب کچھ چھوڑ پھاڑ کر طالب علی صاحب سے ملا اور کچھ دیر کے بعد اپنے کمرے میں آجھڑیا پیٹھائی تھا کہ ھمن نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا کہ ایک اور صاحب سے تعارف کروانا ضروری ہے۔ میری حالت اس مری گھوڑے کی سی ہوگئی جسے میزبان سے حال ہی میں خریدا ہوا اور اطمینان سے تنگوار کر ہر کسی کو دکھاتا پھرے بہر حال میں بھاگ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ خیالات عاتق ہو گئے تھے۔ طبیعت اچھا ہوگئی تھی۔ چند منٹ کچھ کھا کر دروازے پر ہلکا دستک ہوگئی۔ ھمن نے بتایا کہ کھانا تیار ہے اس نے بار بار دستک دے کر زور دیا کہ کھانا ابھی کھائیں ورنہ ٹھنڈا ہو کر بدحوہ ہو جائے گا۔ اکتا کر ھمن سے کہا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ باپ کو کھانے کے لیے میزبان کے پاس پہنچا تو میزبان نے نہایت اخلاق سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پر مسکین کے آنکار لگائیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کافی کچھ کھا ہے میں نے کہا تھا کہ شہر میں بھوکم سے زیادہ نہیں کھایا جائے گا میں آسنا و صاف کھانے کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

اب کھانے کے لیے اصرار ہوتا ہے۔ کھانا کھا کر واپس آیا وہ خیالات جمع کرنے شروع کیے مگر دروغ الفاظ سے خالی تھا۔ اسی اثنا میں نیند آگئی۔ تیرے چہرہ پر کراہٹ تو دماغ تو تیز تھا۔ ابھی لکھنا ہی چاہتا تھا کہ نوکر نے اطلاع دی کہ صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ گئے۔ شام کو واپس آیا۔ رات کو دیکھا کہ سارے دن میں صرف ایک ہی خط لکھ پایا تھا اور وہ بھی بے ربط اور بے سلسلہ۔ اس میں اپنے میزبان کو مبارکبادیں دیں۔ اس کے علاوہ بھی احباب کی ایک فہرست ہونے والی لہرست ہے جو گاہے گاہے ہمدردی بنانے کہتے ہیں مگر اصل میں میرا نقصان کرتے ہیں۔ میں

ان سے صاف صاف کہتا ہوں

م مجھ پہ اسماں جو نہ کرتے تو یہ اسماں ہوتا

مضمون پر تبصرہ

اس مضمون میں مصنف نے ہمارے معاشرتی رویوں کی خوب عکاسی کی ہے۔ دوستی معاشرتی اقدار کا ایک حصہ ہے لیکن اکثر دوست ایسے ہیں جو وقت بے وقت آپٹے ہیں اور بلاوجہ خوش گپیوں میں وقت برباد کر دیتے ہیں حالانکہ وقت ذہن کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ بے شک تفریح اور فنی مذاق بھی زندگی کا ایک حصہ ہے لیکن اس کی کوئی حد ہونی چاہیے۔ بے اوقات بہت ضروری کام کرنا ہوتا ہے لیکن دوست کچھ اسی طرح فعل اعمار ہو جاتے ہیں کہ وہ دن اور وقت دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ مصنف نے یہ سبق دیا ہے کہ دوستی انہی چیز ہے لیکن خیر ہی ہے کہ دوسروں کے کام اور وقت کا احساس کیا جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سوڑ	اثر والا	بچے خیالی	بے شری
حالت زار	نہری حالت	صورت مسخ کر دینا	غلیہ بگاڑ دینا
ہسکا	تقریر	صد	آواز
فنی مقصد	کالم	لفظ بہ لفظ	کامل طور پر
بد نصیب	نہری قسمت والا	آفت کا ارا	مصیبت میں مبتلا
قاج	عاجت مند	غریب وطن	مسافر، پر دینی
خبرات	بھیک، بخشش	توب	جہاں

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی	159	برائے جماعت دہم
امور	امر کی حج کام	بغیر بیویوں کے کھانا
پیشہ	انہد منور	کلی کتا
رنگ	طر	رونا
بشاشت	تازگی	ظاہر
سرعت	نا اسیدی	اجبی قسمت والا
قول	کئی ہول بات	درست
تجربہ	تجائی	قلم بند کرنا
دانش	تعلق ۲۲۰	جیب کی جمع حدت
مجموع	تکثیف	لکھی ہوئی کتاب
رنگ	ہٹا کتا	صحت مند، نکرست
تکثیف و نزار	کمزور، نوجوان پلا	نہ ہے
دوہ	شکل	بھلائی چاہنے والے
نظرین	نظرت	بہت بڑا گروہ
چنے ہوتا	کم ہوتا	قرارداد
پہلو کا کاٹا لکنا	تکلیف جاتی رہتا۔ مسئلہ حل ہو جاتا	رضا
اعترافی	مان لینا، اقرار کرنا	دہم و گمان
خاطر مدارات	خاطر تواضع	ہر
سرکار	تعلق	بچاؤ کھا کر کرنا
		ہو کر کر پڑنا

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

ہماری جماعت دہم

150

آئینہ آرزو لازی

دست	کھن	مواقی نہ ہونا	راں نہ آنا
پلو کا کاٹنا نکل جاا	تکلیف جاتی رہی۔ مسائل ہو جانا	ہمکاران	بیک باکتے والی
لوڑی	نوکرائی	چوپائے	جانور
طیرا	برسات کے دنوں میں پھروں سے پیدا ہونے والی ہ	مہر کی نور کہارن	گھر کے نوکر
کھا	تا ہے یا شکل کا کھک مکا کھڑا مگر	مقوس	مناسب
فقدت	لوگ	بچکا نہ بیٹھا	آرام سے نہ بیٹھا
بھونچال	زلزلہ	کھکھٹا	دستک دینا
خرج کرنا	تھمان بیٹھا	مضمون نکر	مضمون لکھنے والا
جوش	جدب	مضمون نہ ہونا	موضوع نہ ہونا
پائیکس	سیاست	لڑکچڑ	ادب
مضرت	خدر	لحست	برائی
تھملہ	راتھ ساتھ	قصویت	فاس طہ سے
سوز	عزت والے	نیاقت	قابلیت
تعارف پیدا کرنا	ہاں پہچان پیدا کرنا	امرا	امیر کی حج
شایدن شان	شان کے مطابق	امرار	خدا کر کے
شروع و شغف	شور و غل	آراستہ کرنا	ہا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینے اُردو لازمی 161 برائے جامعہ دہم

سہیا	سوچو	محبت آئینہ	محبت اور شفقت سے بھرا ہوا
پائیں باغ	گھر کے پچھاڑے جو باغ ہو	دل فریب	دل کو بھانے والا
بچوں	قدرتی	غصب کرتا	زیادتی کرتا
سینٹری	سنگر	سلف افغانا	مزد لینا
پتھر کا	کسی کام کی پہنچائی میں کے حلق پہلے سے ہو جاتا	ٹھکنا	رک چلا ٹھہر جانا
میلے	پتھر کا	یکسوئی	تجائی و فراغت
گناؤ کیرہ	بیت پرست	تاب	بیت قیمتی
جاذب کاغذ	سہاوی چس	پتھر کا خوش نوا	اچھی آواز میں چھپنے والے پتھر
رطب اللسان	بیت تعریف کرنے والا مدح	مہربانی	مہربانی
بمدق	سب کا سب	مطلول	مطلول
بادن خواستہ	دل نہ چاہتے ہوئے	یکسو	پوری خواہش
عربی گودا	گھوڑے کی اعلیٰ نس	اصطیل	گھوڑے کے رے کی
نبوت پانا	رہائی پانا	از سر نو	نئے سرے سے
طبیعت اپٹ ہوتا	طبیعت اکٹا پانا	بہتر وقت	بڑی مشکل سے

اہم اقتباسات کی تشریح

مثنیٰ کا حوالہ (الف) مضمون کا نام مجھے میرے دوستوں سے پتا

حل الوقت

تصنیف: کسی کوئی کتاب۔ خواہ مخواہ۔ بلاوجہ۔ ریلوے۔ تمبر، تحریر۔ تعجب حیران۔

آئیے اردو لائبریری سے ملے جہاں ہم

163

ہنا کی سحرست، صحت مند۔ صحیفہ و نثر کزور، دہلا پٹا، نعمت انعام
سیاق و سباق

مصنف اپنے بے تکلف دوستوں سے تالیاں ہے جو بظاہر تو ظلوں جوتے ہیں
مگر درحقیقت ان کی وجہ سے مصنف کا نقصان ہوتا ہے۔ ایک دن مصنف نے
ہانڈی چوک میں ایک فقیر کو مدد کرتے سنا جو یہ کہہ رہا تھا کہ میں غریب
اوطمن ہوں اور میرا کوئی راست نہیں۔ میں آلت کا، داسات بچوں کا باپ
ہوں۔ میری کچھ مدد کرو۔ مصنف نے اپنی اور فقیر کی حالت کا موازنہ کیا۔ کچھ
چیزیں میں مصنف فقیر سے بہتر تھا جیسے فقیر نے اپنے پرے کپڑے پہنے ہوئے
تھے۔ مصنف کا لباس عمدہ قسم کا تھا۔ مصنف تعلیم یافتہ تھا اور فقیر جاہل۔
مصنف کے روزی کھانا تھا جب کہ فقیر مفت خوری کرتا تھا۔ یہاں تک
تو مصنف فقیر سے بہتر حالت میں تھا لیکن اس سے آگے فقیر کی حالت مصنف
سے کہیں زیادہ تھی۔ فقیر کی صحت کھلی رنگ تھی جب کہ مصنف دس
رات لگر مند رہنے کی وجہ سے بچھڑا ہوا تھا۔ مصنف اپنے دوستوں کے
اتھوں پریشان تھا جب کہ فقیر کو کوئی دوست ہی نہیں تھا، جو اسے وقت سے
وقت پریشان کرتا۔

تشریح

مصنف کہتا ہے کہ میں نے فقیر کو دیکھا اور اس کا اپنی حالت سے موازنہ کیا تو
مجھے فقیر پر رشک آیا کہ اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ وہ جو پیسے بچکے مالک کر
حاصل کرتا ہے وہ اس کی ٹھیکیت ہوتے ہیں۔ کوئی اس کے پاس آکر پیسے نہیں
کہتا کہ میں تمہارا بہت پراں دوست ہوں اور اس دوستی کو نبھاتے ہوئے پھر
مدد کرو۔ اس وقت مجھے پیسوں کی ضرورت ہے، مجھے تمہارا سارو پیسہ بلور قرعہ
دے دو۔ اس کا کوئی دوست ہی نہیں تھا تو اس سے قرض کون مانگتا۔ وہ اپنی
مرضی سے اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا کوئی دوست نہیں ہے جو اسے وقت

تکینہ آردو لازمی 164 برائے جماعت دہم

بے وقت کسی دعوت یا جیلے میں کھینچ کر لے جائے۔ جیسے ہی اسے نیند آتی ہوگی
وہ سو جاتا ہوگا۔ اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوتا ہو گا کہ اسے نیند آتی ہو اور
یار دوست اس کے پاس بیٹھے اسے لٹائی ہی نہاتے چار پہ اوں اور اٹھنے کا نام
ہی نہ لیں۔ وہ ایسی باتوں سے دور رہے کیوں کہ اس کا کوئی دوست ہی نہیں تھا۔
معتف اس لحاظ سے بھی فقیہ کو اپنے آپ سے بہتر سمجھتا ہے کہ فقیر کو اپنے کسی
دوست کی لکھی ہوئی کتاب نہیں پڑھنا پڑی اور نہ ہی کسی کتاب پر کوئی تبصرہ کرنا
پڑتا ہے۔ اس کے دوست ہی نہیں تھے کہ وہ ان سے ملاقات کے لیے جاتا۔
اس طرح وہ آزاد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فقیر بننا کتا اور چلے رکھ صحت کا
مالک تھا جب کہ میں ایک دہلا ہٹلا اور کروڑ سا انسان تھا۔ اے اللہ! کیا وہ اس
بات پر بھی فخر ادا نہیں کرتا کہ اس کے دوست نہیں ہیں۔ معلوم نہیں وہ اور کس
فخر کی نعم کا مستحق نہیں

تبصرہ

سجاد حیدر یلدرم نے بڑے طریقہ اچھا لکھا ہے دوستوں کے رویوں کی عکاسی
کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا فقیہ جس کا کوئی دوست نہیں، مجھ سے بہتر ہے کیوں کہ
وہ اپنی مرضی سے اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ اسے دوسروں کا پھندہ نہیں ہونا پڑتا، جب کہ
میری زندگی میرے دوستوں کی پارہ ہے۔ جب میرا آرام ٹھیک نہ ہو چاہتا ہے تو کوئی
نہ کوئی دوست آجھلکا ہے۔ مجھے مرونا اسے وقت دینا پڑتا ہے۔ اس طرح میرا کال حرج
ہوتا ہے۔ ایک فقیر اپنی مرضی سے سو، جاگتا، اٹھتا، بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اس طرح وہ
مجھ سے بد چھا بہتر ہے۔

پروگرام 2. باؤں درخواست میں _____ میں لکھ رہا تھا۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام مجھے میرے دوستوں سے پتہ
(ب) معتف کا نام: سجاد حیدر یلدرم

حل لغت

بادل تاخراست ناچاچے ہوئے، مرضی کے خلاف۔ تصادف جان پہچان یک
سو کھل طور پر، پرے دھیان سے۔ شل مثل۔ اسطبل وہ جگہ جہاں
گھوڑے رکھے جاتے ہیں۔ نجات پا کر رہائی پا کر، چھوٹ کر۔ از سر نو
سر سے سے۔ طبیعت اچاٹ ہو جانا اُکھ جانا۔ پہ ہزار وقت بڑی مشکل سے

سیاق و سباق

مصنف کے ایک دوست شاکر علی سلیم پر کے رئیس ہیں۔ انھیں ادب سے بہت
لگاؤ ہے، انکس ادب سے زیادہ وہ ادیبوں سے میل ملاقات میں خوش رہتے ہیں۔ وہ
مصنف و اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے گئے تاکہ مصنف گاؤں کی کھلی فضا میں اطمینان کے
ساتھ تخلیقی کام کر سکے، مگر مصنف وہاں پر کوئی کام نہ کر پلا کیوں کہ وقت بے وقت
میزبان اپنے کسی نہ کسی دوست کو بلا لیتے اور مصنف سے اس کی جان پہچان کر دیتے۔
اس طرح مصنف نے وقت کا بھی خرچ کرنا اور اس کے خیالات بھی آپس میں گدھ ہو
جاتے اور وقت پر نقرے ہی نہ سوچتے۔

تشریح

مصنف اپنے گھر سے میں بیٹھا اپنے خیالات کو جیت کر ہی رہا تھا کہ کسی نے
دروازہ پر دھک دی۔ مصنف نے پوچھا ”بہن کی کون سے“ ”ابتر جتنے تو جاؤ گئی سرکار“
میں حش ہوں، تھوڑی دیر سے یہ نیچے آ جائیں، کوئی صاحب آئے ہیں اور ہمارے۔
صاحب چاہتے ہیں کہ آپ ان صاحب سے ملاقات کر لیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھ
اپنا کام اور اورا چھوڑ کر نیچے آ گیا۔ نیچے ٹاٹر صاحب نے دوست و اچھا طالب علی
ہوئے تھے۔ میری اس سے جان پہچان کروائی تھی۔ میں کچھ دیر بیٹھا ان سے باتیں کرتے
رہا۔ تھوڑی دیر بعد راجہ طالب علی صاحب واپس چلے گئے اور مجھے بھی (صحت لی۔ میں

اپنے کمرے میں واپس آیا اور پوری توجہ سے لکھنا شروع کیا۔ مجھے لگنے ہوئے تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ دشمن نے پھر دروازے پر دستک دی۔ اس کی رہائی مجھے پتا چلا کہ پھر میرا جادو آیا ہے۔ ہمارے مہربان کے کوئی اور دوست تشریف لائے ہیں اور میں انہیں دکھایا جاؤں گا۔ گویا میری مثال اس عربی ٹھوڑے جیسے تھی جسے مہربان نے ابھی ابھی خریدا ہو اور جو ہر دوست کو اصطبل سے منگوا کر دکھایا جاتا ہو۔ کسی نہ کسی طرح شا کر صاحب کے اس دوست سے بھی رہائی پائی اور اپنے کمرے میں آ گیا، مگر اب میں جو لکھنا چاہتا تھا وہ لکھ نہیں پا رہا تھا کیوں کہ میرے خیالات ہی ذہن سے نکل گئے تھے۔ مجھے نئے سرے سے فقرہ طے پلے اس بات سے میرا دل اکٹا گیا۔ بڑی دشواری کے بعد دوبارہ بیٹھا اور لکھنے کا کام شروع کیا۔ میں بار میری خوش قسمتی نے میرا ساتھ دیا اور مجھے کام کرنے کے لیے آدھا گھنٹا مل گیا۔ یہ آدھ گھنٹا اب تھا جس کے دوران میں کوئی مجھ سے ملے نہیں آیا۔ چاروں طرف سکون اور خاموشی تھی، یہی وجہ ہے کہ میرا قلم ایسے عالم میں بڑی تیزی سے لکھ رہا تھا۔

تہصرہ

مصنف اپنے دوست کا دل رکھنے کے لیے اس کے ساتھ گاؤں آ گیا کہ گاؤں کی کھلی مٹھی میں ایک سولی سے کام ہوتا ہے گا مگر یہ اس کی کام خیالی تھی۔ شا کر صاحب تو ادب سے زیادہ ادبی لوگوں سے ملنے کا شوق رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ میرے دوست بھی جان لیں کہ کتنے زیادہ ادیبوں سے میری جان بچان ہے۔ وہ اپنے ہر دوست کو بتاتے اور مصنف سے اس کا تعارف کرواتے، جس کی وجہ سے مصنف ایک سوچا کر لکھی نہ سکا۔ اصل میں مصنف کہتا چاہتا ہے کہ اگر انسان کسی دوسرے کا پند ہو تو اس سے کوئی کام خاطر خواہ طور پر انجام نہیں پاسکتا۔

بہار گراف 3 یہ کہہ کے وہ نہایت خشان نہ کرتے۔

مثن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام مجھے میرے دوستوں سے پتا

(ب) مصنف کا نام کا جدید پند

عمل لغت

مصلو کرنا ہاتھ داتا جوش ہند۔۔ بٹیرہ الگ۔ تاہم مکر

سیاق و سباق

سجاد میریلدرم اپنے بے تکلف دوستوں کی بہت فرماتے ہیں کہ میرے بے تکلف دوست اس وقت میرے پاس آتے ہیں جب یا تو میرے کام کا وقت ہوتا ہے یا پھر میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے ایک دوست کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ وہ میرے لمبا بے تکلف دوست ہیں۔ اسے بے تکلف ہیں کہ گھر آنے کے لیے دروازہ کھٹکھٹانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ سڑی کی طرح گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ آئے ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ میری وجہ سے اپنا کھانا بند مت کر۔ ان کی چند منٹ کی آمد ہی کسی بیوی بچال سے کم نہیں۔ محل میں مصنف کا موڈ لکھنے کا ہوتا ہے مگر شہر غل کی وجہ سے ان کے خیالات بھترتا نہیں جو پانچ لکھ پڑوں لکھنے کی رفتار میں کی آ جاتی ہے۔

تشریح

مصنف کے دوست احمد مرزا جب مصنف سے ملنے کے لیے آتے ہیں تو ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے ہوائے کھوڑے پر سوار ہوں۔ آنے ہی بلاق محبت کے ساتھ مصنف سے بات مالتے ہیں۔ گرم جوشی دکھانے کے لیے وہ مصنف کے ہاتھ کو اس قدر زار سے دباتے ہیں کہ مصنف کی انگلیوں میں درد ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ مصنف نے لیے قلم پکڑنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ قلم جو مصنف کا ذرا خراب ہے۔ دوست تو بے عمل دکھائے کے لیے شہر جذبہ کا اکھاڑ کرتے ہیں مگر جذبات کا یہ بہاؤ دوسرے کے لیے جان بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف کے لیے ایک نقصان وہ بات یہ ہوتی ہے کہ لکھنے کے لیے ذہن میں جو خیالات ہوتے ہیں وہ ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ نتیجہ کی کوشش کی جائے مگر وہ خیالات دوبارہ نہیں جیتے۔ یہ بھی ایک طرف کا نقصان ہے۔ کہنے کو تو مصنف کے دوست ان کے پاس ایک منٹ سے زیادہ نہیں ٹھہرتے مگر اس ایک

آئینہ اردو تلاشی 168 برائے محاممت دہم

منٹ میں بھی وہ سب کام ہو جاتا ہے جو گھنٹوں میں ہوتا چاہیے یعنی جو خیالات گھنٹوں میں مصنف کے ذہن میں آتے ہیں وہ ایک منٹ میں عائب ہو جاتے ہیں اور پھر ان خیالات کو دوبارہ جمع کر کے میں گھنٹوں تک جاتے ہیں۔

تبصرہ

اس پیرا گراف میں بتایا گیا ہے کہ دوست تو بے تکلفی کا اظہار کرتے ہیں لیکن حقیقی کیا ہے بے تکلفی بعض اوقات دوسروں کے لیے پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لیے ترجمہ جوشی بھی ایک خاص حد تک سی دکھائی چاہیے۔

پیرا گراف ۴: ایک مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے۔ خوشی کرو۔

مقن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ
(ب) مصنف کا نام جادو حیدر یلدرم

حل لغت

امرار ضد۔ شور و شغب شوق۔ مضمون نگاری مضمون نگار۔ آرمست کرنا سنا۔ سپاہی ہونا موجود ہونا۔

سیاق و سباق

صاحب مضمون اپنے ایک بے تکلف دوست کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے یہ دوست جس کا نام محمد شاکر خاں ہے، مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہ علم پر کے ایک محرم دوست ہیں۔ کافی اوقات مدد بھی ہیں۔ انھیں اپنی کتابیں پڑھنے کا شوق ہے۔ شوق نہیں جتنا انہوں نے ملنے کا ہے۔ کسی نہ کسی بیانے وہ اپنے لویب دوستوں کو اپنے ہاں ہواتے، جے میں وہ پڑے گاؤں کے لوگوں سے اس کا تعارف کرداتے ہیں۔ مجھے بھی انھوں نے اپنے ہاں آئے کی دعوت دی اور میرے سبب انھوں نے اپنی بھی کا ایک کرا بھی خلی اردو دی۔ وہ مختلف جیسے بہانوں سے مجھے اپنے دوستوں سے ملوانے

گئے۔ ہوں میں ٹھیک طرح سے کام نہ کر پاتا مگر مروجہ خاموش رہتا۔ میرے لکھنے کے
کمرے میں لکھنے کا قیمتی سامان تو موجود تھا مگر وہ قابل استعمال نہ تھا۔

تشریح

سجاد حیدر ہیدرم اپنے دوستوں کی بابت غماز خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
میرے ایک دوست ایسے ہیں جن کا میں خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ شاکر
مسلم ہیں۔ ایک دلہ وہ میرے پاس تشریف لائے اور بہت ضد کر کے مجھے اپنے
ساتھ لپٹے گاؤں سلیم پور لے گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ شہر میں رات دن شورغل رہتا ہے۔
اپنے شورغل سے طبیعت اچانک ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ گاؤں کی کھلی فضا میں رہو گے تو
آپ ہوا جھڑپ ہونے سے آپ کی صحت پر خوش گوار اثر پڑے گا اور گاؤں کی فضا
مضمون لکھنے کے لیے بھی بڑی سازگار ہے۔ گاؤں میں وہ کرنا زیادہ تسلی سے لکھنے کا کام کر
سکو گے۔ مزید کہنے لگے کہ میں نے اپنی کوشش کا ایک کرا خاص طور پر تمہارے استعمال
کے لیے تیار کرایا ہے اس کمرے میں لکھنے پڑھنے کا سب سامان موجود ہے۔ کچھ دن
میرے پاس رہو پھر واپس چلے آؤ۔ اس بات سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ دوست ہوئے
کے ناتے قصص میری خوشی کا ذیل کرنا چاہیے

تبصرہ

اس ہر اُکراف میں مسلم مضمون نے بتایا ہے کہ کچھ دوست ایسے ہوتے ہیں
جن پر برا مان ہوتا ہے۔ ان کی فرمائش کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی مرضی کے خلاف بھی ان
کی بات ماننا پڑتی ہے۔

ہر اُکراف: میں ہلدی سے اٹھ کر — میرے کام کا نہیں۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام مجھے میرے دوستوں سے پچا
(ب) مصنف کا نام سجاد حیدر ہیدرم

حل لغت

غور سے دھیان سے۔ کام دار ایسا کپڑا جس پر سلسلہ سارے سے کام کیا گیا ہو۔ گناہ کبیرہ بہت بڑا گناہ۔ ناؤب نہ ملے والا مراد بہت قیمتی۔ بخار غائب۔ جاذب جذب کرنے والا۔ بیش قیمت زیادہ قیمت والا۔ اعلیٰ درجے کا محمد

سیاق و سباق

مصنف اپنے دوستوں سے اس لیے ناراض ہیں کہ وہ وقت بے وقت آنکھتے ہیں اور تصنیف و تالیف کے کام میں غفلت پڑتا ہے۔ ایک دوست احمد مرزا ہیں جنہیں بجز بھڑیا دوست کا نام رہا ہے۔ اس کا آقا کسی بھونچال سے تم نہیں ہوتا۔ دو دن سے پڑھاں ہاتھ مارتے ہیں جیسے کوئی گولا آکر لگا ہو۔ دو وقتے ہیں تو غلاب ساتھ لاتے ہیں۔ دوسرے دوست محمد حسین ہیں۔ یہ عیال دار ہیں۔ شب آتے ہیں تو افراد خانہ کی پیاری کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور دماغ پانتے ہیں۔ تیسرے مقدم باز دوست ہیں۔ انہیں ریاستی جگروں سے فرصت نہیں ملتی۔ ان کا نام شاکر خاں ہے۔ آتے ہیں تو مقدمات کا ذکر بھیر دیتے ہیں۔ شاکر خاں نے مصنف کو اپنے ہاں موضع سلیم پور میں آنے کی دعوت اس لیے دی کہ وہاں کچھ دن آرام اور دلچسپی سے تصنیف و تالیف کا کام ہوسکے گا۔ مصنف دعوت قبول کر کے سلیم پور چلا جاتا ہے مگر وہاں مصنف کو مکون کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ پہلے دن تو محل کی کاٹھک کھلا۔ اس کے بعد شاکر خاں نے احمد نگر کے رئیس سے طمان چاہا۔ مصنف کو یقین ہو گیا کہ گاؤں پہنچ کر بھی مکہ کا سانس لینا نصیب نہ ہوگا۔

تشریح

مصنف کو یقین ہو گیا کہ یہاں بھی فرصت کی گھڑی نصیب نہ ہوگی۔ بھروسہ وہ سلیم پور میں شاکر خاں کی دساعت سے ملنے والے کمرے میں آ گیا اور میز پر رکھے ہوئے سامان کا بغور جائزہ لینے لگا۔ شاکر خاں نے یہ میز کھینچ پڑھنے کے لیے سجائی

تھی۔ میرے نہایت قیمتی کپڑا ہوا تھا کہ ایسے خوب صورت کپڑے پر سیاہی کا ایک قطرہ
گرانا بہت بڑا گناہ تھا۔ میرے چامڑی کی دوات رکھی تھی مگر اس کی روشنائی سوکھی ہوئی۔
ہوں لگتا تھا کہ دوات کو مدت سے سٹھوں نہیں کیا گیا۔ اگر بڑی غم موجود تھے اور خاصے
قیمتی بھی تھے۔ لیکن سٹل میں نہ جھیں تھے۔ عقلی جلد ہی ایک کتاب میں سیاہی جس کاغذ
رکھا تھا لیکن سادہ کاغذ موجود نہ تھے جن پر کوئی مضمون وغیرہ لکھا جاسکتا۔ اس کے علاوہ
پیر پر اور بھی کئی چیزیں بڑی تھیں لیکن اکثر معصوف کے کام کی نہیں تھیں۔ بے چارہ
معصوف بہت دلبرداشتہ ہوا اور آخر اپنے ہی سامان سے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا۔

تہرہ

اس بچے اگلاٹھ میں صاحب مضمون نے بتایا ہے کہ اس کے دوست نے اس
کے لیے قیمتی چیزیں تو بھرا کر دیں لیکن انکی چیزوں کی امداد میرے نزدیک کچھ نہیں
کیوں کہ وہ قابل استعمال نہیں ہیں۔ چیزوں کا قیمتی ہونا ضروری نہیں بلکہ چیزوں کی
افادیت اس میں ہے کہ وہ استعمال کے قابل ہوں۔ ہم تو اس میں سب نہیں سمجھتے
دوات موجود تھی مگر اس کی سیاہی خراب ہو چکی تھی یعنی قابل استعمال نہیں تھی۔ عموماً ہم کا
سیاہی جذب کرنے والا کاغذ تو موجود تھا مگر لکھنے کا کاغذ مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

حل مشقی سوالات

1۔ ممبروں ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے۔

(الف) چاندنی چوک میں فقیر کی تقریر کا لہجہ کہاں کا تھا؟

جواب چاندنی چوک میں سے گزرنے والے فقیر کی تقریر کا لہجہ کہاں کا تھا؟

مسلمان بھائیوں میں آؤت کا دارا ساسات بچوں کا باپ ہوں۔ میں محتاج ہوں تو

غریب وطن ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔ میرا

کوئی دوست نہیں۔ میری سٹو میں پردہسی ہوں۔

آئینہ اردو لازمی 172 برائے جماعت دہم

- (ب) مصنف پر اس فقیر نے کیا اثر کیا؟
 جواب مصنف نے جب اپنی حالت کا مقابلہ فقیر سے کیا تو اس کی مصائب میں فقیر کو اپنے آپ سے بہرہ پہنچا۔ مصنف سمجھتا تھا کہ فقیر کا کوئی دوست نہ ہوگا اس کے حق میں نصرت ہے۔ اس بات پر تو فقیر کو مبارکباد دینی پڑی ہے۔
- (ج) مصنف کو اپنے بے تکلف دوست بھڑکھڑ سے کیا شکایت ہے؟
 جواب مصنف کو اپنے دوست احمد مرزا، جسے وہ بھڑکھڑ دوست کہتے ہیں سے یہ شکایت ہے کہ جب وہ مصنف سے ملاقات کے لیے آتے ہیں تو خوب شور مچاتے ہوئے آتے ہیں۔ ججیں اس پر پتہ کرتے ہیں۔ طوفان کی طرح ہازل ہوتے ہیں۔ شور کے ساتھ دروازہ کھولتے ہیں۔ خیریت پوچھتے ہیں۔ اسی ملاقات کے ساتھ مصنف کو آتے ہیں کہ اگلیاں دروازے پر لگی ہیں۔ حراج پوچھنے کے ساتھ ہی وہی تیزی سے دفعہ سے دوہاتے ہیں کہیں کہ وہ مصنف کا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے مگر اس ایک منٹ میں بھی مصنف کے حیات کی تسکون کے لیے اڑ جاتے ہیں۔
- (د) جو حسین کی مہنگو کا محور کیا ہوتا ہے؟
 جواب مہر حسین کی مہنگو کا محور ان کے بال مہنگے ہونے کی باری ہوتا ہے۔ ان کو سوائے اپنے بیوی بچوں کی باری کے اور کوئی مضمون نہیں۔ مصنف کہتا ہے کہ میں سخی کی کوشش کیوں نہ کر لوں کہ حسین صاحب کوئی اور موضوع چھیڑیں مگر ان کی مہنگو کا محور صرف ان کے اپنے باری ہی ہوتے ہیں۔
- (ه) مصنف کے کون سے دوست ادب کے زیادہ ولہادہ ہیں؟
 جواب مصنف کے دوست شاعر خاں صاحب جو موضع سلیم پور کے رہنے والے اور مطلع 4 میں نہایت مہرز آدمی ہیں، ادب کے زیادہ ماندار ہیں۔
- 2۔ سبق کے متن کو مد نظر رکھ کر دوست جواب پر نکات (✓) لکھیں:
 (الف) آفت کا مارا فقیر کتنے بچوں کا باپ تھا
 (ب) تین (1) بچی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 174 برائے جماعت دہم

- (ب) معص نے کس مصیبت کو فقیر کے لیے لغت تصور کیا ہے؟
(i) روٹی کی کمی (ii) دوست نہ ہونا
(iii) غریب، لالچی (iv) بیکہ نہ ہونا
(ج) معص نے کس دوست کو بڑا بڑا دوست کہا ہے؟
(i) محمد حسین (ii) احمد مرزا
(iii) قرض خواہ دوست (iv) مقدس ہاؤس دوست
(د) شاکر صاحب معص کو لے گئے۔
(i) سلیم پور (ii) روٹی
(iii) بے پور (iv) شاہ پور
(ه) معص کا دوست زیادہ ہے غلط اور شور مچانے والا ہے۔
(i) احمد مرزا (ii) شاکر صاحب
(iii) قرض خواہ دوست (iv) محمد حسین
(و) معص کا دوست انھیں راجا صاحب سے ملوانے کہاں لے جانا چاہتے تھے؟
(i) جام نگر (ii) احمد نگر
(iii) ان آباد (iv) احمد آباد
(ز) معص جس کمرے میں پورائے معے اس کی کھڑکی کتنی تھی۔
(i) بارہا میں (ii) گھٹیل میدان کی طرف
(iii) پانچ بارہا میں (iv) بھٹائی کی سمت

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(i)	(ج)	(ii)	(د)	(i)
(و)	(i)	(ه)	(iv)	(ز)	(ii)	(ح)	(i)

3۔ متن کی روشنی میں درست لفظ چن کر خالی جگہ پُر کیجیے۔

(الف) چاندنی چوک میں صد لگانے والا فقیر _____ تھا۔
(بھوکا، بچا، غریب، الوٹل)

آئینہ اُردو لائبریری 174 برائے جماعت دہم

- (ب) احمد مرزا کی فطرت ہے کہ وہ —————۔
 (ا) اپنی ہی تعریف کریں، نیچا نہ بیٹھیں، چڑچڑے پن کا مظاہرہ کریں)
 (ج) معصوم کو لکھتے پڑھنے سے منع کرنے والے دوست کا نام ————— ہے۔
 (احمد مرزا، محمد قسین، شاکر خاں)
 (د) احمد مرزا کے رئیس کا نام ————— ہے۔
 (شاکر خاں، احمد علی، طالب علی)
 (و) میرے ————— دوست کا نام شاکر خاں ہے۔
 (ادب، پند، عقد، باز، شکاری)
 جواب:۔ (الف) چاندنی چوک میں مہاراجا نے والا فقیر غریب الوطن تھا۔
 (ب) احمد مرزا کی فطرت ہے کہ وہ نیچا نہ بیٹھیں۔
 (ج) معصوم کو لکھتے پڑھنے سے منع کرنے والے دوست کا نام شاکر خاں ہے۔
 (د) احمد مرزا کے رئیس کا نام طالب علی ہے۔
 (ا) میرے ادب پند دوست کا نام شاکر خاں ہے۔
 4۔ مندرجہ ذیل جملوں میں قلم کے سامنے ”غ“ اور صحیح جملے کے سامنے ”ص“ لکھ دیجیے۔
 (الف) چاندنی چوک میں ایک برصورت فقیر مہاراجا رہا تھا۔
 (ب) فقیر کے پاس سب کچھ تھا، اس کا کوئی دوست نہ تھا۔
 (ج) احمد مرزا کو معصوم نے ”بھڑبھڑا“ کا نام دیا ہے۔
 (د) شاکر خاں کے ہاں سیاہی کی دوات خشک اور قلم بھیربھ کے تھا۔
 (و) شاکر خاں کے بھائی کو موسیقی سے نفرت تھی۔
 جواب: (الف) چاندنی چوک میں ایک برصورت فقیر مہاراجا رہا تھا۔ (غ)
 (ب) فقیر کے پاس سب کچھ تھا، اس کا کوئی دوست نہ تھا۔ (غ)
 (ج) احمد مرزا کو معصوم نے ”بھڑبھڑا“ کا نام دیا ہے۔ (ص)
 (د) شاکر خاں کے ہاں سیاہی کی دوات خشک اور قلم بھیربھ کے تھا۔ (ص)
 (و) شاکر خاں کے بھائی کو موسیقی سے نفرت تھی۔ (غ)

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 175 برائے جماعت دہم

5- سیاق و سباق کے حوالے سے متعدد ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے

(الف) دیکھو پرانی روٹی کا واسطہ۔ کون سی نعت چاہتا ہے؟

(ب) ادول خواستہ میں۔۔۔۔۔ میں لکھ رہا تھا۔

جواب دیکھیے تشریح

اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جواب دیکھیے غدار

7- متعدد ذیل تراکیب اور محاورات کو اپنے الفاظ میں استعمال کیجیے

لفظ بہ لفظ، نحیف و زار، زندگی دو بھر ہوتا، پھلنا نہ بیٹھنا، کیچے پر پتھر رکھا، شایان

شان، ماتھا ٹھنکا، رطب اللسان

تراکیب و محاورات	جملوں میں استعمال
لفظ بہ لفظ	میں نے پوچھے کی دہ گداز داستان لفظ بہ لفظ سی۔
نحیف و زار	بڑھیا نحیف و زار ہونے کے باوجود اپنے سارے کام خود کرتی تھی۔
زندگی دو بھر ہوتا	مہنگائی کی وجہ سے غریبوں کی زندگی دو بھر ہو گئی ہے۔
پھلنا نہ بیٹھنا	بھین کی فطرت یہ معلوم کیسی ہے کہ ہر ایک سید بھی پھل نہیں بیٹھ سکتا۔
کیچے پر پتھر رکھنا	بڑھی اس نے کیچے پر پتھر رکھ کر بیٹے کو چھوڑ دیا۔
شایان شان	یہ گاڑی آپ کے شایان شان ہے۔
ماتھا ٹھنکا	اسم کو بے وقت اپنے پاس دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔
رطب اللسان	مناجیح پرندے اللہ تعالیٰ کی حمد میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی ترکیب نحوی

کسی جملے کے اجزاء الگ الگ کرنے اور ان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کو ترکیب نحوی کہتے ہیں۔

آئینہ اردو لاری 178 برائے مباحثہ دہم

ترکیب نحوی کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ جملہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے یا جملہ فعلیہ۔ اگر کسی شعر یا مصرعے کی ترکیب نحوی کرنا قصہ ہو تو اسے نثر میں تبدیل کرتے ہیں۔ ان کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے
جملہ اسمیہ فعل ناقص، مبتداء، خبر اور متعلق خبر
جملہ فعلیہ فعل تام، فاعل، مفعول اور متعلق خبر
مثالیں احمد ہوشیار ہے۔ اس میں 'ہے' فعل ناقص، 'احمد' مبتداء اور 'ہوشیار' خبر ہے۔

شہادہ اور مان حاضر تھے۔ اس جملے میں 'تھے' فعل ناقص ہے، 'شہادہ اور مان' مبتداء اور 'حاضر' خبر ہے۔

اب جملہ فعلیہ کی مثال دیکھیے

جیلہ کتاب پڑھتی ہے۔

"پڑھتی ہے" فعل، "جیلہ" فاعل ہے اور "کتاب" مفعول ہے۔

اقبال نے مون مارکیٹ سے نیا کھم خریدا۔

'خریدا' فعل، 'اقبال' فاعل، 'نئے' علامت فاعل اور 'مون مارکیٹ' خبر اور۔

'نئے' حرف جار، 'مون مارکیٹ' سے متعلق فعل، 'نیا' صفت، "کھم"

موصوف، "نیا کھم" مفعول۔ یہ جملہ فعلیہ ہے۔

8- اب آپ درج ذیل جملوں اور مصرعوں کی ترکیب نحوی کیجیے۔

(الف) شاہ رخ اسلم کا بھائی ہے

(ب) شیخ ہر رنگ میں جلتی ہے عروے تک

(ج) تندرستی بڑا نعمت ہے

(د) رافعہ اور مومنہ کتابیں خریدنے گئیں۔

(ه) شہر یار تیار ہے۔

جواب (الف) شاہ رخ اسلم کا بھائی ہے۔

ترکیب نحوی: "شہ رخ" مبتداء، "اسلم کا بھائی" خبر اور 'ہے' فعل ناقص

(ب) طبع ہر رنگ میں جلتی ہے مگر ہونے تک

طبع ہر رنگ میں مگر ہونے تک جلتی ہے۔

زمکبب لکھی "طبع" متعلق خبر، "جلتی ہے" فعل "مگر ہونے تک" خبر،
"تک" حرف، "میں" رو

(ج) تدرستی بڑا نعمت ہے۔

زمکبب لکھی "تن درستی" مبتدا، "بڑا نعمت" خبر، "ہے" فعل ناقص

(د) رافد اور مومن کتابیں خریدے گئیں۔

زمکبب لکھی "رافد اور مومن" فاعل، "خاکل"، "اور" حرف اضافت، "کتابیں" مفعول، "خریدے" فعل، "گئیں" خبر

(ه) شجرہ بختار ہے۔

زمکبب لکھی "شجرہ بختار" مبتدا، "بختار" خبر، "ہے" فعل ناقص

پیر گریاں

1- دوستی کے موضوع پر دو داستانوں کے درمیان مختصر سا مکالمہ تحریر کریں۔

جواب دو داستانوں کے درمیان مکالمہ

اشہر اسلام بنیم صہیب بھائی کہاں جا رہے ہیں؟

صہیب: (بنیم اسلام) بھائی میں اپنے دوست جلال سے ملنے چلا ہوں، مجھے اپنے ایک

دوست کی زہانی بتا چلا ہے کہ کل سے اس کی طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے۔

اشہر کیا ہوا ہے؟

صہیب: میرے دوست شعیق نے بتایا ہے کہ اسے ہلکا سا بخار ہے۔ میں نے آج اسے

آپہ جانا تھا مگر جلال کی طبیعت کا بہن کر دل پریشان ہو گیا اور میں اس کے

مبادت کے لیے رک گیا ہوں۔

اشہر: یہی ایک بچے دوست کی نشانی ہوتی ہے۔ دوستی کی آزمائش مشکل وقت ہی میں

ہوتی ہے۔

صمیمہ بھائی جان! آپ کی بات درست ہے مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ آج کل قلم دوست ملتے کب ہیں۔

اشہر (سکراتے ہوئے) قلم دوست ڈھونڈنے کی بجائے ہمیں چاہیے کہ ہم خود قلم دوست بنیں، اس طرح ہمارے بے شمار دوست بن جائیں گے۔

صمیمہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ ہم دوسروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اچھے ہوں مگر ان کے مقابلے میں خود اچھا بننے کی کوشش نہیں کرتے۔

اشہر یاد رکھو کھلی بھی انسان اپنے دوستوں کی وجہ سے پگھلا جاتا ہے۔ اگر تمہارے دوست اچھے ہوں گے تو ہر کوئی تمہیں پسند کرے گا اور اگر تمہارے دوست اچھے نہیں ہوں گے تو ہر کوئی تم سے کٹ جائے گا۔

صمیمہ میری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ میں اپنے ہر دوست کے ساتھ قلم دوستوں اور دوستوں کا چناؤ بھی دیکھ بھال کر سکوں۔

اشہر شاہنشاہ! تم ایک اچھے لڑکے ہو۔

2۔ دوستی کے حق اور مخالفت میں جماعت کے کمرے میں ایک مباحثہ کرایا جائے۔ اس میں دونوں طرف سے تین تین طلبہ دلائل دیں۔

جواب انسان معاشرتی حیوان ہے۔ وہ معاشرے کے بھرپور رکن نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ اپنے سارے کام خود انجام نہیں دے سکتا۔ اپنے مختلف کاموں کے لیے اسے دوسروں کا سہارا لینا پڑتا ہے، لیکن اسے چاہیے کہ وہ اپنے دوستوں کا چناؤ خوب دیکھ بھال کر کرے۔

جلال انسان تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسے بے تحاشہ کاموں کے لیے مشورے۔ دیکار ہوتے ہیں۔ ایک اچھے دوست سے بھرپور اسے کوئی نہیں دے سکتا۔ اس لیے ہمارے خیال میں دوست ضرور ہونے چاہئیں۔

آنکھیں آرو مارنی 179 برائے جماعت دہم

آفاق: آپ کی بات ٹھیک ہے مگر آج کل لوگ دوستی کے نام پر دھوکا دیتے ہیں۔ چند
معاذ پرست اپنے ذاتی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کسی سے دوستی کرتے ہیں
اور پھر موقع ملنے ہی اس کی پینہ میں پتھر اگھوپ دیتے ہیں۔ اس لیے میرے
خیال میں دوست بنانے چاہئیں۔

عمار: اگر دیکھ بھال کر دوستی کی جائے تو ایسے لوگوں سے بچا جاسکتا ہے جو آئین کے
سامنے ہوتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب دوست ایسے ہی دعا باز
ہوتے ہیں۔ اگر دیکھ بھال کر دوستی کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واصف: بھی تو سب سے مشکل کام ہے۔ ہم لوگ دوستوں کے انتخاب میں کسی قسم کے
معیار کو مد نظر نہیں رکھتے بس جو ذرا ہنس کے لے لے اس سے دوستی کر لیتے
ہیں۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ ہماری دوستی کے لائق ہے بھی یا نہیں۔ اسلئے
ایسے ہی لوگوں سے دھوکا کھانا ہے۔ اس لیے دوست بنانے ہی نہیں چاہئیں۔

رضوان: آج کے اس معاشرے میں اچھے دوست کی تلاش ہی سب سے بڑی بات
ہے۔ اگر کسی کو اچھا دوست پسر آ جائے تو اس کے لیے دنیا جنت بن جاتی
ہے۔ میرے خیال میں تو ضرور دوست بنانے چاہئیں۔

ارسلان: دھوکا انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ لہذا دھوکا دینے سے باز نہیں آتے اس
لئے دوست بنانا فضول ہے۔

استاد صاحب: بچا میں نے آپ سب کی انہیں نئی چہرہ دیکھا اس نتیجے پر پہنچا
ہوں کہ دوستی ضرور ہونی چاہیے لیکن دوستوں کے انتخاب میں بھی جی احتیاط کی
سرورت ہے۔ ایسے شخص کو دوست بنایا جائے جس کے خیالات آپ سے ملے
ہوں، آپ دوست ہو جو احساس کی دولت سے لایا ہوا ہو۔ حضرت علیؑ کا قول
ہے: "اپنے بُرے ہم نشینوں سے بچو، کیوں کہ وہ تمہارا تعارف بن جاتے ہیں۔"

اساتذہ کرام کے لیے

۱۔ طلبہ پر دوستی کا صحیح مفہوم واضح کیا جائے۔

آئیے فردو لازمی 180 برائے جماعت دہم

جواب دوستی ایک مقدس رشتہ ہے۔ یہ کھن حالت میں انسان کو سہارا دیتا ہے۔ سچا اور
حقیقی دوست وہی ہے جو مصیبت میں کام آئے دوستی میں کبھی ذاتی مفاد
کو پیش نظر نہیں رکھتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اپنے دوست کے بارے
میں دوسرا دوسرے معلومات نہیں چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس کا کوئی دشمن آپ کا
اس کے بارے میں کچھ غلط بتا دے اور آپ ایک اچھے دوست سے بیٹھ کے
لیے عرصہ ہو جائیں اور یہ بھی ہے کہ اگر ایک اچھا دوست سو بار بھی دھمکے تو اسے
منا لو کیوں کہ سوتیلوں کی ملا جھٹی ہار تو جیتی ہے اس کے سوتیلے نہیں لیے جاتے ہیں۔
دوستی دوست سے نہایت سے سوا کچھ بھی نہیں

بھلائی دیاں میں جو دتا ہے تو کامل ہی ہے
2۔ مختلف مثالوں کے ذریعے سے طلبہ کو وقت کی اہمیت کا احساس دلایا جائے۔
جواب انسانی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت وقت کی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ
ایک بار گزر جائے تو واپس نہ آئے گی واپس نہیں آتا ہے۔ ہر گزرنے والا لمحہ بتاتا
ہے کہ وہ ہماری زندگی کو کم کر رہا ہے۔ اس وقت میں جو کچھ کرتا ہے کر لیا
جائے اسے بے کار نہ توایا جائے۔

عاقلاً تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے ہادی
مردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھڑی دی
کسی کام کو مقررہ وقت پر سرانجام دینا پابندی وقت کھانا ہے۔ پابندی وقت
انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں وہی
قومیں کامیاب اور کامیاب ہوتی ہیں جو وقت کی قدر کرتی ہیں۔

اسلام کے بنیادی ارکان جیسے نماز، روزہ اور حج و عمرہ بھی عیس وقت کی پابندی کا
احساس دلاتے ہیں۔ مؤان وقت مقررہ پر اذان دے کر عیس نماز کی طرف بلا دیتا ہے
ہے اور ہم وقت مقررہ پر نماز ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح روزوں اور حج کے لیے بھی
مقررہ اوقات ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی وقت کی پابندی بہت پسند ہے۔

کسان کی زندگی سے ہمیں وقت کی پابندی کا سبق ملتا ہے۔ وہ وقت پر فصل کے لیے زمین کو چار کرتا ہے۔ وقت پر اس میں بیج بوتا ہے۔ وقت پر اسے میرا پ کرتا ہے۔ وقت پر فصل کی دیکھ بھال کرتا ہے اگر کسان وقت کی پابندی نہ کرے تو اسے کبھی لہلہان ہوئی فصل کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہو۔

طالب علم کے لیے بھی وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ اگر ایک طالب علم صبح سویرے وقت مقررہ پر غصے، وقت مقررہ پر سکول جائے، پڑھائی اور محنت کا انداز سے کرے، وقت پر کھیلے اور وقت پر سوئے تو اس کی صحت بھی اچھی رہے گی اور وہ تعلیم کے میدان میں بھی نمایاں ترقی کرے گا۔ اس کے برعکس جو طالب علم وقت کا پابند نہیں ہوتا، وہ امتحان میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا، چل چل کر اس کا اعصاب خراب ہو جاتا ہے۔

یونہی جتنے سو سو کے ہیں جو گنوتے

وہ خرگوش کچھیل سے ہیں رک اٹھاتے

3۔ طلبہ پر واضح کیا جائے کہ اپنے من پسند کام میں صرف رہنے ہی سے انسان خوش رہ سکتا ہے۔

جواب۔ اس عالم رنگ و بو میں ہمیں جتنی دیکھناں اور بھل پھل نظر آ رہی ہے یہ سب خوب سے خوب تر کی تلاش کا نتیجہ ہے۔ ہر ذی روح، مراد ہونے کا آرزو مند ہے۔ ہر شخص کی محنت کا میدان الگ ہوتا ہے۔ کاشت کار زمین میں مل چلا کر اپنی شب و روز محنت سے غلہ اگاتے ہیں۔ مزدور اور کاریگر کارخانوں میں خون پسینا ایک کر کے استعمال کی چیزیں بناتے ہیں۔ اگر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق کام اور محل مل جائے تو وہ اس میں گہری دلچسپی لیتا ہے۔ اس کے کام صرف کام ہی نہیں رہتا بلکہ وہ اس کے لیے تسکین کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ اگر انسان کو اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کو ملے تو وہ اس میں دلچسپی نہیں لے گا اور اس کی صلاحیتیں رنج آور ہو جائیں گی۔

اہم معروضی سوالات

متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے

(الف) مصنف نے دوست کے ہاں پورے دن میں لکھا

(i) ایک صفحہ (ii) ایک ہول

(iii) ایک مضمون (iv) ایک افسانہ

(ب) مرزا صاحب کا آقا

(i) قیامت سے گم نہ تھا (ii) خوشی سے گم نہ تھا

(iii) کھوپچال سے گم نہ تھا (iv) خوش اندھا

(ج) شاکر خاں صاحب رئیس تھے

(i) کلیم پور سے (ii) سلیم پور سے

(iii) سلیم پور سے (iv) اہم پور سے

(د) قلم نہایت خوبصورت تھا

(i) چینی (ii) جاپانی

(iii) ہندوستانی (iv) انگریزی

(ه) مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ افسانہ ہے

(i) سجاد حیدر ریڈوم کا (ii) شاہد احمد دہلوی کا

(iii) اشرف مہجوی کا (iv) نسیم محمد سعید کا

(و) سجاد حیدر ریڈوم پیدا ہوئے

(i) 1880ء میں (ii) 1882ء میں

(iii) 1888ء میں (iv) 1890ء میں

(ز) مصنف کے دوست محمد حسین مصطفیٰ سے ملنے آئے ہیں

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اوردولاری	183	برائے مہامت دہم
(i) مچ مچ	(ii) اوپر میں	
(iii) تیرے پر	(iv) مات و	
(ج) طبع ہار میں مصنف نے پہلے دن ظار میلا		
(ii) شیر کا	(iii) آبی پندوں کا	
(iii) مرغابی کا	(iv) مچھلی کا	
(ط) مصنف کے کمرے میں رکھی ہوئی بیاضی کی دواپت تھی		
(i) شیشے کی	(ii) پلاسٹک کی	
(iii) لکڑی کی	(iv) پامند کی	
(ی) مصنف نے اپنے آپ کو تشبیہ دی		
(i) مٹی جیڑی نہیں ہے	(ii) مرہا محوڑے سے	
(ii) ایک کا لہو ہنسی ہے	(iv) ایک آماشی گل دتے سے	

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(i)	(ب)	(iii)	(ج)	(ii)	(د)	(iv)
(ا)	(i)	(ب)	(i)	(ج)	(iii)	(د)	(iv)
(ب)	(iv)	(ی)	(ii)				

مُلَمَّع

تدریسی مقاصد

- ① معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے رویوں کی عکاسی کرنا
- ② لوگوں کے دوسلے پن کی نشان دہی کرنا
- ③ لوگوں کے دکھانے کی عادت و نفسیاتی پس منظر میں بیان کرنا
- ④ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ افسانہ کیا ہوتا ہے۔
- ⑤ طلبہ پر افسانے کی خوبیاں اور خامیاں نمایاں کرنا
- ⑥ طلبہ کو ریڈیو، انٹرنیٹ کے ذریعے سے مشاہدہ کروانا
- ⑦ ہجرت سرور کی فنانسنگ کی تاریخ کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کرنا

مصنفہ کے حالات زندگی

نام: ہجرت سرور بیٹ: ڈاکٹر حور علی خاں تاریخ پیدائش: 7 جنوری 1929ء

جائے پیدائش: قصور

تعلیم: ابتدائی تعلیم مختلف جگہوں سے حاصل کی کیوں کہ سرکاری مدارس ہونے کی وجہ سے

ان کے والد کا آئے روز کہیں نہ کہیں جادو رہتا تھا اور انھیں سکول نہیں پڑھنے دیتا تھا۔
تھا۔ والد کی اچانک وفات نے انھیں تعلیم سے سبک دینا پڑا۔ اس لیے
وہ باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کر سکیں۔

ہجرت سرور میں حالات کو جاننے کی صلاحیت بچپن ہی سے موجود تھی۔ وہ جو

آئینہ قرود لازلی 185 برائے جماعت دہم

کچھ بھی دیکھتیں اسے اپنے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کرتیں۔ انھوں نے اپنی بڑی بہن سے بہت استفادہ کیا جنھیں دنیا خدیجہ مستور کے نام سے جانتی ہے۔ ابھی ہاجرہ سرور کی عمر صرف ہار سال تھی جب ان کا کھلا ہوا لسانہ "لاوارث ماش" ایک مفت رورہ "قیام" میں شائع ہوا۔ ہاجرہ سرور نے اپنی فنی زندگی کے آغاز ہی سے اپنے فن کے ساتھ ہر اخلوس برستے اور اس پر پوری توجہ صرف کرنے کی عادت ڈالی۔ تقسیم ہند کے بعد ہاجرہ سرور بھی ہجرت کر کے پاکستان کے شہر لاہور آ گئیں۔ یہاں انھوں نے مشہور لکھنؤ لکچر ایسوسی ایشن کے ساتھ مل کر "نقوش" کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے لکھے ہوئے ناولوں میں "اندھیرے اچالے" اور "لندہ مرحوم" اچھے نمونے ہیں جن کے موضوع تو عام زندگی کے ہیں لیکن ان کے فن میں کہیں بھی عرصیت نہیں ہے۔

تصانیف: ہاجرہ سرور نے قیام لکچر ایسوسی ایشن کے "چرکے"، "ہائے اللہ"، "تیسری منزل"، "پوری جیپے"، "لاہور بے اچالے" اور "چاند کی دوسری طرف" افسانوں کے مجموعے ہیں۔ 1991ء میں ہاجرہ پتھر کے ایلانوں کا کلیات "سب افسانے میرے" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

وفات: ہاجرہ سرور 15 ستمبر 2012ء کو کراچی میں اقل کو گئیں۔ انھیں کراچی ہی میں پرو خاک کیا گیا۔

مرکزی خیال

اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان کو ملاوٹ، ریاکاری اور مٹ سے نہیں لینا چاہیے۔ دنیا میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں۔ اپنے آپ کو دیباہی ظاہر کرنا چاہیے جیسا کہ حقیقت میں کیوں کہ جب طبع کا پردہ چاک ہوتا ہے اور حقیقت سامنے آتی ہے تو سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اہم نکات

- تمرا کلاس کانکت ■ قیمتی گھر مانگنے کا رفق
- قیمتی اور روت والا نوجوان ■ غربت چھپانے کی کوشش
- ایئر کلاس میں سفر ■ تمرا کلاس کانکت کا راز کھانا
- گرم چٹنی قسم ہو جاتا ■ لڑکے کا خود بھی عریب ہوتا

خلاصہ

وہ ریلوے گھر کے سامنے کھڑی تھی۔ گاڑی آنے میں چند منٹ باقی تھے لیکن ٹکٹ گھر بند تھا۔ انٹیشن پر بہت رش تھا۔ اس نے ٹکٹ سے پوچھا ”ٹکٹ گھر بند کیوں ہے؟“ قلی نے بتایا کہ یہ گاڑی میٹرو دیڑھ سے آتی ہے اس لیے ٹکٹ گھر ابھی تک بند ہے۔ وہ بیٹھنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگی۔ اس کا خوب مسرت رفق بہت امیرانہ لگ رہا تھا۔ درحقیقت وہ ایک غریب لڑکی تھی جو ہر رفق اپنی ٹالا سے مانگ کر لاتی تھی۔ لڑکی سے ایک نوجوان کود نکلا جو ایک قیمتی اور روت پہلے اتنی طرف آ رہا تھا۔ لڑکی نے سوچا شاید یہ نوجوان ٹکٹ خریدنے آیا ہے لیکن وہ لڑکی پر ایک نعرہ ڈھکایا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لڑکی نے سوچا یہ کوئی امیر رادہ ہوگا، تمرا کلاس کانکت کیوں لے گیا؟ قلی نے لڑکی کا سامان بچے رکھنا چاہا تو وہ زانت کر ہوئی ”میرا سامان یہاں نہ رکھو میں یہاں نہیں بیٹھیں گی۔“ وہ دیریں کھڑی رہی۔ اور روت والا نوجوان بار بار لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ قلی کو بھی اس بات کا احساس تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی غربت کا اظہار اس امیر لڑکے پر بھی لڑکی اپنے بچہ کی عیادت سے لیے دوسرے شہر جا رہی تھی۔ اس کی ماں نے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کا کہہ کر لڑکی نے اسے ہی سفر کرنے پر اسرار کیا۔ قلی نے تمرا کلاس کانکت لے کر ادھر ادھر دیکھتی رہی کہ کہیں وہ نوجوان اسے تمرا کلاس کانکت لیتے ہوئے نہ دیکھ لے لیکن وہ نوجوان اسے کہیں نظر نہ آیا۔

جیسے ہی گاڑی پیٹ غارم پ آئی۔ لڑکی قلی کے پیچھے پیچھے نکلا۔ گاہ سے نکل۔ اس کی پہلی نظر آئی نوجوان پر پڑی جو بڑی شان سے سٹریٹ لمب میں دہائے اسے بڑے غر سے دیکھ رہا تھا۔ قلی لڑکی کا سامان لے کر قمر کا کلاس اس کے طرف بلا جا جہاں بہت زیادہ رش تھا۔ لڑکی بھی "سمے بڑی لیکن سامنے جو دیکھا تو وہی نوجوان کو انکسکرا رہا تھا۔ اسے قلی اتم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟ وہ پوری طاقت سے چلائی اور قلی کو ساتھ لے کر اس اجروم سے باہر نکل آئی۔ وہ دھر اذھر بلا مقصد گھومے گئی جیسے ہی وہ انٹر زمانہ ڈب کے سامنے پہنچی تو وہاں تک سنی اور قلی سے کہا کہ میرا سامان اس ڈبے میں رکھ دو۔ قلی کو بڑی حیرانی ہوئی کہ یہ لڑکی قمر کا کلاس کا کنگٹ سے کرا انکلاں میں کیوں بیٹھ رہی ہے لیکن جب لڑکی نے اسے حشامان کی انھوائ آٹھ آنے دی تو قلی یک دم کھل اٹھا۔ وہ سوچی بھی نہیں سکتا تھا کہ اسے جگہ چھوٹے تھکان کی انھوائ آٹھ آنے بھی ہو سکتی ہے

وہ دروازے سے نکل کر کھڑکی ہو گئی۔ اس سے دیکھا کہ نوجوان اور کوٹ کی بیسوں میں ہاتھ ٹھونسے گا اسے چٹھی ٹنگر وہاں سے دیکھ رہا ہے۔ گاڑی چلی تو وہ نوجوان بھی "وڑ کر آگے چلا گیا۔ سارا راست لڑکی غوطہ ڈنڈہ رہی کہ نہیں کنگٹ چیکر آ کر کنگٹ نہ پہنچے۔ لے۔ جیسے ہی اس کا انٹیش آیا تو وہ خوش ہو گئی کہ میں یہاں اترا جاؤں گی اور اس نے اپنی منھس کو اس امیر نوجوان سے چھپا لیا ہے لیکن عجیب اتفاق تھا کہ نوجوان بھی اسی انٹیش پر مڑا جس پر اسے اترا تھا۔ لڑکی اب گیت سے ٹرے ہوئے اپنا قمر کا کلاس کا کنگٹ چھپانا چاہتی تھی لیکن ایسا نہ ہو سکا کیوں کہ اور کوٹ وہاں نوجوان گیت کے پاس ہی کھڑا تھا۔ گیت پھر کو کنگٹ دیتے ہوئے اس کے ہاتھ کا پ رہے تھے۔ آخر اسے کنگٹ دیتا ہی پھل۔ نوجوان نے بھی سے قمر کا کلاس کا کنگٹ دیتے ہوئے دیکھ لیا اور وہ مسکراتا ہوا آئے بلا لگا۔

لڑکی شرمندہ سی ہو کر بچپانے سے آگئی۔ اس کی "مہ جوشیوں پر اس پر ہی مجھ کسی کام میں دل نہیں تھا۔ راتھا۔ "تھ والوں سے مل کر وہ اچھپ کھائے جھٹ پر آگئی۔ وہ جھٹ پر چل رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر پڑاں کے ٹخن میں پڑی۔ کوئی نوجوان پرانی سی تہ بند باندھے ہائس کی کھری چار پائی پر لیٹا تھا۔ بھونٹ کے پھیر میں ایک ادھڑھڑ عورت باجرے کی موٹی موٹی روٹیاں پکا رہی تھی۔ دھوپ کھانے والے نے کوٹ بدلی تو

برائے جماعت دہم

188

آئینہ اردو لاری

لڑکی نے دیکھا کہ یہ وہی آئینہ پر مٹے والا امیر زادہ ہے۔ نوجوان نے بھی اسے دیکھ کر بھرتی سے کروٹ بدل لی۔ چہرہ میں ایک کھٹنی پر دو دو کوٹ جھول رہا تھا۔ لڑکی نے اپنی چٹا زاد بہن سے پوچھا ”بہن! اس مکان میں کون رہتا ہے؟“ وہ بولی ”اس مکان میں ایک بیوہ عورت اپنے لڑکے کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کا لڑکا شہر میں پڑھتا ہے۔ یہ عورت عار سے کپڑے سیتی ہے اور بہت کم سلال لیتی ہے۔ لڑکی سورج کے رخ کھڑی ہو کر اپنے قیمتی برتنے کو کھورنے لگی۔

مضمون پر تبصرہ

ہاجرہ سرور نے اس انساے میں ایک بہت بڑی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے۔ انسان اپنے اوپر بناوٹ کا لبادہ موڑ کر اپنی اصل کو بھول جاتا ہے۔ اس کا مقصد دوسروں کو متاثر کرنا ہے۔ دوسروں کی چٹا چٹند میں خود بھی ویسا ہی بننا چاہتا ہے مگر وہ یہ بھول جاتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس دنیا کے باسی ہیں۔ لڑکی کا اپنا برتن ”قیمتی“ تھا لیکن مانگنے کا تھا اور اصل میں وہ لڑکی غریب تھی۔ اس نے محض ایک قیمتی اوور کوٹ کی وجہ سے نوجوان کو بھی کوئی میرداد سمجھ لیا حالانکہ وہ بھی ایک غریب بیوہ کا غریب لڑکا تھا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
متوجہ	بجیب، خیرال	آگستا جانا	ہل دھاٹ ہو جانا۔
بلکا بھلا	کم وزن کا	مٹھ	پھونکا
بے	مراد سے	دھندلی	غیر دلی، غیر واضح
بے مانگی	کم حیثیت	پڑکا	کا پٹا، لڑا
بکیرہ	پھیلا	لیٹ رہتی ہے	لیٹ رہتی ہے
حقیقت	چٹائی	نیم تاریک	کم روشن

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

کالی کونی	کالے رنگ کی	اکار کا	کولی کولی
کلیف	گازھا، آلودہ	ریشما	پیٹ کے بل پھٹا
امیر کبیر	بہت زیادہ امیر	در حقیقت	اصل میں
رکے دیب ہیں	رکا دیتے ہیں	پد نہ پڑ	ہم صوت، جوتے کی آواز
لڑا	کا پنا	بے ساختہ	فوری، اچانک
انتظار گاہ	تجربہ	خرد و مردوری	خرد و مردوری
چڑے کی بنی ہوئی	نیکابا	سردی سے کا پنا	سردی سے کا پنا
مراد کیوں	مظہرانہ	بے غمی سے	بے غمی سے
کلیانا	شوخ چھوڑا	فساد والی بات کہنا	فساد والی بات کہنا
کائنات	ہو بھال	سز و ناز	سز و ناز
بھانج	بھانجی	برساو	بھیر کی جھوٹ کے
جہرمت	علاقہ، اردو، محاوروں کا علاقہ	کہاں، کس جگہ	کہاں، کس جگہ
محافظت کرنے والا	نہایت	رہائی چھٹکارا	رہائی چھٹکارا
اہمیت	نسلی	قرض کلاس	قرض کلاس
در آنا	اندروا مل ہوتا	ہمنکار	ہمنکار
پڑیاں	پادوں کی زنجیریں	طرف	الو کھا، نرالا،
کدڑی	فقیروں کا بڈ جس میں بہت سے بچہ لگے ہوتے ہیں	حائل ہونا	رکاوٹ ڈالنا روکنا
خرین	ترامہ، کھابرا	بھوم	بھوم

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اُردو مازلی 190 برائے جماعت دہم

چاش	فاصلہ پنا	فکر کرنا	مر آزادی والی
گوشت	کوتا	آرزو	بات کہنا
بلا مقصد	بہیرگی مقصد کے	دلتا	اجا تک
دل فریب	دل کو دھوکا دینے والی	=	آخری گہر والی
تھمت	الت، بے لائق، نفرت	بامت	وجہ، سبب
جنش	حرکت	پھریاں آنا	پکڑ آنا
لمح	بھولی، غسی۔ نرا دکھلے پلٹ	اسباب	مال دوزر
الوداع کرنا	دخست کرنا	ٹرھکا	دھولان پھلینا
غفس	غریب	مٹانے میں آ جانا	حیران ہونا
صاف کرنا	ہاتھ ملنا	تھذیب	فکر، پریشانی
محصّل	کڑور، نا توں	شہر بھر	بیکے ہوئے
برما	سورخ کرنا	استہلال کرنا	خوش آمدید کرنا
گرم جوشی	بہت زیادہ جوش	میلات	مبارداری
اصرار کرنا	ضد کرنا	آہنگن	مھمنو
لوندہ	الٹا	رنگ	طرف

اہم اقتباسات کی تشریح

ہر اگراف 1 اندھیری سڑک پر ————— لکھ گیا۔

آئینہ اردو لاری 181 برائے جماعت دہم

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام ملح
(ب) مضمون کا نام اجرو مسرور

حل لغت

ہڈن چر ز ام صوت، یوں کی آواز۔ لرزا ہو کاچا ہوا۔ لہلہ
صورت۔ واجبی کی شکل و صورت والا۔ اور کوٹ لہا کوٹ جو ٹکٹوں تک جسم کو ڈھاپ
لے۔ ہے سائت خورا، ہڈی، بنیر سوچے کچھے، غیر ارادی

سیاق و سباق

ایشیٹن پر کھڑی لڑکی کو حرا کا دل ڈبے میں سڑ کر رہا تھا کیوں کہ وہ ایک غریب
گھرانے کی لڑکی تھی لیکن گھر سے چنے وقت اس نے اپنی خالہ جان کا برقع اڑھ لیا جو
نہایت قیمتی کپڑے کا بنا ہوا تھا۔ برقع پھٹ کر وہ سوچی رہی تھی شاید اس طرح میں امیر نظر آ
رہی ہوں۔ اچانک اس نے ایک لوجھان کو دیکھا جس نے ایک قیمتی اور کوٹ پہنا ہوا
تھا۔ قلمی جب لڑکی کا سامان پلیٹ فارم پر رکھنے لگا تو لڑکی نے اس بات میں اپنی جگہ
مضوں کی اور وہ اونچی آواز میں کہنے لگی "میں یہاں پہنچا نہیں ہوں گی۔"

تشریح

لڑکی بھی سڑ کر رہی تھی۔ وہ میرے درجے میں سڑ کر رہا تھا کیوں کہ وہ
ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی لیکن اپنے قیمتی برقع کی وجہ سے دیکھے جانے کو وہ
کوئی امیر اور آزاد خیال لڑکی لگ رہی تھی۔ اس بات کا لڑکی کو بھی احساس تھا وہ پلیٹ
فارم پر کھڑی اندر سے میں گھور رہی تھی کہ اچانک سڑک پر کسی کے ہیلوں کی کڑکڑاہٹ
ہوئی اور ایک سائیکل کا چٹا ہوا سا آگے بڑھنے لگا۔ جب وہ سائیکل ایشیٹن کی تیز روشنی میں پہنچا
تو لڑکی نے دیکھا کہ ایک واجبی شکل و صورت کا لوجھان ایک بھاری اور کوٹ پہنے اسی
طرف چلا۔ لڑکی ٹکٹ گھر کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے سمجھا شاید یہ

آئینہ آرزو لازی 192 برائے جماعت دہم

نوجوان نکت لینے کے لیے اس طرف آ رہا ہے۔ وہ خیر ارادی طور پر مسکرائے لگی۔ نوجوان نے اپنی ہائی کی گروہ درس کی اور لڑکی پر ایک نظر ڈالا ہوا نکت سر کے پیچھے چلا گیا

تبصرہ

اس ہوا آرائش میں بتایا گیا ہے کہ کسی کے ظاہر سے اس کے باطن کا اندازہ لگائے جانے میں ہمیشہ غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ کسی کی ظاہری حالت سے اس کی حیثیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کیوں کہ ظاہری حلیہ دھوکا بھی دے سکتا ہے۔ لڑکی نے بھی نوجوان کو ایک حقیقی اور کوٹ پہنے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ وہ کوئی میر آدی ہو گا مگر درحقیقت وہ بھی ایک غریب بچہ کا غریب بیٹا تھا۔

ہوا آرائش 2 مجھ نے ان سے پوچھا کہ میں ————— سفر کرنا چاہیے

مستن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام طبع

(ب) مصنف کا نام باجوہ سرور

حل لغت

اکثر کسی کھائی ہوئی چیز کو حق کے راستے ٹالنا۔ سمجھا اکیلے۔ بامبالغہ بغیر کسی جھوٹ کے۔ جبرست ملکہ، مگر، عزتوں کا گروہ

سیاق و سباق

لڑکی کے چچا بیمار تھے۔ جب گھر والوں کو ان کی بیماری کا خط ملا تو لڑکی نے ماں نے خیال ظاہر کیا کہ اگر گھر سے کوئی من کی عیادت کے لیے چلا جائے تو چچا بھلا ماں کا خیال تھا کہ ایسے وقت میں رشتے داروں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی چلن کی یہ بات سن کر لڑکی چچا کی عیادت کے لیے جانے پر تیار ہو گئی۔ جب اس نے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے ماں سے کہا کہ اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جاؤ کیوں کہ ایک لڑکی کا تہا ستر کرنا مناسب نہیں لیکن لڑکی اس بات کو نہ مانی اور اس نے تہا ستر کرنے پر ہر راز کیا۔

تشریح

جب لڑکی کی ماں نے کہا کہ اپنے بھائی کو ساتھ لے جاؤ تو لڑکی نے گھر والوں سے پوچھا "میں کوئی مشاکی ہوں جو کوئی مجھے کس سے گا اور چھوٹے بھائی مفیل کو میرے ساتھ دیکھ کر در کے بارے میں سے کمال دے گا۔ یہ سلسل اور رفیقہ بھی تو لڑکیاں ہی ہیں۔ کیسے مرے سے اکیلے ہی سفر کرتی ہیں۔" اس پر ماں نے کہا کہ وہ تو امیر آدمیوں کی لڑکیاں ہیں۔ اس پر لڑکی نے جواب دیا "پھر تو انہیں کم از کم ایک درجن نوکروں کو ساتھ لے کر سفر کرنا چاہیے مگر وہ اکیلے سفر کیوں کرتی ہیں۔"

تبصرہ

اس پیرا گراف میں ہاجرہ سرور نے ایک ماں کی فکر مند ہی ایک لڑکی کی خواہش کو بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے معاشرے کے ایک ایسے کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ امیر آدمیوں کی لڑکیاں آزاد خیال ہوتی ہیں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں ہوتی جب کہ غریب آدمی کی لڑکی کا تہا سفر کرنا منسوب سمجھا جاتا ہے۔ ایک اچھی بات یہ بتائی گئی ہے کہ بھائی بہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں چاہے وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔ دوسری طرف لڑکی خود اپنی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو لکھ جاتا ہے انہیں سمجھتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے لیے تہہ ہے۔ ایک پیرا گراف میں کتنا کچھ بیان کیا ہے ہاجرہ سرور نے۔ یہاں کے فن کا نمونہ بڑا خوب ہے۔

حل مشقی سوالات

1- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے:

(الف) لڑکی نے لڑکی کو پیٹ فارم پر بیٹھ جانے کے لیے کہا تو اس پر لڑکی نے کس روپے کا اظہار کیا؟

جواب جب لڑکی نے لڑکی سے پیٹ فارم پر بیٹھنے کو کہا تو اس نے کسی قدر غصے سے کہا "جہیں میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔" لڑکی نے ایک خوب صورت ریٹی بیس واقعہ اڑھ رکھا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ میں پختہ کسی امیر گھرانے کی لڑکی معلوم ہو رہی ہوں لیکن اصل میں وہ ایک مٹے ہوئے خاندان کی قابل لیکن پریشان

حال لڑکی تھی۔ اسی لیے جب جلی نے اسے پلیٹ فارم پر بیٹھنے کے لیے کہا تو وہ
نہیں بیٹھ سکی۔

(ب) لڑکی سفر کیوں کر رہی تھی؟

جواب لڑکی کے گھر والوں کو لڑکی کے چچا جاس کی بیماری کا خط ملا تھا۔ اس کی امی جاس
کا خیال تھا کہ گھر سے انھیں کوئی دیکھنے چلا جاتا تو اچھا تھا۔ یہ سن کر لڑکی
جانے کے لیے تیار ہو گئی، وہ اپنے چچا کی عید گھر کے لیے سفر کر رہی تھی۔

(ج) گھر والوں نے عقل کو ساتھ لے جانے کا مشورہ دیا تو اس پر لڑکی نے کیا
جواب دیا؟

جواب: جب امی جان لے کر گھر کو عقل کو ساتھ لے جاؤ۔ عقل بچہ ہی سہی لیکن ہے تو
لڑکی گھر والوں کی یہ بات لڑکی کو زیر معلوم ہوئی۔ اس نے گھر والوں سے کہا
کہ میں کوئی لڑکا نہیں ہوں جو کوئی مجھے کھالے گا اور عقل کو دیکھ کر دار کے
بارے انکسار دے گا۔

(د) لڑکی اسٹیشن پہنچی تو اس نے سب سے پہلے کیا دیکھا؟

جواب جب لڑکی اسٹیشن پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ زمین اور بجوں پر سینکڑوں آدمی لاشوں
کی طرح پڑے سو رہے ہیں۔ ویسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس سب کو سفر کرنا ہی نہ تھا۔

(ه) لڑکی جس ڈبے میں سوار ہوئی اس کا احوال کیا تھا؟

جواب لڑکی جس ڈبے میں سوار ہوئی اس میں دو سیٹوں پر دو عورتیں رنگین لباسوں میں
لبی ہوئی تھیں۔ ان کے ارد گرد بھاری بھاری کس جڑ بڑی بڑی پونٹیاں اس
طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ کسی کے پیچھے کی جگہ ہی نہیں تھی۔ تیسری سیٹ پر کونے
میں ایک عورت بالکل دلی پتلی تھی اپنے بچے کو دھڑکھڑکھ رہی تھی۔ اس کے
قریب ہی ایک دوسرا بچہ جو زیادہ سے زیادہ دو سال کا ہوگا، بیٹھا منہ مار رہا تھا۔
بالکل سوکا، ہاتھ پاؤں کی کھال لٹکی ہوئی، جیسے وہ پیدائش کے بعد فوراً ہی
یہاں پہنچ کر مر چکا ہو۔

2- متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

(الف) سچی "طبع" کے آفٹاکا نام کیا ہے؟

(i) دو لوگ (ii) سب انسانے میرے (iii) ہائے اللہ (iv) چوری چھپے

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 195 برائے جماعت دہم

- (ب) جب لڑکی ریلوے ٹھہرن پہنچی تو گاڑی اُٹنے میں دیر تھی۔
(i) چندہ منٹ (ii) آدھ گھنٹا (iii) ایک گھنٹا (iv) چند منٹ
(ج) سبیل ”طبع“ اصناف ادب کے لحاظ سے کیا ہے؟
(i) داستان (ii) المثنیٰ (iii) مضمون (iv) ناول
(د) ”طبع“ کس کی تحریر ہے؟
(i) خدیجہ ستور (ii) ہاجرہ مسرور (iii) سجاد حیدر یلدرم (iv) اشرف صہبوی
(e) لڑکی نے گلی کو کتنی دیر دلی؟
(i) آٹھ منٹ (ii) ایک روز (iii) پانچ گھنٹے (iv) دس روپے
(و) لڑکی کے سفر کا مقصد تھا۔
(i) سیر سپا (ii) بیمار بچہ کی عیادت
(ii) نواز زوبین کی شادی میں شرکت (iv) پھیلیں گزرتا
(ز) لڑکی نے ریل گاڑی کس دھڑے میں کیا؟

(الف)	(ii)	(ب)	(i)	(ج)	(iv)	دھڑ	اسی
(a)	(i)	(a)	(ii)	(j)	(i)	(d)	(n)

3۔ لڑکی پر اس پر اس کی اسلیٹ کیسے فارغ ہوئی؟

جواب جب لڑکی اپنے بچہ کے گھر پہنچی تو وہ بہت مضطرب تھی۔ وہ سفر کے سارے واقعات کو اپنے دل سے ٹھوکر دینا چاہتی تھی۔ وہ اسے بچہ کے گھر پہنچتے پہنچتے رہی تھی۔ چلتے چلتے اپنا قبیلہ بنانے کے لیے پڑوس کے مکان میں جھانکنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ گھر سے لے کر آگے میں ہائوس کی گھڑی چار پہلی پر کوئی بند بندھے اونٹن بڑا دھوپ سے رہا ہے۔ دھوپ کھانے والے نے کروٹ بدلی اور لڑکی کا دل جڑکتے دھڑکتے جیسے ایک لمحے کے لیے ٹھک گیا۔ وہ اسٹیشن کا امیرزاں! اپنا تک ڈالوں کی نظریں چار ہوئیں۔ نو جوان سے تیزی سے کروٹ بدلی۔ لڑکی نے اپنی چھڑاؤ بین سے پوچھا کہ اس گھر میں ب کون رہتا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہاں ایک بیوہ اور اس کا لڑکا رہتا ہے جو شہر میں پڑھتا

آئینہ اردو لازمی 190 برائے جماعت دہم

- 4- ہے۔ بے چاری سیدھی ساری عورت ہے۔ ہمارے سارے کپڑے بھی پٹنی ہے۔
بہت کم سلائی لپٹی ہے۔ اس طرح لڑکی پر امیر زادے کی اہمیت واضح ہو گئی۔
سبق کے متن کو مد نظر رکھ کر درست یا غلط پر نشان (✓) لگا لیں۔
جواب (الف) "گاڑی ہمیشہ لیٹ رہتی ہے۔" قلی نے کہا۔ (✓)
(ب) لڑکی کو ماسوں کی پیاری کا خط ملا تھا (x)
(ج) قلی ایک روپے کا سکہ پا کر خوش ہو گیا۔ (x)
(د) بچا کے ہاں لڑکی کا استقبال خوشی سے کیا گیا۔ (✓)
5- اردو میں اسم کی لحاظ جنس دو قسمیں ہیں، مذکر اور مؤنث۔ یعنی ہر اسم،
چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، مذکر ہو گا یا مؤنث۔ اگرچہ ماہرین قواعد
نے مذکر و تانیث کے کچھ اصول طے ہیں لیکن عام طور پر مذکر و تانیث
اصل زبان کی بھل چال ہی کے تابع ہوتے ہیں اور بے جان اسموں کی
مذکر و تانیث کے سلسلے میں بھی اصل زبان کی گفتگو ہی سند قرار پاتی ہے۔
مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کی
مذکر و تانیث واضح ہو جائے۔

برقع، قلی، سڑک، لائین، لب، پیشانی، قرض، سانس، کدڑی

الفاظ	مذکر/تانیث	جملوں میں استعمال
برقع	مذکر	لڑکی نے اپنی خالہ کا برقع اڑھ رکھا تھا۔
قلی	مذکر	قلی بولا، پلیٹ فارم پر بیٹھ جاؤ۔
سڑک	مؤنث	سڑک بہت شگاف تھی۔
لائین	مؤنث	بچے لائین جلدی۔
لب	مذکر	مغرب: ہلال کے بے موئے تھے۔ -
پیشانی	مؤنث	اس کی پیشانی سینے سے رہ گئی۔
قرض	مذکر	ہر شخص کو اپنا قرض ادا کرنا چاہیے۔
سانس	مؤنث	میں آٹو موٹر کی ساری سانس جانتا ہوں۔
کدڑی	مؤنث	قلی نے ایک پھلی پرانی کدڑی پہنی ہوئی تھی۔

6- اس سہل کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

برائے جماعت دہم

197

آئینہ اردو لازمی

جواب دیکھیے غلام
7۔ سبق ”مکتب“ کا سیاق و سباق ذہن میں رکھ کر صنفِ دہم کی تحریر لکھو۔
(الف) اسے قلمی نام مجھے _____ عہدات پڑھ رہی تھی۔

متن کا حوالہ 1۔ مضمون کا نام: _____ 2۔ صنف کا نام: _____ ہجرو سرور
سیاق و سباق

لڑکی ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے قہرؤ کاں کا کٹ لیا تھا۔ قہرؤ کاں میں بہت رش ہوتا ہے۔ جب گاڑی آئی تو قلمی نے لڑکی کا سامان اٹھایا اور اسے ساتھ لے کر قہرؤ کاں کے ڈبے کی طرف بھاگا۔ رش کی وجہ سے لڑکی لوگوں کے درمیان پھنس گئی۔ اس نے یوں عسوں کیا جیسے وہ کوئی قیدی ہو اور اسے جیل کی طرف لے چلا جا رہا ہو مگر کئی بھی کیا، اس نے تو کٹ ہی قہرؤ کاں کا لیا تھا۔ اب تک اس کی نظر اسی نوجوان پر پڑی جو بڑی دیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے قہرؤ کاں کے ڈبے میں بیٹھنے کو اپنی جنگ بھلا۔

تشریح

جب قلمی لڑکی کو چھوٹے دوسرے کے ڈبے کے پاس لایا اور لڑکے نے اسے امیر زادے لڑکے کو رہنے دیکھا تو غصہ مٹانے کے لیے قلمی سے کہنے لگی کہ تم مجھے تیسرے درجے کے ڈبے میں کیوں لاتے ہو۔ اس نے قلمی کو اس بھیڑ میں سے باہر نکال اور خود خواہ پلیٹ فارم پر ادھر ادھر کھڑے ہو گئی۔ اس کے سامنے بہت بڑی تعداد میں گندے سندے برقیوں میں بیٹوں مورتنیں ادھر ادھر کھوم رہی تھیں۔ اس نے دل میں سوچا۔ کاش میں بھی ایسے ہی کسی گندے رشتے میں لپٹی ہوتی تاکہ مجھے اس امیر زادے سے اپنی شخصیت نہ چھپانا پڑتی۔ کوئی اس کو خطرہ نہ کر سکا۔ وہ پیسے ہی خیالوں میں گم رہی گاڑی کے ڈبوں پر ٹکسی ہوئی عمارتیں پر ممتھی جا رہی تھی۔

(ب) لڑکی کا قلمی _____ مسکرا رہا تھا۔

متن کا حوالہ 1 مضمون کا نام: _____ 2۔ صنف کا نام: _____ ہجرو سرور

سیاق و سباق

لڑکی ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے قہرؤ کاں کا کٹ لیا تھا۔ قہرؤ کاں میں بہت رش ہوتا ہے۔ جب گاڑی آئی تو قلمی نے لڑکی کا سامان اٹھایا اور

اُسے ساتھ لے کر تھڑا کلاس کے ڈبے کی طرف بھاگا۔ رش کی وجہ سے لڑکی لوگوں کے درمیان پھنس گئی۔ اس نے ہوں محسوس کیا جیسے وہ کوئی تھلی ہو رہی ہو۔ اسے تیل کی طرف لے جایا جا رہا ہو مگر کتنی بھی کیا، اس نے تو کھٹ ہی تھرا کلاس کا لیا تھا۔ اچانک اس کی نظر اسی نوجوان پر پڑی جو بڑی دیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے تھڑا کلاس ڈبے میں بیٹھے کو اپنی ہنگ بھلا۔

تشریح

جب گاڑی آئی تو لڑکی کے حذور نے لڑکی کا سامان اٹھا اور دروازے پر کھڑے مردوں کے درمیان میں سے راستہ بنانے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ تیسرے درجے کا ڈبہ تھا۔ زیادہ تر لوگ اسی ڈبے میں سفر کر رہے تھے۔ لڑکی لگی کے پیچھے تھی کہ کہیں قتل اس کا سامان لے کر غائب ہی نہ ہو جائے۔ اسنے میں پیچھے سے بہت زیادہ لوگ ڈبے میں سوار ہونے کے لیے آئے۔ بچوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ ان لوگوں میں ایک عورت لکڑی بھی تھی جس نے چاندی کو چھڑیاں مکن رکھی تھیں۔ اُس سے برتنے میں سے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور لڑکی کو اپنا راستہ روکے دیکھ کر دروازے سے دھکا دے دیا۔ لڑکی ایک جھٹکا لے کر گرنے سے قوت پکائی لیکن اس کا دل یہی چاہ رہا تھا کہ اس عورت کا سچا سچا ہاتھ بڑھ کر بھاگ جائے یا پھر اسے دھکے لگا دیں۔ اس نے نیچے دھکا دے دے۔ اسی اثنا میں اس کی نظر سامنے پڑی تو لیا دیکھتی ہے کہ سامنے وہی نوجوان کھڑا مسکرا رہا ہے جس کی نظروں سے وہ بچتا چاہتی تھی۔ نہیں چاہتی تھی کہ اسے معلوم ہو کہ وہ تیسرے درجے میں سفر کر رہی ہے۔

8۔ اردو میں دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہے۔ لیکن وہ ہے کہ یہ زبان دستان زبانوں کے الفاظ اپنے اندر سموئے آئے ہے۔ ایک زمانے تک اس پر قاری عربی الفاظ کا قبضہ رہا۔ اب کچھ عرصے سے انگریزی الفاظ بھی تیزی سے اس کا حصہ بننے جا رہے ہیں۔ آپ اس مسئلے میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ کی ایک فہرست مرتب کریں۔

بواب، ریلوے، ٹکٹ، بیچ، انجینیئرس، مانی، تھڑا کلاس، وینٹک، روم، سینڈ، سینڈل، ٹرک، بیسٹ، پلیٹ فارم، اوور کوٹ، ریشمش، گرین، گیٹ، ہنڈل

۵

1- اس افسانے میں آپ کا پسندیدہ کردار کون سا ہے، اپنے لفظوں میں اس کا تعارف کرائیں اور پسندیدگی کی وجہ بھی لکھیں۔

جواب: مجھے اس افسانے میں لودر کوٹ پسند ہے اس لیے کہ وہ جوان کا کر رہا ہے۔ اس نے بغیر اپنے صدمہ سے کوئی بات کہی ہے اپنے کردار کی اہمیت کو منوالہ۔ لودر اس ایک امیر زارہ نظر آتا چاہتا تھا عاناں کہ وہ بہت غریب تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اس نے اپنی حرکات و سکنات سے لڑکی کو احساس دلایا کہ میں ایک امیر زارہ ہوں جب کہ لڑکی کو اپنا آپ منوانے کے لیے بہت جتن کرنے پڑے۔ تمہارا کلاس کا کنٹ لے کر دفتر کے اپنے میں بیٹھنا پڑا لیکن لودر اس نے لڑکی کوئی حرکت نہ کی بلکہ سیدھے سادے انداز میں اپنے آپ کو منوالہ۔ یہی اس کے کردار کی خوبی ہے، جس کی وجہ سے مجھے اس کا کردار پسند آیا ہے۔

2- ہجرہ مسرور کا کوئی اور افسانہ جماعت میں پڑھ کر سنائیں۔

جواب: چراغ کی لو

شام کی اور اس تاریکی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ بغیر پستری دیواریں اتر چکی تھیں اور بھیاں گنگ نظر آنے لگیں۔ اچھن گھر میں اکیلی تھی۔ اسے اپنے آپ کا انتظار تھا جو کام سے فارغ ہو کر ابھی تک گھر واپس نہیں آ رہا تھا۔ اچھن نے کچلے میں گھبرا کر رونا چاہا مگر آنسو حلق میں اٹک کر رہ گئے۔ وہ گھر میں تنہا تھی اور تاریکی میں اسے سفید سفید کپڑوں میں بیوں ڈھانچے سے چپٹے پلہ نے نظر آنے لگے تھے۔ اچھن چھاس کا وہم تھا۔ جسم تپاری سے خاصا کزور تو تھا ہی، اس کا دماغ بھی ناکارہ سا ہو گیا تھا۔ اسے گھر میں یوں لگا جیسے کوئی سفید سفید کپڑوں میں لپٹا چلا آ رہا ہے۔ بالکل ایسے ہی گیزے اس کی ہڈی کو سرنے کے وقت پہناتے گئے تھے۔ اتنے میں اچھن کا باپ گھر آ گیا۔ اسی لمحے آتے ہی بیڑی سلگائی اور چراغ جلانے کے لیے اچھن کو دیہ سلائی دی۔ بیڑی کے درمیان سے اچھن کا دم لچھے لگا اور اس نے باپ کو بیڑی چنے سے منع کیا۔ باپ نے ناراضی محسوس کی تو اچھن دل مسوس کر رہ گئی۔ اچھن چاہتی تھی کہ چراغ کی لو قہار ہوتا دے تاکہ کمرے کی روشنی میں اضافہ ہو مگر باپ نے سمجھا یا کہ انہیں معمولی تنخواہ میں صرف اتنا ہی تیل میسر آ سکتا ہے جس سے اچھن کی روشنی ہو سکے۔ اچھن کا باپ ایک تاجر کا غدار کے

آئینہ مرد و لاری 200 برائے جماعت دہم

ہاں دس روپے ماہوار تنخواہ پر حساب کتاب کرنے کا کام کرتا تھا۔ مہنگائی آسمان سے ہاتھیں کرنے لگی تھی۔ معاشرے کے ہر طبقے کے افراد کی تنخواہ اور مزدوری میں اضافہ ہوا مگر بچن کے باپ کی تنخواہ دس روپے ماہوار ہی رہی۔ اس نے کئی بار چاہا کہ مالک سے تنخواہ بڑھانے کی استدعا کرے مگر مالک کا رویہ جارحانہ تھا۔ دس روپے ماہوار میں اسے زندگی کی کوئی آسائش میسر نہ آسکتی تھی۔ تاہم وہ طوفاؤں کو دیکھ کر ہنسنا شروع کر رہا تھا۔ بچن کی ماں بیماری سے سسکتی اور غربت کے بوجھ تلے دہلی دو سال پہلے انتقال کر چکی تھی۔ اس وقت گھر میں اس کے کفن و دفن کے لیے کچھ نہ تھا۔ ایسے میں بچن کے باپ نے مالک سے التجا کی جس نے کفن و دفن کے لیے کچھ روپے امدادی اور بچاری کو زیر زمین سلا دیا کیا۔ بچن چراغ کی دھبی سی لو کے پاس دیوار سے ٹیک لگائے بے سوجھ بوجھ لکڑی لکڑی اندھیری روشنی سے اس کا دم اٹھتا تھا۔ بیماری نے جسم میں سخت نہ چھوڑی تھی۔ باپ نے بچن سے یہ کہنا کہ اگر چراغ کی دھبی سے بچن کی دھبی سے مل جائے تو اس کے لیے وہ پیسے روز کا نکل اضافہ دے گا۔ اس کے باپ کو سخت محنت کا صرف اتنا معاوضہ ملا تھا جس سے وہ جیسے کی بجائے جینے کی بھڑکی سی قہقہہ اٹا رہا تھا۔ بچن چچا و نپ کھاتی ہوئی اپنی چارپائی پر لڑھک لگی۔ اس کا بیکہرا رہا تھا۔ اسے ہر طرف سفید سفید سے کپڑوں کی کمز کڑا ہٹ سٹاف سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دوتا چاہا مگر بے چارگی میں اس کے آسمانوں میں پھنس کر رہ گئے۔

اساتذہ کرام کے لیے

- 1- باجرہ سرور کا تعارف کروایا جائے۔
- جواب دیکھیے حالات زندگی
- 2- طلبہ کے سامنے اچھے انسانے کے چاٹ، کردار، فضا اور دیگر فنی لوازم کی وضاحت کی جائے۔
- جواب انسانہ الکی مختصر کہانی کو کہتے ہیں جو ایک لاشت میں بیٹھ کر پڑھی جاسکے۔
- انسانہ الکی مختصر کہانی ہے مگر اس کے کردار ہمارے ہی معاشرے کا حصہ ہوتے

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 201 برائے جماعت دہم

ہیں۔ یہ حقیقت سے قریب تر ہوتے ہیں۔ ان میں حقوق الغیرت دہم نہیں
کئی جائیں بلکہ انسانی رویوں کی عکاسی کی جاتی ہے۔ کرداروں کی نفسیات کو
سامنے رکھتے ہوئے ان کے ارد گرد پلاٹ فیکر کیا جاتا ہے جس پر کہانی کا
دارودہ ادا ہوتا ہے۔ ایک اچھے افسانے میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں۔

1- اختصار	2- کردار نگاری	3- مکالمہ نگاری
4- منظر نگاری	5- وحدت تاثر	6- پلاٹ
7- حقیقت نگاری	8- انداز بیان	9- قوت مشاہدہ
10- زبان و بیان	11- زمان و مکاں	12- مقصدیت

3- * ظہر گو افسانے کی باہم بھروسہ افسانے کی باہم خصوصیات مٹا کر نہیں۔
جواب: باہرہ مسرودہ کا یہ افسانہ ہمارے معاشرے کی عکاسی کرتا ہے۔ ہم اپنی
ذات پر معمولی غول چڑھا لیتے ہیں۔ اپنی ظاہری حالت سے اپنے حقائق
چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ہم اپنے گھر سے نکل کر کئی بار اپنے
نہی گھر آ جاتے ہیں۔ باہرہ مسرودہ نے بڑے خوب صورت انداز میں اپنے
الفاظ میں ہمارے ارد گرد پائے جانے والے کرداروں کی نفسیات سے آگاہ
کرتے ہوئے کہا ہے کہ متوسط طبقے کے لوگ اپنے ادب پر طبع کاری کر پیتے ہیں۔
مگر جب یہ طبع اترتا ہے تو انہیں پتا چلتا ہے کہ ہر پچھنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔
وہ سونے کے دھوکے میں جس کے پیچھے آئے ہیں وہ اصل میں پتیل ہے۔

اہم معروضی سوالات

معنی کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگا ہے۔

(الف) لڑکی انجین پر پکٹی تو بج گئی تھی

(i) ساڑھے نو (ii) ساڑھے دس

(iii) ساڑھے گیارہ (iv) ساڑھے بارہ

(ب) لڑکی برقع، ہم کر لائی تھی

(i) چچی جان سے (ii) بھریگی سے

(iii) خالہ سے (iv) ممانی سے

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ آرو لاری 202 برائے عامت دہم

- (ب) ای جان نے۔ جانے کب سے روپے جوڑ کر رکھے تھے
- (i) تین (ii) چار
(iii) پانچ (iv) دس
- (د) امیر لڑکیوں کو بلا مبالغہ سزا کرنا چاہیے
- (i) دو نوکروں کے ساتھ (ii) پانچ نوکروں کے ساتھ
(iii) دس نوکروں کے ساتھ (iv) درجن نوکروں کے ساتھ
- (و) لڑکی ٹکٹ خریدنا چاہتی تھی
- (i) اول درجے کا (ii) آخر درجے کا
(iii) ٹھہرا کلاس کا (iv) سیکنڈ کلاس کا
- (ر) لڑکی نے ملی گوسلمان اٹھانے کی اجرت دی
- (i) چار آنے (ii) آٹھ آنے
(iii) ایک روپيا (iv) دو روپے
- (ز) چچا کے ہاں لڑکی کا استقبال اس لیے گرم جوش سے کیا گیا کہ
- (i) اس نے تہہ سفر کیا (ii) چچا کی عبادت کے لیے آئی
(iii) پہلا بار تشریف لائی (iv) وہ انکڑی بچھڑی تھی
- (ج) لڑکی نے چائے کی ایک پیالی پی
- (i) ٹھنڈے شربت کی طرح (ii) کافی کی طرح
(iii) سادہ پانی کی طرح (iv) مکڑی کی طرح
- (ط) لڑکی نے پردوں کے مٹن میں دیکھا
- (i) فرین والے نوجوان کو (ii) دو چہرے بچوں کو
(iii) بہت سے جانوروں کو (iv) ایک برج پر چڑھنے والوں کو
- (ی) پیمبر میں ایک کھوئی پر چھو رہا تھا
- (i) ایک شخص برج (ii) ایک تیار بندہ
(iii) ایک جیتی اور رکٹ (iv) ایک بچے والا دوپٹا

(الف)	(iii)	(ب)	(iii)	(ج)	(i)	(د)	(iv)
(ب)	(iii)	(د)	(ii)	(ز)	(i)	(ج)	(iv)
(د)	(i)	(ی)	(iii)				

چغل خور

مذہبی مقاصد

- ① شفیق خوری کی خدمت رہا
- ② طلبہ کو چغل خوری کے بُرے اثرات سے آگاہ کرنا
- ③ طلبہ کو چغل خوری سے بچنے کے بارے میں بتانا
- ④ طلبہ کو لوگ داستان کے پتہ پہنچانا
- ⑤ طلبہ کو شفیق متیل کے حالات سے آگاہ کرنا
- ⑥ طلبہ کو شفیق متیل کے اسلوب سے واقفیت کروانا
- ⑦ طلبہ کو بعد معترف کے بارے میں معلومات دینا

مصنف کے حالات زندگی

نام شفیق متیل، تاریخ پیدائش 1930ء چائے پیدائش: ضلع لاہور
تعلیم: آپ سے ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس
کرنے کے بعد آپ گراہی چلے گئے۔ گراہی میں آپ نے سکاٹ کو بطور پیرسٹ اپنٹا۔ پھر
آپ "روزنامہ جنگ" سے وابستہ ہو گئے۔ آپ نے ساری زندگی "روزنامہ جنگ" میں
اپنے فرائض انجام دیے۔ مدت طوالت پوری ہوئے کے بعد بھی آپ اسی ادارے
سے وابستہ رہے اور روزنامہ جنگ نے قوت شائع ہونے والے ہفت روزہ "اخبار جہاں"
کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھوں کے ایک رسالے "بھائی جان" کے بھی
ایڈیٹر رہے۔ آپ تیار نگار ہونے کے ساتھ ساتھ بھائی اور اردو زبان کے شاعر بھی ہیں۔

آئید اُردو لازمی 204 برائے جماعت دہم

آپ نے مختلف زبانوں کی لوک کہانیوں کو اردو میں ترجمہ کیا اور اردو ادب میں ایک نیا قدر اضافہ کیا۔ ان کہانیوں میں "جرمن کی لوک کہانیاں" اور "جاپان کی لوک کہانیاں" شامل ہیں۔

تصانیف: آپ کی لکھی ہوئی اور ترجمہ کی ہوئی کتابوں کی تعداد بیس سے زائد ہے۔ ان میں شاعری کے دو مجموعے بھی شامل ہیں جن کے نام "سوچاں دی زنجیر" اور "زیر خیال" ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی کتاب "پنجابی کے پانچ قدیم شاعر" بھی مکمل ہو کر ہے۔ آپ نے بچوں کے جرمن ادب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اور بچوں کے لیے پوری خوبصورت کہانیاں پیش کیں۔ آپ کی کتاب "لوک کہانیاں" سات زبانوں میں شائع ہو چکی ہے۔

مرکزی خیال

اس لوک داستان کا مرکزی خیال چٹل خوری کی خدمت کرتا ہے۔ مذہبی اخلاق میں چٹل خوری ایک بدترین عادت ہے جو معاشرے میں سے پتہ بگاڑ اور فساد برپا کرتی ہے۔ چٹل خور دو آدمیوں کے درمیان جھول ہاتھ کر کے ان میں فساد برپا کر دیتا ہے۔ دیہاتی چٹل خور اسی عادت پر میں جلتا تھا۔ پہلے وہ ایک گاؤں میں ڈیکس و خور ہوا اور اپنی چٹل خوری ہی کی وجہ سے دوسرے گاؤں سے بھی بھاگنا پڑا۔

اہم نکات

- دیہاتی چٹل خور □ گاؤں والوں کا اعتماد اٹھ جاتا
- کسان کے ہاں عار مت □ پچیس ماہ بعد چٹل کھانے کی بجائے
- کسان کی بیوی کو بدگمان کرنا □ کسان سے جھوٹ بولنا
- کسان کے سارے پاس جانا □ کسان کے بھتیجوں کے پاس جانا
- آپس میں دنگ فساد □ چٹل خور کا ہر گ جانا

خلاصہ

کسی گا اس میں ایک چٹل خور رہتا تھا۔ وہ چٹل کی عادت بد میں مبتلا تھا۔ وہ لاکھ کوشش کے باوجود اپنی عادت نہ چھوڑ سکا۔ اس عادت کے نتیجے میں اسے اپنی ملازمت سے ہاتھ بھی دھوا پڑے۔ نوبت قانون تک آگئی۔ اسے کسی دوسری جگہ بھی ملازمت نہیں ملتی تھی کیوں کہ ہر کوئی اس کی چٹل خوری سے واقف ہو چکا تھا۔ اس نے کسی دوسرے کام میں جا کر قسمت آزمائے کا فیصلہ کیا۔

وہ ایک کسان کے پاس پہنچا۔ کسان اکیلا تھا، اسے کام کاج کے لیے ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ چٹل خور بھیتی ہڈی کا کام جانتا تھا چٹل خور روٹی کپڑے کی شرط پر ملازم ہو گیا۔ اس نے کسان سے کہا کہ اس کے علاوہ میں جسے ماہ بعد ایک چٹل کھا کر دوں گا۔ کسان نے سوچا مفت کا ملازم ہے۔ چٹل کھانے سے میرا کیا بگڑے گا۔ میرا کوئی سارا ہے جو کھانا ہو جائے گا۔

چٹل خور ملازمت کرتا رہا۔ جیسے جیسے گئے۔ چٹل خور نے چٹل کھانے کا کام شروع کیا۔ وہ کسان کی بیوی کے پاس آیا پھر اسے کہا کہ کسان کڑھی ہو گیا ہے، اس کی ٹٹائی یہ ہے کہ کڑھی کا گوشت لیکن ہو جاتا ہے۔ چٹل کو شک ہو گیا۔ اس نے کہا 'میں کل اس کا جسم چاٹ کر آزمائش کروں گی۔' اس کے بعد چٹل خور کسان کے پاس گیا اور کہا 'تمھاری بیوی چٹل ہو گئی ہے اور کائے کو دہڑتی ہے۔' کسان بولا 'آج تو میں کھیت میں ہوں۔ کل وہ آئے گی تو اس کی آزمائش کروں گا۔' وہاں سے چٹل خور کسان کے سالوں کے پاس پہنچا اور کہا 'آپ یہاں آرام سے بیٹھے ہیں اور وہاں ہمسایہ روزانہ آپ کی بہن کو مارتا ہے۔' کسان کے سالوں نے کہا 'ہم اس بات کو آزمائش کریں گے۔' جب چٹل خور نے دیکھا کہ ان لوگوں نے میری بات پر اقبال کر رہا ہے تو وہ کسان کے بھائیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا 'آپ کیسے بھائی ہیں، کہ آپ کے ایک بھائی کو اس کے سالے روز مارتے ہیں اور آپ چپ چاپ تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر

آئینہ اردو لازمی 208 برائے جماعت دہم

آپ کو میری بات پر یقین نہیں تو کل کھیت میں آ کر خود دیکھ لیتا۔" کسان کے بھائی
بولے "ہم کل ضرور آئیں گے۔"

اس طرح چٹل خور سب کو بھڑکا کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ دوسرے دن
کسان کی بڑی کسان کے لیے کھانے لے کر آئی۔ وہ موقع کی تلاش میں تھی کہ کسی طرح
کسان کا جسم پاٹ کر آزمائش کرے۔ ادھر کسان بھی اسی کو بہت عور سے دیکھ رہا تھا۔
جیسے ہی کسان کی بڑی کسان کا بازو چائے سے لیے آگے بڑھی، کسان سمجھا شاید یہ مجھے
کھانے لگی ہے۔ آپ نے جوتا اتار کر بڑی کی پٹائی شروع کر دی۔ کھیت میں چھپے کسان
کے ساروں نے جب یہ منظر دیکھا تو انھیں چٹل خور کی بات کا یقین آ گیا۔ وہ بھاگے
بھاگے آئے اور کسان پر پل پڑے۔ دوسری طرف کسان کے بھائی بھی آ گئے۔ انھوں
نے کسان کے ساتھ چالیں برساتا شروع کر دیں۔ لوگوں نے آ کر انھیں چھڑایا اور
پوچھا کہ کیا بات ہے۔ آپ کیوں کھڑے ہیں۔ کس پر سب نے اپنی اپنی بات بتائی کہ
تو کرے ہمیں اس طرح نکالنا ہے۔ سب چٹل خور کو ڈھونڈنے کے منظر چٹل خور اپنا کام کر
کے جا چکا تھا۔ آج کوئی چٹل خور اپنے آپ کو چٹل خور نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس بات سے
ڈرتا ہے کہ کسان اور اس کے بھائی سن نہ لیں اور اسے جان سے مار دیں۔

مضمون پر تبصرہ

"چٹل خور" اہل میں ایک لوگ داستان ہے۔ شہر ہو یا دیہات، چٹل خور
معاشرے کے لیے سم کاٹل ہوتی ہے۔ دیں میں اس کی بہت زیادہ خدمت کی گئی ہے۔
مصنف نے ایک دلچسپ قصے کے انداز میں چٹل خور کے جذبات سے آگاہ کیا ہے۔
چٹل خور کی نسبت ہی کی ایک قسم ہے۔ کسی کی پیٹ پیچھے ایسی برائی کرتا کہ جو اس کی
موجودگی میں کی جائے تو اسے برا محسوس ہو، چٹل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں
چٹل خور کے لیے کہا ہے کہ چٹل کھاے والا ایسا ہے جیسے وہ اپنے بھائی کا کچا گوشت کھاتا
ہو۔ چٹل خور سے ہر حال میں پرہیز چاہیے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برائے جماعت دہم

207

تیز اردو لازمی

مشکل الفاظ کے معانی

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
نہایت کرسے والا، چٹل کھانے والا	چٹل خور	حقیقت میں	دراصل
ترجیحی نگاہ سے دیکھنا	تکلیفوں سے دیکھنا	معاذ کرنا	معاذ کرنا
ملازمت ختم ہو جانا، ملازمت چاتی رہنا	ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھنا	سرہانہ ملکیت	پہلی
جلدی سے کچھ کر بیٹھے	آدہ کھا نہ آؤ	در دست کوشش	سر توڑ کوشش
نعرہ مارتا، آواز دینا	لگارتا	بیت نہ کرنا	منہ نہ لگانا
بہت ذیل و خوار ہونا	درد کی خاک بھانا	مسل	مسل
اچانک نوٹ پڑنا	ہل پڑنا	سرمسٹ	سرمسٹ
اسے نصیب کو آ کر مانا	تخت آزمائی	عوامی کہانی	لوک داستان
معمول کے مطابق	معمول	فنی	جبر
چند ام کا مرض	کوڑھ	حیران کر دینے والا	حیران کن
چھوٹا حیراں ہونا	بھان ہونا	پیشانی، دو جڑ ہین	شش و پنج
ترجیحی نگاہ سے دیکھنا	تکلیف	بالکل بے نہ چلنا	کانوں کان خبر نہ ہونا
نوکر کا	ملازمت	نہی عادت	عادت بد
تسل	امہیزان	پوچھنا	دریافت کرنا
بہید، چمکی یا ستی	راز	تیار	آمادہ
عرضہ گزار ہونا	بیت چانا	نمایاں	ظاہر

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

پہلے اردو نازی	208	پہلے جماعت دہم
چاہا	چاہت، چاہتا	چتر کرنا
مدت	عمر	قرب
تجویز	رائے	آدھا مڑا ہوا، سرنے کے قریب
زد و کوب کرنا	مارنا بٹنا	چھانچ
سہل کرنا	کھلنا	حلیم کرنا
		مانا

چرا گراف کی تشریح

چرا گراف ۱۔ اگلے دفتوں کی بات۔ کامیاب نہ ہو سکا۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام چغل خور
(ب) مضمون کا ٹیم شیعہ عقلم

حل لغت

اگلے دفتوں کی بات۔ پرانے دور کا قصہ۔ چغل خور غیبت کرنے والا۔ بار بار کی بار۔ دراصل حقیقت میں۔ ملازمت: نوکری۔ بچے کا وہ خاصہ جسے کوئی کام نہ ہو۔ بہتری بہت زیادہ

سیاق و سباق

اس مضمون میں ایک دیہاتی چغل خور کا سبق آموز قصہ بیان کیا گیا ہے جو اپنی چغل خوری کی بری عادت کی وجہ سے ڈپٹی و خوار ہو گیا۔ وہ بیٹھ لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا تھا اور اس طرح انھیں آپس میں بدگمانی میں مبتلا کر دیتا تھا۔ چغل خوری اس کی فطرت تھی بن چکی تھی۔ وہ کوشش کے باوجود اس بری عادت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکا تھا۔ پہلے اس سے اپنے گاؤں میں فساد برپا کروایا اور وہاں

۱۰

آئینہ آرد لازمی 209 برائے جماعت دہم
ذیل و خوار ہوا۔ نوکری سے بھی ہاتھ دھو پڑے۔ قاقوں تک فوج آئی تو اس نے کسی
دوسرے شہر جا کر قسمت آزمائے کا یصلہ کیا مگر اپنی بری عادت کی وجہ سے وہاں سے بھی
اسے بھاگنا پڑا۔

تشریح

اس بچہ اگر ان میں معصوم بیان کرتا ہے کہ کسی بہت سی میں ایک ایسا شخص رہتا تھا
جو بچوں کو کھانے کی بہت عادت تھی۔ وہ ایک دوسرے کی برائی بیاں کیا کرتا تھا اور لوگوں
میں دشمنی، نفرت اور عداوت کا بیج بویا کرتا تھا۔ اس کا مشغلہ یہی تھا کہ وہ لوگوں کو ایک
دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے۔ یہ بری عادت اس کی فطرتِ ثانیہ میں چھل تھی۔ وہ
بڑے بچوں اور کچھ بچوں کو اپنی اس عادت سے بچپن نہ چھڑا سکا۔ اس کا ضمیر مردہ ہو
چکا تھا۔ اگر اس میں احساسِ مافیہ کوئی چیز ہوتی اور اس میں ضمیر کی غلط موجود ہوتی تو
وہ اپنی اس اخلاقی برائی سے باز رہتا۔ اس نے ہر بار اس بات کا عہد کیا کہ اب
وہ کسی کی پٹلی نہیں کھائے گا لیکن چونکہ وہ بچہ ہے اس لیے اس کا عہد کیا کہ اب
نہ کام رہتا تھا۔ اپنی اس بری عادت کی وجہ سے اس کا ضمیر بے گناہ نہ رہتا تھا۔ وہ بھی ہاتھ دھو
پڑے۔ وہ بے کار ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ میں بھی عادیِ عادت حاصل کرنے کی
کوشش کرتا ہوں مگر اس کے اپنے گاؤں میں کسی نے اس کی بات نہ مانی کیوں کہ
سب ہی لوگ اس کی پٹلی خوردی والی عادت سے واقف ہو چکے تھے۔

تبصرہ

شخصِ عقل نے بڑے دلچسپ انداز میں ایک اخلاقی برائی کی طرف توجہ دلائی
ہے۔ محض زبان کا چسکا پورا کر کے کے لیے لوگ ایک دوسرے کی پٹلی کرتے ہیں۔ یہ
نہیں جانتے کہ اس کی یہ پھرتی ہی بات کتنے بڑے فتنے کو جنم دیتی ہے۔ گھر کے گھر آ رہے
جانتے ہیں اور پٹلی خورد کو اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ پٹلی
خورد کا اعتاد اٹھ جاتا ہے۔ وہ معاشرے میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے لیکن ان سب باتوں
کے باوجود وہ پٹلی بھی فتح برائی سے باز نہیں آتا۔

آئینہ اردو لاری 210 برائے جماعت دہم

چراغرافہ 2: اور اس کے بعد وہ سب نکلیں اور جا چکا تھا

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام چغل خور

(ب) مصنف کا نام شفیع عتیق

عل لغت

پل پڑا ٹوٹ پڑا، حملہ کرتا۔ سر پٹوں، لڑائی مار کھائی۔ ارد گرد اس پاس، رنج
بہار کروانا صلح کرنا، جھڑا ختم کروانا۔ کیا بھرا ہے کام ہے۔ چغل خور
فیست کرنے والا

سیاق و سباق

پہلے تو چغل خور نے کسان کی بیوی اور کسان کو ایک دوسرے کے خلاف
بھڑکایا۔ کسان کی بیوی سے کہا کہ کسان کو مرنی ہو گیا ہے۔ اس کی بھائی یہ سنے کہ اس کا
موشت ٹھیک ہو گیا ہے۔ دوسری طرف کسان سے کہا کہ تمہاری بیوی پاگل ہو گئی ہے جو
کانٹے کو دودنی ہے۔ ایک طرف کسان کے سالوں کو بھڑکایا کہ تمہارا بہنوئی تمہاری بہن کو
دو زائد بیٹا ہے تو دوسری طرف کسان کے بھائیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تمہارے بھائی
کے سالے تمہارے بھائی کو روک کر رہے ہیں۔ اسی طرح چغل خور نے کافی
لگائی بھائی کر کے فتنے کی دم بھڑکادی۔

تشریح

جب کسان کی بیوی نے کسان کے جسم کو اپنی زبان سے گلے کی پکڑ کی تو
سالوں سمجھا کہ میری بیوی واقعی پاگل ہو گئی ہے اور مجھے کاٹنا چاہتی ہے۔ اس نے جرح
اتار کر اپنی بیوی کی پٹائی شروع کر دی۔ اور جب کھیت میں چھپے ہوئے کسان سمجھ
سالوں نے دیکھا کہ کسان ان کی بہن کو مار رہا ہے تو وہ بھاگے بھاگے ائے اور کسان کو
دارنے لگے۔ دوسری طرف کسان کے بھائی بھی نا اطمینان لے کر میدان میں کود پڑے۔

آئینہ اردو مازلی 211 برائے جماعت دہم

اس کے بعد سب آپس میں جھگڑا ہو گئے۔ باقی پائی ہوئی۔ لالچیاں بڑھنے لگیں۔ ایک دوسرے کے سر پہنچا دیے گئے۔ خون بہنے لگا اور سب بونہان ہو گئے۔ سب رشتے ٹانے چرے کے چرے ہو گئے۔ آخر کار اس پاس کے کیتوں میں کام کرے والے حرا، کسان اور کارکن وغیرہ بھاگ کر پہنچے اور انھوں نے مداخلت کرتے ہوئے ایک دوسرے کو بٹایا اور لڑنے کی وجہ چھٹی۔ سب نے بتایا کہ لوگ نے ان سے اس قسم کی باتیں کی تھیں۔ سب اپنی بات قسم کر چکے تو حقیقت سامنے آئی کہ سب کچھ چٹل حور کا کیا دھرا ہے۔ سب مل کر چٹل حور کو تلاش کرنے لگے، لیکن انھوں نے چٹل حور اس وقت تک گاؤں پہنچ کر جا چکا تھا۔

تبصرہ

چٹل خوری کے نتیجے میں خند و فساد برپا ہوا ہے۔ پسے پھل تو لوگ سچ کچھ ہیں لیکن جب حقیقت سامنے آتی ہے تو چھتاوے کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ شیخ متیل نے بڑے دلچسپ انداز میں چٹل خوری کے بڑے اثرات سے آگاہ کیا ہے۔ انھوں نے کہانی کی کہانی میں بتا دیا ہے کہ ایک چھوٹی سی چٹلی کتنے بڑے فساد کا بیج غیر بن گئی۔ کتنے گھر اس سے متاثر ہوئے۔ خوں خرابے تک نوسہ جا چکی اور چھب حقیقت کھل تو کچھ بھی نہ تھا۔ صرف چٹل خور کی زبان کا چکا تھا۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے۔

(الف) کسان نے چٹل خور کو کن شرائط پر ملازم رکھا؟

جواب کسان نے چٹل خور کو اپنے ہاں دو شرائط پر ملازم رکھا۔ پہلی شرط صرف روٹی کپڑا سپلا کرنا تھا اور دوسری شرط یہ تھی کہ چٹل خور کو جیسے وہ بعد کسان کی چٹلی کھائے گی اہانہ اسے دی جائے۔ دوسری شرط بڑی عجیب تھی لیکن کسان

آئیہ اردو، نئی 212 ہمارے جماعت دہم

اس پر رضامند ہو گیا۔ اس نے سوپا چٹل کھانے سے میر کیا بگڑے گا۔ میرا کون سا راز ہے جو ظاہر ہو جائے گا۔ مجھے تو منت میں کام کرنے کے لیے نوکر مل گیا ہے۔

(ب) چٹل خود نے کسان کی بیوی کو کیا سکہ کر بدگمان کیا؟
جب چٹل خور کو کام کرتے جھے مینے بیت گئے تو چٹل خور کسان کی بیوی کے پاس آگیا اور کہنے لگا "تمہیں بتا ہے کہ کسان کوڑھی ہو گیا ہے۔ اس نے اب یہ کہتا ہے کہ تم سے پتی یہ باری چھپائے رکھی ہے، میں تمہیں کوڑھی کی ایک نٹانی بتاتا ہوں کھڑوڑھی کا گوشت لیکن ہو جاتا ہے۔ تم اس کا گوشت چاٹ کر اس بات کی تصدیق کر سکتی ہو۔" یوں چٹل خور نے کسان کی بیوی کو کسان سے بدگمان کر دیا۔

(ج) ہر چٹل خور کس بات کو ماننے سے انکار کرتا ہے؟
جو اب کوئی چٹل خور یہ بات نہیں مانتا کہ وہ چٹل خور ہے۔ اس کو ڈر ہے کہ کسان کسان کے بھائی اور اس کے ساتھ ہلے پچھلے نہیں اور مار ڈالیں۔
(د) چٹل خور کو اپنی بری عادت سے کیا نقصان پہنچتا ہے؟
جو اب گاؤں کے سارے لوگ چٹل خور کی عادت سے واقف ہو گئے۔ انھوں نے چٹل خور کا اعتبار کرنا چھوڑ دیا۔ چٹل خور کی وجہ سے چٹل خور کو اپنی ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے اور پھر اسے کہیں اور بھی ملازمت نہ ملی۔ یوں چٹل خور کی بری عادت کی وجہ سے نوبت قانون تک پہنچ گئی۔
2- لوگ کہانی کی مختصر تعریف کیجیے۔

لوگ کہانی
جو اب ایسی کہانی جس میں خیال اور تصوراتی قصے بیان کیا گیا ہو، اسے لوگ کہانی کہا جاتا ہے۔ یہ کسی ایک آدمی کی حقیقت نہیں ہوتی بلکہ نسل در نسل ستر کرتی ہے اور

وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ اور ترمیم ہوتی رہتی ہیں۔ اس طرح ہمیں ایک ہی کہانی کئی روپ میں پڑھنے کو ملتی ہے۔

جو لوگ لوگ کہانیوں پر تحقیق کرتے ہیں وہ لوگ کہانیوں یا داستانوں کی باقاعدہ درجہ بندی کرتے ہیں، جو کہانیاں عوام میں زیادہ مقبولیت اختیار کریں، انہیں پہلے درجے پر رکھا جاتا ہے۔

لوگ کہانیاں کسی بھی ملک کی ہوں، ان میں بہت سی باتیں مشترک ہوتی ہیں۔ وہی حسین و جمیل شہزادیاں اور وہی خوب صورت اور بہادر شہزادے ہیں۔ وہی خوف ناک دیو ہیں اور وہی ڈراؤنے جن ہیں۔ وہی اژان قالمین اور وہی نگری کی کھڑاں ہیں جو پلک جھپکنے میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں لے جاتی ہیں۔ جنگ کا سبق دینے والے فقیر اور سادھو بھی وہی ہیں اور کسی دیو کی قید سے شہزادی کو آزاد کروانے والے دھن کے بچے شہزادے بھی وہی ہیں جن کے ارادے کی ماہ میں کئی سمندر کاوٹ نہیں بن سکتا نہ ہی کوئی پہاڑ ان کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے۔

ان کہانیوں میں ایک بات ضرور دیکھنے میں آتی ہے کہ بیت بہت سچائی کی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ کہانیاں آج بھی لوگوں کے دلوں میں رچھڑی ہیں۔ لوگ کہانیاں زیادہ تر انحصار سے لکھی جاتی ہیں۔ ان کہانیوں کا انداز بھی پانیہ ہوتا ہے۔ ان کہانیوں میں مکالمے نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

3۔ سچی چال غور کے شن کو سامنے رکھ کر درست مطلب پر مبنی (✓) لکھیں:

(الف) سچی چال غور مصنف کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

(i) پنجابی لوگ داستانیں (ii) چینی لوگ کہانیاں

(iii) پنجاب کی لوگ کہانیاں (iv) جاپانی کہانیاں

(ب) چال غور کہاں رہتا تھا؟

(i) گاؤں (ii) قصبہ

(iii) شہر (iv) بیرون ملک

(ج) اپنے گاؤں کو چھوڑ کر چال غور کہاں پہنچا؟

(i) دوسرے گاؤں (ii) شہر

www.com

www.com

(i) لڑتا ہے (ii) بھاگ رہا ہے
(iii) تاراج ہو رہا ہے (iv) اسے اپنی بے وزن کھاتا ہے

(الف)	(i)	(پ)	(i)	(ج)	(i)	(ب)	(iv)
(د)	(i)	(د)	(i)	(د)	(ii)	(ج)	(iii)

✓	(الف) چٹل خور ٹیوہیچٹی بازی کا کام جانتا ہے۔
✓	(ب) چٹل خور نے کسان کی بیوی کو بتایا کہ کسان کا جسم نہیں ہو گیا ہے۔
✓	(ج) چٹل خور نے کسان سے کہا کہ تمہاری بیوی پاگال ہو گئی ہے۔
x	(د) کسان کے سالوں نے چٹل خور کی چٹل کو جھوٹ جانا۔
✓	(ه) جب چٹل خور کی اصلیت کھل گئی تو سب اس کی حشاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئیکہ اُردو لازمی 215 برائے جماعت دہم

5 سبق کے متن کو مد نظر رکھیں اور قوسین میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ چن کر خالی جگہ پُر کیجئے:
(الف) چٹلی کہ تا چٹل خور کی _____ ہوتی ہے۔

(فطرت، عادت، ہمت)

(ب) چٹل خور نے کسان کی بیوی کو بتایا کہ وہ _____ ہو گیا ہے۔

(باؤلا، کوڑھی، پاگل)

(ج) چٹل خور نے کسان سے _____ بعد ایک چٹل کھانے کی اجازت مانگی۔

(ایک، دو، چھ ماہ، نو ماہ)

چٹل خور کو چٹل خور کہا جائے تو وہ _____

(لڑ پڑتا ہے، بھاگ جاتا ہے، ناراض ہو جاتا ہے)

(د) چٹل خور کی چٹل خوری کا نتیجہ _____ کی صورت میں نکلا۔

(مطلق، سر پھنول، گل و غارت)

(الف) چٹل کھانا چٹل خور کی عادت ہوتی ہے۔

جواب

(ب) چٹل خور نے کسان کی بیوی کو بتایا کہ وہ کوڑھی ہو گیا ہے۔

(ج) چٹل خور نے کسان سے چھ ماہ بعد ایک چٹل کھانے کی اجازت مانگی۔

(د) چٹل خور کو چٹل خور کہا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔

(ه) چٹل خور کی چٹل خوری کا نتیجہ سر پھنول کی صورت میں نکلا۔

اس لوگ کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جواب دیکھیے خلاصہ

7- حصہ ذیل محاورات اور الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے:

تھمنا، اُدھ نوا، ہلکا ہونا، کانوں کان خبر نہ ہونا، شش درج میں جھکا ہونا، در

در کی خاک چھانا

الفاظ	جملوں میں استعمال
تھمنا	عازرہ بہت تھمائی مگر اس کا نیا سوت لیکن نے لیکن ہی لیا۔
ادھ نوا	دیپتیا تو بے چہرہ کو مار مار کر ادھ نوا کر دیا۔

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 210 برائے جماعت دہم

جگہ رو رو کر ہلکان ہو گیا۔	ہلکان ہونا
کسی کو کانٹوں کا جبر نہ ہوئی اور ارشد نے ایک عاں شان مکان ہوا۔	کانٹوں کا جبر نہ ہونا
آپ کی بات سن کر تو میں شش و پنج میں چلا ہو گیا ہوں۔	شش و پنج میں چلا ہونا
آج کل ملازمت حاصل کرنے کے لیے دور کی ٹاک چھانٹا پڑی ہے۔	دور کی ٹاک چھانٹنا

جملہ معترضہ

جملہ معترضہ ایسا لفظ یا جملہ ہوتا ہے جو وضاحت یا طے کرنے کے لیے لکھا یا بولا جاتا ہے۔ اس کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا البتہ اس کے نہ ہونے سے وضاحت میں ایک گونہ لکھی کا احساس ہوتا ہے۔ چند جملے ملاحظہ کیجیے۔

1- غبارِ خاطر (مسلانا ابوالکلام آزاد کے خطوط کا مجموعہ) کا تارہ انڈیش مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

اس عبارت میں "مسلانا ابوالکلام آزاد کے خطوط کا مجموعہ" جملہ معترضہ ہے۔

2- جلال (پروفیسر فاروق کا بیٹا) جماعت میں اول آیا ہے۔

اس عبارت میں "پروفیسر فاروق کا بیٹا" جملہ معترضہ ہے۔

جملہ معترضہ کی طرح مثالیں

- سکندر (جو میرے ساتھ سکول میں پڑھتا تھا) کل اپنا تک بچے ازار میں مل گیا۔
جملہ معترضہ: جو میرے ساتھ سکول میں پڑھتا تھا
- سیرا (جو کبھی ہمارے بچے میں رہتی تھی) آج کل انگلینڈ میں رہتی ہے۔
جملہ معترضہ: جو کبھی ہمارے بچے میں رہتی تھی
- شیر (جو جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے) گوشت خور جانور ہے۔
جملہ معترضہ: جو جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے
- عمود ہندی (جو غالب کے خطوط کا مجموعہ ہے) پڑھنے کے مائق ہے۔
جملہ معترضہ: جو غالب کے خطوط کا مجموعہ ہے

تختہ اردو لازمی 217 برائے جماعت دہم

سرگرمیاں

1- کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا یا کسی سے غلط باتیں منسوب کرنا فتنہ پردازی ہے۔ اس کے نقصانات پر دس بارہ سطروں کا نوٹ لکھیے۔

جواب کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جو اس کی موجودگی میں کہی جائے تو اس کو برا لگنے سمیت کہلاتا ہے۔ فیتہ عربی زبان کا لفظ ہے اردو میں اس کے معنی چٹلی کہانا کے ہیں۔ چٹلی کہانے دانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ جس کی چٹلی کھا رہا ہے اسے دوسروں کی نظر میں بے وقافتگی پیدا کر دے۔ چٹل حور اپنے چند منٹ زبان کے چسکے کے لیے کہ مجھے اس بات کا علم ہے اور میں اسے دوسروں کو بتاؤں، بہت برا نقصان کرتا ہے۔ چٹلی کہانے وہاں نہیں جانتا کہ اس سے کتنا برا نقصان ہو سکتا ہے۔ کسی کو جاس بوجھ کر نقصان پہنچانا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔

چٹل خور کی نقصانات

- 1- دوست ایک دوسرے سے دُشمندہ جاتے ہیں۔
- 2- بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔
- 3- رشتے دار متاثر ہوتے ہیں۔
- 4- برائی برائی آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔
- 5- آپس کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔

2- طلبہ اپنے استاد سے پوچھ کر کسی اور معتمد کی کوئی لوگ کہانی پڑھیں۔

اپنی بددعا آپ

جواب

پرانے زمانے کی بات ہے کہ کسی کسان کی زمین میں چٹیل کا ایک بوڑھا

درخت تھا۔ ہر درخت بوزھا ہونے کی وجہ سے سوکھ گیا تھا اور بہار کے موسم میں بھی اس کے سبز پتے نہ لگتے تھے۔ اس لیے یہ کسان لڑھوں کے بچوں کو چھاؤں بھی مہیا نہ کرتا تھا۔ اس درخت کی خشک شاخوں پر ایک چڑیا نے گھونسا بٹا رکھا تھا۔ چڑیا نے گھونسلے میں اپنے دے دیے اور دونوں دہلیزہ نام سے رہنے لگے۔ ایک دن چڑیا باہر سے واپس آئی کہ گھونسلے میں آیا تو چڑیا مغموم بیٹھی ہوئی تھی۔ پوچھنے پر چڑیا نے بتایا کہ آج کسان اپنے حرا میں سے باتیں کر رہا تھا کہ "درخت کو کاٹ دیا جائے گا۔" میں پریشان ہوں کہ اگر درخت کاٹ دیا گیا تو ہم کہاں جائیں گے؟ چڑیا نے چڑیا کو حسد دیا۔ "تم تو خود بخود پریشان ہو رہی ہو، کچھ بھی نہ ہوگا۔" واقعی کچھ بھی نہ ہوا اور اس اثنا میں لڑھوں میں سے ننھے سنے بچے نکل آئے۔ ایک ننھے کے بعد چڑیا گھونسلے میں واپس آیا تو چڑیا کو پھر مغموم پایا۔ چڑیا نے بتایا کہ آج کسان اپنے جیسے جیسے سے کہہ رہا تھا کہ "کاؤں کے ترکھان کو بلا لاؤ تاکہ وہ آری سے درخت کاٹ دے۔" چڑیا نے پھر چڑیا کو حسد دیا اور کہا کہ "تم فکر نہ کرو کچھ بھی نہ ہوگا۔" تھی وہی گزر گئے اور کچھ بھی نہ ہوا۔ پوچھے دن چڑیا نے پھر پریشانی کا اظہار کیا۔ اس نے بتایا کہ کسان اپنے بیٹوں سے کہہ رہا تھا کہ "گھر میں چڑیا آکر آئے تو اسے آؤ میں تمہارا درخت کاٹ لوں گا۔" چڑیا نے یہ بات سنی تو کہا کہ "بلکہ اب پریشانی ضرور ہے کچھ بھی نہ ہوگا۔" ننھے ننھے خود کام کر رہے کا تہیہ کر لے اور اپنی مدد آپ کرنے کا عزم کر لیا ہے۔

یہی چڑیا ہر جاتا ہے۔ "اگر کسان نے اپنی مدد آپ سے قانع کر لیا ہے۔" ہمیں آج ہی یہاں سے نکل مکانی کر رہی چاہیے۔ یہ کہہ کر چڑیا اور چڑیا نے اپنے ننھے سنے بچوں کو ساتھ لڑا کر تھوڑے فاصلے پر ایک اور درخت پر اپنا گھنا بنا لیا اور پھر انھوں نے دیکھا کہ سوکھ ہوا درخت واقعی کٹ گیا۔

نتیجہ اپنی مدد آپ سے ہر کام مکمل ہو جاتا ہے۔

آئینہ اردو لازمی 219 برائے جماعت دہم

3- بری عادات کیسے ترک کی جائیں؟ اپنے استاد سے پوچھ کر کم از کم تین نکات لکھیں۔

جواب برائی کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی پیاز سے نیچے اتر رہا ہو، وہ ایک قدم اٹھا ہے تو دوسرا خود بخود اٹھ جائے گا اور نیکی کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی پیاز پر چڑھ رہا ہو، ہر گھٹ قدم پچھلے قدم سے شکل ہوتا ہے۔
 انسان صدقہ دین سے توبہ کرے کہ میں نے برائی سے کٹا رہی اختیار کرنی ہے تو وہ اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر برائی ترک کر سکتا ہے۔
 ایسے دوستوں سے اجتناب کرنا چاہیے جو برائی پر اکساتے ہیں۔
 دغلاقی اور سہمی برائیوں کی خدمت کے بارے میں احادیث اور قرآن آیات کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ کی روشنی میں اپنے آپ کو بہتر بنایا جائے۔
 اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ کو توجہ دلائی جائے کہ چٹلی، غیبت، جھوٹ، گالی دینا اور دیگر اخلاقی محظوب بڑی برائیاں ہیں۔

12- ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے دین ہمیں اپنی زندگی ہر قسم کی برائی سے پاک رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں چٹلی کھانے کو بہت برا گناہ کہا گیا ہے چٹلی کھانے والے کی مثال مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے دی گئی ہے۔
 اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔
 ”اور تم میں سے کوئی دوسرے کی حیثیت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔“
 کرتے۔“ (سورۃ الحجرات آیت 12)

کسی بات کو جان بوجھ کر پھپھایا یا کوئی ایسا واقعہ یا بات بتا کہ خواہ کو اصل بات یا واقعے کا ہونا لیکن جان بوجھ کر اصل بات کے الٹ بیان کریں تو یہ جھوٹ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد

ہے "نور جموئی بات سے بچ۔" (سورۃ الحج آیت 30)
ایک اخلاقی برائی جسے ہم بالکل معصوم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بچے دوسروں کی چیزیں بھڑک کر لے لیں۔ اصل میں یہ چوری کی ابتدائی قسم ہے۔ اگر اس کی ابتدائی میں روک تھام نہ کی جائے تو یہ برائی بڑھ کر لٹی ہو جاتی ہے اور انسان چور بن جاتا ہے۔

طلبہ سے ایسی ساتھی برائیوں کی فہرست تیار کر لیں جو ہمارے ہاں عام ہیں، مگر طلبہ سے وعدہ لیا جائے کہ وہ ہمیشہ ان سے بچتے رہیں گے۔
جواب: معاشرے میں بہت سی برائیاں پھیل چکی ہیں۔ ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے معاشرہ بد امنی اور بد نظمی کا شکار ہو جاتا ہے مگر ہم ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سب سے بڑی اخلاقی برائی جھوٹ ہے۔ کسی بات کو جاننے پر جھوٹے چہرے بھروسہ ہے۔ عام طور پر جھوٹ کسی نقصان سے بچنے کے لیے بول جاتا ہے۔ ہمارے ہاں آج کل ایک بات فیشن کے طور پر رونق پا رہی ہے کہ بچوں کے دن ہم گھر پر آرام کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی ملاقاتی آئے تو ہم بچوں سے کہہ دیے ہیں کہ جا کر کھانا کھاؤ گھر پر نہیں ہیں۔ یہی خود بھی جھوٹ بولنے ہیں اور بچوں کو بھی جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ کیا یہ بچہ من کی سمجھ آئے والی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوگی، یقیناً ہوگی۔

کال دینا بھی اخلاقی برائی ہے۔ اگرچہ اس کے لیے کوئی قانون نہیں ہے کہ کالی دینے والے کو یہ سزا دی جائے گی مگر یہ اخلاقی برائی ہے۔ انسان کی زبان، ذہن اور خیالات پر انکسار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جس کو کالی دی جائے وہ مجھے میں آ جاتا ہے۔ نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔

کسی پر بہتان لگانا بھی برائی میں شمار ہوتا ہے۔ بہتان سے مراد یہ ہے کہ کسی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جو اس میں موجود نہ ہو۔

آئینہ اردو لازمی 221 برائے جماعت دہم

اساتذہ کرام بچوں کو اخلاقی برائیوں سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے وعدہ لیں
کہ وہ ان برائیوں سے دور رہیں گے اور دوسروں کو بھی ان برائیوں سے دور
رہنے کے لیے کہیں گے۔

3- طلبہ کو لوگ کہانی کے مفہوم اور اخلاقی مقصد سے آگاہ کیا جائے۔

دیکھیے سوال نمبر 2 کا جواب

اہم معروضی سوالات

عقبن کی مددنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے

(الف) چغل خور کا اچھا کرتے ہیں۔

(i) ہلاکچہ دوست (ii) اس کے ہمسایے

(iii) اس کے گھر والے (iv) کوئی اچھا نہیں کرتا

(ب) کسان کو ضرورت تھی۔

(i) ایک توڑکی (ii) عمارت کی

(iii) تب پاٹی کے پانی کی (iv) بیلوں کی جڑی کی

(ج) کسان یہ بات بھول گیا کہ چغل خور نے اجازت مانگی تھی

(i) اپنے گھر جانے کی (ii) چغلی کھانے کی

(iii) شادی کرنے کی (iv) زمین اپنے چھوٹے بھائی کی

(د) چغل خور نے کسان کی بیوی کو بتایا کہ تمہارا خاوند ہر گمراہ ہے

(i) پاگل (ii) بیمار

(iii) کوڑی (iv) قید

(ه) چغل خور نے کسان کی بیوی سے کہا کہ تم اسے آزاد کر سکتی ہو

(i) نمین کر دے (ii) چاٹ کر

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لاری 222 برائے جماعت دہم

(iii) روزا کر (iv) ہلا کر
(و) کسان اپنے گھر نہیں گیا تھا

(i) دو روز سے (ii) پانچ روز سے
(iii) ایک ہفتے سے (iv) ایک مہینے سے

(ج) چغل خور نے کسان سے کہا تم ساری بھٹی ہو گئی ہے:

(i) تیار (ii) تن دست
(iii) پاگل (iv) چاراک

(خ) کسان نے اپنی بھٹی کی پٹائی شروع کر دی:

(i) ہاتھوں سے (ii) بھڑی سے
(iii) جرتے سے (iv) پاؤں سے

(ط) چغل خور کو چغل خود کہیں تو ہے:

(i) خوش ہوتا ہے (ii) عارض ہوتا ہے
(iii) منہ چھوٹا ہے (iv) چٹلی چھوڑ دیتا ہے

(ی) ”چغل خور“ لوگ داستان کے مصنف کا نام ہے۔

(i) عقیل احمد (ii) شہباز احمد دہلوی
(iii) شعیب عقیل (iv) شعیب احمد دہلوی

(الف)	(iv)	(ب)	(i)	(ج)	(ii)	(د)	(iii)
(ا)	(ii)	(د)	(i)	(ج)	(iii)	(ب)	(ا)
(ط)	(ii)	(ی)	(iii)				

استنبول

تدریس کی مقاصد

- ① اسلامی نگارگری کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔
- ② نگارگری کی اہمیت سے روشناس کروانا۔
- ③ نگارگری کے اہم تاریخی مقامات سے واقفیت دلانا۔
- ④ طلبہ کو سڑاے کے بارے میں بتانا۔
- ⑤ دوسرے ممالک کی تہذیب سے روشناس کروانا۔
- ⑥ حکیم محمد سعید کے حالات زندگی سے آگاہ کرنا۔
- ⑦ حکیم محمد سعید کے اسلوب بیان کے بارے میں بتانا۔

مصنف کے حالات زندگی

نام محمد سعید، ولادت: عبدالحجید تاریخ پیدائش: 9 دسمبر 1920ء
جائے پیدائش: دہلی

آپ کا خاندان ”حکیموں کا خاندان“ کے نام سے مشہور تھا۔ جبکہ حکیم محمد سعید کی عمر دو سال کی تھی، اس وقت آپ کے والد وفات پا گئے۔ آپ کے بڑے بھائی حکیم عبدالحجید اور والدہ نے آپ کی پرورش کی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد طبیہ کالج دہلی میں داخلہ لے لیا جہاں آپ نے بڑے بڑے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔

1948ء میں آپ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ آپ نے کراچی میں ایک کرا

آئینہ اردو لازمی 273 برائے جماعت دہم

کرائے پر لے لیا اور اس میں "بہارِ دو خانہ" (دف) قائم کیا۔ آپ نے اس دو خانے کے لیے دن رات سخت محنت کی۔ اس دو خانے نے بہت ترقی کی۔ آج اس ادارے کی شاخیں پورے ملک میں کام کر رہی ہیں۔

حکیم محمد سعید کی خواہش تھی کہ وہ علم و حکمت کا ایک شہر آباد کریں۔ مسلسل محنت کا یہیابی کی ضامن ہوتی ہے۔ انھوں نے بھی اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر کر کے لیے سخت محنت کی۔ ان کی محنت رنگ لائی اور 1983ء میں ان کا خواب پورا ہوا۔ علم و حکمت کے اس شہر کا نام "معدنہِ اہلکیت" ہے جو کراچی کے قریب آباد ہے یہاں بہارِ یونیورسٹی، بیتِ اہلکیت (کلیچریری) اور دوسرے بہت سے تعلیمی و ثقافتی ادارے قائم ہیں۔

تصانیف: حکیم محمد سعید نے 1953ء میں بچوں کے لیے ایک رسالہ "بہارِ دلوں پہل" کے نام سے جاری کیا جو پھر مسلسل شائع ہوا ہے۔ آپ کی زیرِ اہستہ پانچ اردو اور پانچ انگریزی رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

وہ صدرِ پاکستان کے مشیر اور صوبہ سندھ کے گورنر بھی رہے، حکیم محمد سعید کو دوسرے ممالک کا سفر کرنے کا بہت شوق تھا۔ وہ جس ملک میں بھی گئے وہاں کے حالات، تاریخ اور لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں دلچسپ اور معلوماتی سفرنامے لکھے۔ ان سفرناموں میں "سحرِ اوقیانوس کے پار"، "سعید سیاحِ تہران میں"، "سعید سیاحِ لن لینز میں"، "سعید سیاحِ ترکی میں"، "سعید سیاحِ کویت میں"، "دہلی کی سیر" اور "استنبول کا سفر" بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں "میرپہ" نامہ، "عقب اور صحت"، "تھیم و تربیت"، "جڑی ناز"، "کور یا پہل" اور "ایک سفر چار ملک" شامل ہیں۔

آپ کی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے آپ کو 1966ء میں "ستارہ امتیاز" عطا کیا۔

وفات: 17 اکتوبر 1998ء کو اس عظیم انسان کو روزے کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔ انہیں کراچی میں دفن کیا گیا۔

مرکزی خیال

اس کہانی کا مرکزی خیال استنبول کی سیر کے گرد گھومتا ہے۔ حکیم محمد سعید نے ترکی کے شہر استنبول کی سیر کے بارے میں بتایا اور بہت سی معلومات فراہم کی ہیں۔ حکیم محمد سعید کا خیال ہے کہ ترک ایک مہذب قوم ہے۔ ترکی میں بے شمار تاریخی عمارات ہیں جن کو دیکھنے سے پرانی تہذیب کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ترکی کا مین قہر و یکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس بادشاہ نے بھی ترکی پر حکومت کی، اس نے قہیرات میں اضافہ کیا۔ ترکی کے شہر استنبول میں بے شمار مساجد ہیں، اسی لیے استنبول کو مسجدوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔

اہم نکات

- استنبول پر مسلمانوں کا حملہ □ خوب صورت تعمیرات
- مساجد پر خطاطی □ مساجد کا شہر
- استنبول کا فخر نس □ مہذب قوم
- سیدنا نبیؐ مسجد □ فہم کاپی نگل کا عب خانہ
- قلمی نسخے □ مسجد سلطان احمد
- حضرت ابوہبہؓ انصاری کا مزار □ نبی اکرمؐ کی جنازہ

خلاصہ

استنبول ترکی کا شہر ہے جس پر مسلمانوں نے 672ء میں حملہ کیا لیکن مسلمانوں نے سالہا سال کے بعد تکام لوتے۔ حملے کی خاص بات حضرت ابوہبہؓ انصاریؓ کا اس شہر میں شامل ہونا تھا۔

مراد حافی نے 1452ء میں استنبول پہنچ کر کے اسے فتح کیا اور لیا صوفیہ میں
بننے کی نواز دی۔ قسطنطنیہ کے لوگوں کا خیال تھا کہ آسمان سے (رشید) اتر کر فاتحین کو دیکھ لیں
وہ گامگر ایسا نہ ہوا۔ مسلمانوں نے ترکی کی تعمیرات میں بہت اضافہ کیا۔ اکثر عثمانی
عمرانوں نے مساجد کی دیواروں پر آیاتِ قرآنی کندہ کرائیں۔ مسجد میں مدرسہ، کتب خانہ
اور دارالافتاء بھی بنوا۔ سلطان عبدالجید کے عہد میں اس مسجد کی مرمت کروائی گئی اور آٹھ
لوہے کے گھنٹوں کی گھنٹیں۔ استنبول کو مساجد کا شہر کہا جاتا ہے۔ یہاں پانچ سو مساجد ہیں۔
میں ترکی حکومت کی دعوت پر ترکی گیا۔ ترکی میں میرے ایک دوست ڈوگولہچی
جسے تہنکی کے وزیر اعظم ترکیت اوزال ہمارے میزبان تھے۔ ہم ان کے ساتھ مسجد
سلیمانہ میں ٹہلے جمعہ ادا کرنے گئے۔ یہاں آدھا خطبہ عربی زبان میں اور آدھا ترکی
زبان میں ہوا۔

ترک بڑی عظیم قوم ہیں۔ مسجد سلیمانہ سلطان سلیمان نے بنوائی۔ یہ مسجد ترکوں
کی غنایت پرندی کا حسین نمونہ ہے۔ مسجد سلیمانہ کے ساتھ ایک بڑا کتب خانہ ہے
جہاں ایک لاکھ قلمی کتابیں موجود ہیں۔ یہ کتابیں بڑی ترتیب سے رکھی ہوئی ہیں۔ مسجد
سلیمانہ سے ہو کر ہم توپ کاپی محل گئے۔ آج کل توپ کاپی محل کو عجائب گھر کی حیثیت
مائل ہے۔ ہم ناٹا کر کے اس کی سر کے لیے گئے۔

توپ کاپی محل آثارِ تہذیب کے علاوہ فنی عجائب گھر بھی ہے جو "اوقاف" کہلاتا
ہے۔ یہاں مصوری کے حیرت انگیز نمونے موجود ہیں۔ اسی عجائب گھر میں تادرو عجائب
کتابیں بھی ہیں۔ بعض ایسی کتابیں بھی موجود ہیں جن کا ایک ہی نسخہ دنیا میں موجود ہے۔
انگریزوں کے علمی ذوق کی تعریف کی جاتی ہے مگر بھولیں نہیں راجہ انگریز توپ کاپی محل کا
ذکر کرنا بھول گئے۔

فین خطاطی کے عظیم کی حیثیت سے مختلف خطاطوں کی لکھی ہوئی آیاتِ محمدیہ
موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سوانح پر نبردِ فتح میں ایک اہم قتلہ بھی توپ کاپی محل میں
موجود ہے۔

مسجد سلطان احمد، سلطان احمد نے بنوائی تھی جو صرف چند سال کی عمر میں تخت

آئینہ اردو لاری 276 برائے جماعت دہم

دیکھیں ہوا۔ سلطان احمد نے 1617ء میں وفات پائی۔ سید سلطان احمد شاہی مساجد میں بہت مسافر ہے۔ یہ شاہی تہوار منانے کی جگہ ہے۔ یہاں ہم نے علم اور عصر کی نوا مل کر دیا کی۔ ترکی آ کر میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے حرار پر ضرور حاضر ہونا ہوں۔ حضرت ابو ایوبؓ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ وہ عینے میں حضور ﷺ کے میزبان تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی بشارت کے مطابق حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں قسطنطین پر فوج کشی ہوئی۔ اسی دوران میں ایک مہلک وبا پھیل گئی۔ بہت سے دوسرے عابدین کے ساتھ حضرت ابو ایوبؓ بھی اس وبا میں انتقال کر گئے۔ انہیں رات کے وقت انجیل شہر کی دیواروں کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ اب ہمیں اناترک کے ہوئی میدان میں جانا تھا۔ میں خوش تھا کہ میں نے آٹھ گھنٹوں میں اپنے دوستوں کو ترکی کی سیر کرا دی۔

مضمون پر تبصرہ

حکیم محمد سعید کا طرز تقریر پختہ عمدہ ہے۔ قاری ان کا سرفراز پڑھتے ہوئے یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ خود بھی ان کے ساتھ سفر ہو۔ ان کے جملے بے ساختہ اور طاقت سے پاک ہوتے ہیں۔ حکیم صاحب بڑے دلچسپ انداز میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ وہ جزئیات کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اس سفر نامے میں بھی انہوں نے ترکی کے بارے میں بہت سی معلومات فراہم کی ہیں۔ ان کا سرفراز پڑھ کر اگر ترکی کی سیر کی جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ ہم پہلے بھی اس جگہ آچکے ہیں۔ یہی ایک اچھے نگار کا کمال ہوتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کامرہ	گھیراؤ کرتا	اہمیت	خاص ہوا
جلیل القدر	بہت زیادہ عزت والا	شریک	شامل

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اُردو لازمی 277 برائے جماعت دہم

ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا، مریا	انتقال	معرکے کا کام، لڑائی	جہم
جیت	فتح	دُشمن ہونا	مدون
تجویز کرنا، تدبیر کرنا	منصوبہ بندی	کسی کی قسمت میں ہونا	مقدر ہو چکنا
کسی چیز کو زیادہ کرنا، بڑھانا	اضافہ کرنا	کرہا، عیساتیوں کی عبادت گاہ	کلیسا
ڈھانا	سہدم کرنا	ہلکے سیاہ رنگ کی قمی	سُرخ قمی
تیسرا	ثالث	دوسرا	ثانی
مرحلہ یا مستقبل دہائی	تہذیب	سنگی، سفید پتھر جو لکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے	سنگِ بَرادست
جگہ چکی	خفاہ	چٹھیا	رائے
کاتب، خوش نویس	خطاط	کھلا، کشادہ	دسج
کھانے کا کرا	دارالکھان	بہت چنی	بیش قیمت
مٹنی	نقص	لگانا، کاڑنا	نصب کرنا
غیر قابلِ غامضیات	مركز	نمایاں، ظاہر	جلو گر
وسط	مندیں	سکڑا	سردہ
بہت بڑا ہونا	کسی کچ بھرا ہونا	پیلی قطار	اول صف
راستے کے کنارے	دور	بلند مقام جہاں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر خطاب جتے ہیں	منبر
جانب	شرقت	نسل	اہلینان

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی	278	برائے جماعت دہم
منظم	نظم و ضبط والے	اچھا پر
ڈھانچا	علم و ضبط	سنگ بنیاد
پایہ جمیل کو پہنچنا	کھل ہوتا	نقش و نگار
کلاسیک پسندی	اچھی چیز کو پسند کرنا	مرقع
ساتھ ملا ہوا، جڑا ہوا	مخلوط	میر سلیم سود
گودام، جمع پونجی	رفیق	ساتھی، دوست
سرسبز	خوش	سرب کرنا
سیلابی	عجب بے والا	بہت زیادہ بھیڑ
زور دار	عہدہ	پیش کرنا
نیشیت	قدرت، مقدار	پوری دنیا میں مشہور
تراش و تراکیں	پلاٹ	لہاس
آکار قدیر	پرانی نشانیاں	میراج
نقاش	نقش و نگار بنانا	حیرت انگیز
ثقافت	تہذیب، رکن مکن	بالخصوص
نمون	قالب، نقشہ	نمایاں
نوار	نادر کی جمع، عجیب	مدح
سائیکس	تقریب	بیت الکلمت
نظر انداز کرنا	توجہ نہ دینا	بہ کثرت
مسودہ	باتھ سے لکھی تحریر	منظم

آئینہ اردو لٹری	279	برائے جماعت دہم
پہلے	کتر	عالمی شہرت
پہر مندی	کدلی گری	خج
تخت نشین ہونا	تخت پر بیٹھنا	صاحبِ تہ
پختہ کار	اپنے کام میں ماہر	تہوار
مجمع	گروہ، بھیڑ	حاصل
سورجِ ابدی	مقدس حجاز	سرحدِ علم
جوشِ ایمان	ایمان کا جوش	حق گوئی
بے کراں	بغیر گنتا ہے کے مراد بہت زیادہ	عقیدت
قضا و قدر	اللہ تعالیٰ کی رضا	شرف
فوج کشی کرنا	حملہ آور ہونا	طیل
مرج	رجوع کرے کی جگہ	فیہر برکت

پیرا گراف کی تشریح

ہوا گراف : توپ کانی میں۔ ————— فوجیوں میں سرجوئی

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام اشتیال
(ب) مصنف کا نام حکیم محمد سعید

حل شد

آثار قدیم پرانی کتابوں۔ عجیب گھر تاریخی اور تاریخی چیزیں رکھنے کی جگہ
شادی نکاح دنگار بنانا۔ معروری تصویریں بنانا۔ نمونہ قالب، سانچہ۔ ثقافت

تہذیب، رہن سہن۔ ہاتھوں۔ خاص طور پر۔ حیرت انگیز حیران کرنے
والے۔ نمایاں ظاہر۔ نوادر نادر کی طرح، عجیب و غریب چیزیں۔ پیش پر بہت
زیادہ۔ مخزن خزانہ۔ مخلوط غیر مطبوعہ قلمی نسخہ۔ شعبہ حصہ

سیاق و سباق

عظیم محمد سعید نے اپنے سفرنامے میں ترکی کے شہر استنبول کی سیاحت کے
بارے میں لکھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ہم نے ترکی کے شہر استنبول کی سیر کی۔ استنبول کا پرانا
نام قسطنطنیہ تھا۔ اسے مساجد کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ اس شہر میں کم و بیش پانچ سو مساجد
ہیں۔ ہم ترکی کی حکومت کے کہنے پر وہاں گئے۔ ترکی کے وزیراعظم بناب ترکت اوڈال
ہمارے میزبان تھے۔ ہم نے مسجد سلیمانیہ میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ اس مسجد میں خطاب آدھا
عربی اور آدھا ترکی زبان میں ہوتا ہے۔ ہم نے مختلف جگہوں کی سیر کی۔ اب ہم سیر
کرنے کے لیے توپ کالی محل جانا چاہتے تھے۔ توپ کالی محل کہنے کو تو ایک محل ہے مگر
اس میں ایک عجیب گھر قائم ہے۔ سیاحوں کی ایک بہت بڑی جماعت اس عجیب خانے
کو دیکھنے کے لیے آتی ہوئی تھی۔ ہم بھی اس محل کی سیر کے لیے چل پڑے۔

تشریح

توپ کالی محل کہنے کو تو ایک محل ہے۔ مگر اس میں ایک عجیب گھر بھی ہے۔ اس
میں رکھ ہوئی تاریخی چیزیں سیاحوں کی توجہ اپنی باب میڈوں کو کھینچتی ہیں۔ اس عجیب
گھر میں پرانی تہذیب کا بہت سی نشانیاں ہیں۔ آثار قدیمہ نے توپ کالی محل کے علاوہ
یہاں ایک فونی نوعیت کا عجیب گھر بھی ہے۔ جہاں مختلف قسم کا اسلحہ رکھا ہوا ہے۔ یہ عجیب
عجیب گھر ’’آدھان‘‘ کہلاتا ہے۔ توپ کالی دورا محل ہے جو عثمانیوں کے تھکے تھکے
استنبول میں تعمیر کیا گیا توپ کالی محل 1467ء میں مکمل ہوا تھا۔

آج اسے ایک عجیب گھر کی حیثیت حاصل ہے۔ اس عجیب گھر میں ترکی کے
اسلامی آثار، عہد، پرانی نقش و نگار، نامہ لکھی گئی ہیں۔ یہ عجیب گھر موجود ہے۔

آئینہ اردو لاری 281 برائے جماعت دہم

اسلامی علم و فن اور دین سکھانے کے طریقے کو آگے بڑھانے میں ترکی پر حکومت کرنے والے۔
سکھوں بادشاہوں اور خاص طور پر مہاشی سکھانوں کا کردار بہت زیادہ ہے۔ ان سکھانوں
میں بہت زیادہ علمی ذوق تھا۔ وہ علم و فن کے تہہ در تہہ تھے۔ انہی کے اس ذوق کی وجہ
سے استیصال کا چاہا خانہ جس کا نام توپ کالی مل ہے اور جو نوادرات اور آثار قدیمہ کا
محکمہ مرقع ہے، پوری دنیا کے سیاحوں کی توجہ اپنی طرف مبذول ہے۔ اس کے علاوہ یہ
چاہا گھر علم و فن کے حقیقی، بہت زیادہ ذخیراں اور نادر و نایاب کتابوں کا خزانہ بھی ہے۔
ہر چیز کے لیے الگ الگ شعبہ ہے۔ مخطوطات کو الگ شعبے میں رکھا گیا ہے۔ فلمی نسخوں
کے لیے ایک الگ شعبہ بنایا گیا ہے۔ اس ذخیرے میں بعض کتابیں ایسی ہیں جن کا پوری
دنیا میں ایک ہی نسخہ موجود ہے اور وہ نسخہ توپ کالی مل میں ہے۔

تبصرہ

حکیم محمد سعید نے ترکی کے چاہا گھر کا ذکر کرتے ہوئے اتنی زیادہ معلومات
فراہم کر دی ہیں کہ ایک ایک چیز کی تفصیل یاد رہے۔ ان کی تحریر کا انداز نہایت سادہ
ہے۔ کسی بھی واقعہ کو پیش کرنے میں انہیں مبالغہ حاصل ہے۔ ان کی تحریر اتنی جاس ہوئی
ہے کہ "سالانی سے کچھ میں" جاتی ہے

حل مشقی سوالات

- 1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجئے:
(الف) استیصال پر مسلمانوں کے پہلے حملے کی خاص بات کیا ہے؟
جواب: استیصال پر مسلمانوں کے پہلے حملے کی خاص بات یہ تھی کہ اس حملے میں ایک
جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بھی حصہ لیا تھا۔ اسی ہم کے
دوران میں ایک وہا پھوٹ پڑی۔ آپؓ بھی اس وہا کا شکار ہو گئے۔ اس وہا
ن بعد سے آپؓ وفات پا گئے۔ سہ و استیصال میں ہی دہلی کی گئی۔

آئینہ اردو لازمی 282 ہمارے جماعت اہم

(ب) ایسا صوبہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مختصراً تحریر کیجیے۔
 جواب ایسا صوبہ ترکی کے شہر اخیول میں بنا کی گئی ایک مسجد ہے۔ جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ فتح کیا تو سلطان مراد ثانی نے سب سے پہلے اسی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ مسلمانوں نے اس مسجد کی تعمیر میں بہت زیادہ اضافہ کیا۔ دیواروں اور چھتوں کی چمکی کاری پر سرتی قلعہ کی مٹی۔ جن دیواروں پر بت بنے ہوئے تھے انہیں منہدم کروا کے نئی دیوار بنو دی گئی۔ سلطان محمد نے اس مسجد کا ایک پلنڈہ یہ تعمیر کروایا۔ سلیم ثانی نے شمال کی جانب ایک دوسرا مینار بنوایا۔ مراد ثالث نے آبی دم مینار بنوائے اور مرمت کا کام مکمل کروایا۔ سلطان مراد رابع نے مسجد کی خالی دیواروں پر مشہور خطاط مصطفیٰ ہلوسی سے بڑے بڑے سہری حروف میں آیات قرآنی لکھوائیں۔ محمود اول نے 1754ء میں وسیع چھت کا لٹانی راستہ، ایک خوب صورت فوارہ، ایک مدرسہ اور شمال میں ایک وسیع دارالعلوم بنوایا۔ یہ مسجد میں ایک بیس قیمت کتب خانہ قائم کیا۔

(ج) ترکی میں جمعۃ المبارک کا آدھا آدھا خطبہ کن دو زبانوں میں دیا گیا؟
 جواب ترکی میں جمعۃ المبارک کا آدھا خطبہ عربی زبان میں اور آدھا ترکی زبان میں دیا گیا۔

(د) ”توپ کاپی“ کل کا تحارف اپنے الفاظ میں کراسیے۔
 جواب ترک میں بنا ہوا توپ کاپی کل دوسرا کل ہے جو عثمانیوں کے دور میں استنبول میں تعمیر کیا گیا تھا۔ جب سلطان محمد دوم نے پارٹینی عسکران کو شکست دی اور شہر پر قبضہ کر لیا تو یہاں اس نے ایک کل تعمیر کروایا۔ اس کل کی جگہ آج کل استنبول یونیورسٹی قائم ہے۔ اس کے بعد دوسرا کل تعمیر کروایا جس کا نام توپ کاپی کل تھا۔ یہ کل پہلے کل کے چودہ سال بعد مکمل ہوا۔ مختلف بادشاہوں نے اپنی اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق اس کل میں ترمیم و اضافہ کیا۔ جب

آئینہ اُردو لازمی 283 برائے جماعت دہم

ترکی کے سلطان کے لیے ایک نیا محل "اول باہی" تعمیر ہو گیا تو پھر توپ کاپی
محل کی شاہی حیثیت ختم ہو گئی۔ اب اس محل کو عجب گھر کے طور پر استعمال کیا
جاتا ہے۔ اس میں دو طرح کے عجب گھر ہیں۔ ایک عجب گھر آثار قدیمہ
سے متعلق ہے جب کہ دوسرا عجب گھر فوجی نوعیت کا ہے۔

(۱) معصوم کے شریک سطر دوستوں کے نام تحریر کیجیے۔
معصوم کے شریک سطر دوست درج ذیل تھے۔
محترمہ خانم سلطانہ محترمہ ڈاکٹر محمد شعیب اختر، محترمہ ڈاکٹر عطاء الرحمن، محترمہ
عجب گھر ڈاکٹر ظفر اقبال۔

2- حوالہ ملحق اور سیاق و سباق کے ساتھ درج ذیل حوالہ کی تشریح کیجیے۔
"توپ کاپی میں آثار قدیمہ کے — جن کا ایک ہی نمونہ دنیا میں موجود ہے۔"
دیکھیے تشریح جواب

3- سبق "استنبول" کا ملحق مد نظر رکھ کر درست جواب پر نشان (س) لگائیں
(الف) سبق "استنبول" کس کی تحریر ہے؟

(۱) اختر ریاض الدین (ii) تقی محمد سعید
(ii) قدرت اللہ شہاب (iii) رفیع عقیق
(ب) مسعود سید کس نے تعمیر کرائی؟

(i) سلطان مراد (ii) شاہ
(iii) سلیم نالی (iv) سلطان عبدالعزیز
(ج) ایا صوفیہ کے برابر کیا ہے؟

(i) عجب گھر (ii) عجب خانہ
(iii) قبرستان (iv) فوجی عجب خانہ (اکتاف)
(د) مسلمانوں نے استنبول پر پہلا حملہ کب کیا؟

(i) 672 (ii) 671
(iii) 673 (iv) 677

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 204 برائے جماعت دہم

(ا) مسلمانوں نے استیلا کا کاسرہ کتنے سال بعد اٹھایا؟

- (i) پانچ (ii) سات
(iii) آٹھ (iv) نو

(ا) استیلا کا قلعہ کون ہے؟

- (i) حضرت ابوالیوب انصاری (ii) سلطان محمد قانع
(iii) مراد پانی (iv) محمد بنی

(ج) استیلا کو کس کا گھر کہا جاتا ہے؟

- (i) یارب گردوں (ii) مسعود
(iii) کتب خانوں (iv) مقبروں

(ج) مسعود سلیمان کے ساتھ کتب خانے میں کتنے علمی نسخے ہیں؟

- (i) 30 ہزار (ii) 50 ہزار
(iii) ایک لاکھ (iv) ڈیڑھ لاکھ

(الف)	(ii)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(i)
(ا)	(i)	(د)	(ii)	(ب)	(i)	(ج)	(iii)

سبق ”استیلا“ کے متن کے مطابق کالم (الف) کے الفاظ کا ربط کالم (ب) کے الفاظ سے کریں:

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
دہرا جانا	حضرت ابوالیوب انصاری	میر تقی
دھپ کا پی	سلطان محمد قانع	ولیم راجہ
جنگ استیلا	سلیمان بنی	سلطان محمد قانع
نہ لڑیں	ولیم راجہ	مصطفیٰ عزت آفندی
مے جانا	مصطفیٰ عرب آفندی	جانب سلطان احمد
میں مایوس چھوڑا	جانب سلطان احمد	حضرت ابوالیوب انصاری

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 285 برائے جماعت دہم

5۔ متن کی روشنی میں قوسین میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ منتخب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

(الف) سلطان محمد فاتح محوڑے سے آکر _____ میں داخل ہوا۔

(ب) پورے شہر میں _____ مساجد ہیں۔

(ج) ترکی کے وزیراعظم جناب ترکت اذال ہارے _____ تھے۔

(د) سلیمانہ سے ملحق ایک بڑا _____ ہے۔

(ه) جامع سلطان احمد اپنے _____ بیٹروں کی وجہ سے مشہور ہے۔

(الف) سلطان محمد فاتح محوڑے سے ترک کیسا میں داخل ہوا۔

(ب) پورے شہر میں پانچ سو مساجد ہیں۔

(ج) ترکی کے وزیراعظم جناب ترکت اذال ہارے مہربان تھے۔

(د) سلیمانہ سے ملحق ایک بڑا کتب خانہ ہے۔

(ه) جامع سلطان احمد اپنے چھ بیٹروں کی وجہ سے مشہور ہے۔

6۔ مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

لفظ و تراکیب	جملوں میں استعمال
محاصرہ	ہماری بہادر فوج نے دشمن کا محاصرہ کر لیا۔
جلیل القدر	حضرت ابوالیوب انصاری ایک جلیل القدر صحابی تھے۔
مدفن	بہادر شاہ ظفر رگون میں مدفن ہے۔
نرخشی	شام کے سرخی سائے بہت اچھے لگ رہے تھے۔

آئینہ اردو لازمی 286 برائے جماعت دہم

منہدم	دھڑکے سے بہت سی عمارات منہدم ہو گئیں۔
عظیم	عظیم کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔
مخطوطہ	ہڑپا کی کھدائی میں بہت سے مخطوطے برآمد ہوئے۔
مسودہ	جناب ارشد صاحب نے مسودہ قانون پیش کیا۔
کاشانہ	میں کسی دن آپ کا کاشانہ ڈی وقار دیکھنے کے لیے آؤں گا۔
قضا و قدر	قضا و قدر میں کسی کو دخل نہیں۔
مرجع	حضرت محمد ﷺ کی زندگی سربخ اخلاق تھی۔

7۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

جواب: دیکھیے خلاصہ

سرگرمیاں

1۔ آپ کو استنبول کی جو بات سب سے زیادہ پسند آئی ہو اسے کاپی میں لکھ کر اپنے استاد صاحب کو دکھائیں۔

جواب: استنبول کی جو بات مجھے سب سے زیادہ پسند آئی وہ یہ ہے کہ اس شہر میں بے شمار مساجد ہیں۔ اسی لیے اسے مسجودوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد اسلامی فن تعمیر کا اہل نمونہ ہیں۔

2۔ سبق میں مسجد سلیمانیاہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے ایک پتہ اکٹرا لیں۔

جواب: استنبول میں بے شمار مساجد ہیں۔ ان میں اسلامی فن تعمیر کا اہل نمونہ مسجد سلیمانیاہ بھی شامل ہے۔ مسجد سلیمانیاہ اپنے رقبے کے لحاظ سے بہت بڑی مسجد ہے۔ اس کی خوب صورتی دیکھنے سے تسلسل رکھتی ہے۔ بہت سے مشہور خطاطوں کی لکھی ہوئی قرآنی آیات سے اس کی دیواریں تزیین ہوئی ہیں۔ اس مسجد میں ہزاروں نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ جمعے کی نماز کے بعد جو خطبہ دیا جاتا ہے وہ آدھا عربی زبان میں ہوتا ہے اور آدھا ترکی زبان میں۔ مصنف کہتا ہے کہ تین سال پہلے جب ترکی میں تیسری طب اسلامی کانفرنس ہوئی تو

۴

آئینہ اردو لازمی 287 میرے جماعت دہم

میرے ایک ترک دوست ڈاکٹر پرویسر ڈوگراہی میرے ہمراہ تھے۔ ہم اس وقت کے وزیراعظم جناب ترکت اوزال کے سہماں تھے۔ مجھے کا دن تھا۔ وہ ہمیں اپنے ساتھ اسی سہرے میں مجھے کی نماز ادا کرنے کے لیے لے کر آئے۔
3- طلبہ اپنے کسی سفر کے حوالے سے مختصراً اپنی کاپی میں لکھیں اور اپنے استاد کو دیکھ لیں۔

سیاحتی مقام کی میر

اساں جب اپنے ریڑھ کے کام کاج سے اکتا جاتا ہے تو اس کا رں چاہتا ہے کہ وہ کسی صحت افزا مقام کی میر کرے۔ اس طرح اس کی تھکاوٹ بھی دور ہو جاتی ہے اور دوبارہ کام کرنے کے لیے تروتازہ ہو جاتا ہے۔

گرسیں کی چھیلوں میں جب میں نے سکول کا کام مکمل کر لیا تو میں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ کافان اور نارن کی میر کا پروگرام بنایا۔ جب میں نے اس کے بارے میں لہاجان سے بات کی تو وہ کہنے لگے "بیٹا! اپنے بڑے بھائی کو بھی ساتھ لے جانا کیوں کہ وہ کافی دیر کافان چاہتے ہیں اس لیے آپ کو وہاں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔" لہاجان کی بات سن کر میں خوش ہو گیا اور اپنے دوستوں، ظہیر اور سکندر کو بھی اطلاع دے دی۔

اگست کی خوش گوار شام تھی۔ خوش گوار اس لیے کہ پلکے ہلکے ہلکے چھائے ہوئے تھے۔ کبھی کبھار یونہی پاندی بھی ہو جاتی تھی۔ ہم چاروں نے ٹکٹ لیے اور وزیر آباد سے ریل گاڑی میں سوار ہو گئے۔ بھائی جان نے مکمل کام کی بات کر کے ہی بتا دی تھی کہ اپنے ساتھ کم سے کم سامان رکھنا تا کہ حرسے سے میر کر سکو۔ سامان کا بوجھ ہی نہ اٹھائے بھرو۔

ہم رات دس بجے راو پنڈی پہلے۔ کچھ دیر وہاں ٹھہرے پھر اسلام آباد چلے گئے جہاں ہمارے چچا کا گھر ہے۔ رات اہم نے وہاں قیام کیا اور علی الصبح کافان کے لیے روانہ ہوئے۔ جوں جوں بلندی کی طرف بڑھ رہے تھے وہجہ حرارت میں بتدریج کمی ہوتی چارے تھی۔ شام کے وقت ہم ہماظری پہنچ گئے۔ بھائی

جان نے بتایا کہ یہاں ٹراؤٹ مچھلی ملتی ہے جو بہت عیار ہوتی ہے۔ ہم نے
بھائی جان سے کہا پھر تو یہ مچھلی کھانی پانی۔ ہم نے کل رات مچھلی کھائی
جو واقعی مرے کی تھی۔

ان علاقوں میں رات کے وقت سفر نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم نے رات ویدیا
گزارنے کا پروگرام بنایا اور صبح وہاں سے کافان کے لیے روانہ ہو گئے۔
کافان پہنچے تو ہمیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ہم پاکستان ہی کے کسی خطے میں
ہیں۔ بلند و بالا پہاڑ آسمان سے باتیں کرتے محسوس ہو رہے تھے۔ مری یہاں
عام کو بھی نہیں تھی۔

کافان، آسمان میں واقع ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا کا ایک ضلع ہے۔ یہ ایک
خوب صورت سیاحتی مقام ہے۔ یہاں واقع جمیل سیف الملوک دیکھنے سے
تعلق رکھتی ہے۔ ہم نے ایک دن آرام کرنے کے بعد جمیل سیف الملوک کی
سیر کی۔ جمیل کا پانی بہت عظیم تھا۔ کبھی اس جمیل میں کش رانی بھی ہوتی ہوگی
مگر اب نہیں ہوتی۔ بھائی جان نے بتایا کہ سردیوں میں اس جمیل کا پانی جم
جاتا ہے۔ آج کل بھی بہت ٹھنڈا ہے۔

اگلے دن بھائی جان نے کہا کہ آج ہم مالم جبہ جائیں گے۔ مالم جبہ بھی ایک
سیاحتی مقام ہے۔ مالم جبہ تک صرف جیب کے ذریعے سے ہی پہنچا جاسکتا
ہے۔ جب ہم مالم جبہ روانہ ہوئے تو رستے کے دل کش مناظر کو اپنے گہرے
میں محفوظ کرتے رہے۔ قدرت کے عطا کردہ ایسے منظرے ہوئے تھے کہ جی
چاہتا تھا ساری زندگی انہی علاقوں میں گزار دی جائے مگر جیب کے ذریعہ
بتایا کہ ان علاقوں میں زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔ یہاں پینے کے پانی کی
بہت کمی ہے۔ بہت دور سے پانی بھر کر لانا پڑتا ہے۔

مالم جبہ میں ہم جس ہوٹل میں کھانا کھانے کے لیے ٹھہرے انہوں نے اگلے
ہوئے چاول اور سفید چنے پکائے ہوئے تھے۔ اتنا حرے کا کھانا تھا کہ جی
چاہتا تھا ہم کھاتے ہی جائیں۔

ہوائی جہاز نے ایک اور اہم ہت ہتائی کہ یہاں کا ہوائی بہت ہضم ہے۔ جو مرضی اور ہتتا مرضی کھائیں فوراً ہضم ہو جائے گا ہم شام تک وہاں سیر کرتے رہے۔ پھر اسی جہاز میں ہماری واپسی کا سفر شروع ہوا۔

کافان میں بکلی نہیں ہے۔ ہم جس ہوٹل میں ٹھہرے تھے اس کے مالک سے ایک جزیئر کا انتظام کر رکھا تھا لیکن شام سات بجے وہ جزیئر بند کر دیتا تھا اور لوگ سونے کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتے تھے۔

ہم جتنے بھی دن کافان میں رہے خوب سیر کرتے رہے۔ وہیں آنے کو دل نہیں چاہتا تھا مگر واپس تو آنا ہی تھا۔ ہم بہت سی وادیں سمیٹ کر وہاں دن بعد اپنے گھر واپس آ گئے۔ اور سے پاس ہن دلوں کی یادگار بہت سی تصاویر تھیں۔ میں نے اپنے دوستوں کو بھی یہ تصاویر دکھائیں۔ بہت سی دوستوں نے کہا کہ آئندہ جب ابھی آپ کا کافان چلنے کا پروگرام ہے تو ہمیں ضرور ساتھ لے کر چاہئے گا۔

اساتذہ کرم کے لیے

1- طلبہ کو سفر نامے کی صنف کا پھر پور تعارف کرایا جائے کہ یہ ادب، جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ کا مجموعہ ہے اور اس میں معلومات کے ساتھ ساتھ حیرت اور تجسس کے عناصر بھی شامل ہوتے ہیں۔

سفر نامہ

جواب

دور جدید میں اردو اصناف نثر میں سفر نامے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سفر نامے کی دلچسپی کا انحصار دو باتوں پر ہوتا ہے۔ سفر کے واقعات کی جدت اور انداز بیان کی تازگی۔

سفر نامہ ایک چشم دید بیان ہوتا ہے۔ جس کو سفر نامہ نگار قلمی واردات بنا کر ادبی اسلوب میں پیش کرتا ہے۔ وقت کا دورانیہ سفر نامے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ سفر نامہ کسی سفر کی روداد نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک اچھے سفر نامہ نگار کو ایسی سرزمین اور اپنے وطن کے کلچر کا مضمون نگاری کے ساتھ موازنہ بھی پیش کرنا ہوتا

آئینہ اردو لاری 290 برائے جماعت دہم

ہے۔ سفر نامہ نگار دوران سفر آزمائی کی مدد سے اس سفر کے بعد اپنی یادداشت کی مدد سے سفر نامے لکھتا ہے۔ سفر نامے میں حلقہ کی حسن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب علاقہ جس میں ایک سیاح گھومتا ہے اس کا کردار بن جاتا ہے اور قاری بھی خود کو اسی منظر کا حصہ سمجھتا ہے۔

سفر نامے میں درج ذیل خصوصیات نمایاں ہیں۔

- عمرہ منظر نگاری 2 واقعات کی جدت
- انداز بیان کی تازگی 4 حقیقت نگاری

اردو شیعہ سفر نامہ نگار درج ذیل ہیں۔

- 1- محمود نقاشی
- 2- ابن بطوطہ کے متاقب میں ابن ہشام
- 3- گمانات حرمک یوسف حسن کسلی پور
- 4- جنگ آمد کرل محمد خان
- 5- پاکستان سے دیار حرمک جمیم حجازی
- 6- سات سندھ پار وگم اختر ریاض الدین
- 7- سفر نامہ مصر و روم و شام قحطی لعلی
- 8- سفر حجاز عبداللہ در پادلی
- 9- سیر افغانستان سید سلیمان ندوی
- 10- موصی مستنیر حسین تارڑ
- 2- قحطی کی مدد سے طلبہ کو احتیول اور ترکی کا محل وقوع بتایا جائے۔
- جواب اساتذہ کرام بچوں کو قحطی کی مدد سے ترکی کا نقشہ سمجھائیں۔
- 3- ترکی اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں طلبہ کی سطوات میں اضافہ کیا جائے۔
- جواب ترکی
- انیسویں صدی کے آخر تک تمام اسلامی دنیا کا مرکز ترکی تھا۔ اس کا عمران

خلیفہ المسلمین بکھاتا، مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ تک اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس وغیرہ سب اس کے زیر نگیں تھے۔ غیر مسلم دنیا کو مسلمانوں کی یہ مرکزیت ایک ”کھنڈ بھائی“ تھی اور وہ سے قطع کرنے کے لیے ترماک سازشوں میں مصروف تھی۔

1914ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو ایک طرف اتحادی ممالک امریکا، برطانیہ، فرانس اور روس تھے اور دوسری طرف جرمنی، آسٹریلیا و غیرہ ترکی کی حکومت ان دنوں زوال پانے لگی تھی، تاہم جرمنی کی حمایت میں اس نے بھی اتحادیوں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔

پاکستان کے بننے ہم سایہ ملک ترکی سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ پاکستان نے ہر ٹاؤک میٹ پر ترکی کا ساتھ دیا ہے۔ اسی طرح ترکی بھی کسی معاملے میں پیچھے نہیں ہٹا ہے۔ پاکستان اور ترکی نے آپس میں بہت سے سماجی و کھیل کے میدانوں میں جو درجوں ممالک کے لیے سوچا ہے۔

آج کل پاکستان میں ترکی کے تھانوں سے ایک اہم منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔ لاہور میں فیروز پور روڈ پر ترکی کی مدد سے ایک نئی شاہراہ تعمیر کی گئی ہے جس پر میٹرو بس چلائی گئی ہے۔ اس منصوبے میں فلاکی اور بھی شامل ہیں۔ اس سے پاکستان کے عوام کو بہترین سفری سہولتیں میسر آئی ہیں۔

ترکی کے کسی دور سفر سے کے کچھ حصے جماعت کے کمرے میں طلبہ کو سنائے جائیں۔

جواب: استنبول کا آخری سفر از حکیم محمد سعید

ایک ترک بوجوان احسان اوغلو نے آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کے تعاون سے استنبول میں ایک مرکز اسلامی قائم کروا ہے جو مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں کے مابین رابطے کا کام کرتا ہے۔ سینٹر جو 1980ء میں قائم ہوا اس نے اپنی سرگرمیاں استنبول کے قصر یلدرم سے شروع کیں۔ اب اس

امارے کا دائرہ کار جنوب مغربی ایشیا سے لے کر مغربی افریقا تک پھیلا ہوا ہے۔ اس نے دنیا بھر میں گیلی ہوئی عالمی تھیسوں سے اشتراک کیا اور سنز کی مختلف سرگرمیوں اور کاموں کو چار مرکزی شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا جس کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر کمال ہمدین احسان اولو ہیں۔

پروفیسر اولو صاحب نے سندھ میں عشاہیے کا اہتمام کیا۔ علم و حکمت کے مظاہر سے بھرپور کمرے میں کھانے کا لطف دوپالا ہو گیا۔ بعد ازاں بدیعہ فلم مرکز کی سرکی۔ میں نے بیگم اسمان اولو کو بخاری شال اور اپنی دو کتابوں کا تحفہ دیا۔ میں قصر توپ کاپی ہارم آچکا ہوں جس کی وجہ یہاں موجود حضور ﷺ سے متعلقہ لوازمات اور خانہ کعبہ کا قدیم سامان ہے۔

پہلاگل عشاہیوں کے دور میں 1453ء میں تعمیر کیا گیا توپ کاپی دوسرا گل ہے جو 14 سال بعد 1467ء میں مکمل ہوا۔ اس کا رقبہ سات لاکھ مربع میٹر ہے جب کہ پانچ کلومیٹر کی دھور سے اس کی حد بندی کی گئی ہے۔

سلطان ترکی کے لیے جب نیا گل ”قلاول باہی“ تعمیر کیا گیا تو اس کی شاہی اہمیت ختم ہو گئی۔ آج کل اسے عجائب خانے کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ گل کے تیسرے محن میں آنحضرت ﷺ اور دوسری برگزیدہ عشاہیوں کے تبرکات رکھے گئے ہیں۔ یہاں آنحضرت ﷺ کی سیاہ مولیٰ سے بنی ہوئی عباہ مبارک رکھی گئی ہے۔ یہ عبا پہلے اموی خلیفہ کے پاس تھی۔ دہلی کے بعد یہ عبا سیوں کے ہاتھوں میں پہنچی۔ بغداد کے عباہی خلفا اس عبا کو اہم مذہبی مہاجر پر پہنا کرتے تھے۔ عباہ مبارک جس صندوقچی میں محفوظ ہے وہ سلطان عبدالعزیز نے بنوائی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ عبا کعبہ ابن زبیر کو عطا فرمائی تھی۔ بعد میں حضرت کعبہ کے وارثوں سے بیس ہزار درہم میں خرید لی گئی۔

اس عجائب خانے میں آنحضرت ﷺ کی دو کپڑوں اور کمان محفوظ ہے۔ قطعی حکمران کے نام لکھا گیا اسلام قبول کرنے کا خط بھی اس عجائب خانے میں ہے

آئینہ اردو لازمی 293 برائے جماعت دہم

جس کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی مہر مبارک لگی ہوئی ہے۔ یہاں سونے کی ایک ڈبیا میں آپ ﷺ کے اُس دندانِ مبارک کا ایک حصہ بھی محفوظ ہے جو جنگِ اُحد میں شہید ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ واڑھی مبارک کے ساتھ ہل بھی محفوظ ہیں۔ گائب خانے میں آنحضرت ﷺ کے ہائے مبارک کے چھ نقش محفوظ ہیں۔ جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اس وقت کے ہیں جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس کے علاوہ یہاں سلطانِ عثمانیہ کے نوادرات بھی ہیں۔

اہم معروضی سوالات

- متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے
- (الف) ترکی پر مسلمانوں کے پہلے حملے کی خاص بات یہ تھی کہ اس مہم میں شامل تھے
- (i) حضرت ابو بکر صدیق (ii) حضرت ابو ہریرہ
(iii) حضرت ابو ایوب انصاری (iv) حضرت سعد بن ابی وقاص
- (ب) سلطان محمد فاتح نے لیا صوفیہ میں کیا پرچم لگایا
- (i) نر کی (ii) عتھر کی
(iii) حید کی (iv) جے کی
- (ج) مسجد لیا صوفیہ کی چٹوں پر لکھی کرا دی گئی:
- (i) سرخی (ii) ہیلی
(iii) سفید (iv) سبز
- (د) لیا صوفیہ مسجد پر خطاط مصطفیٰ عزت آفندی کی لکھی ہوئی لوہیں نصب کی گئیں۔
- (i) د (ii) آٹھ
(iii) بے (iv) دس

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اُردو لازمی 204 برائے جماعت دہم

- (د) مصنف کے دوست ڈاکٹر ڈوگلا بھی تھے۔
 (i) ڈائریکٹر کالج (ii) پروفیسروں کے سربراہ
 (iii) ڈائریکٹر صحت (iv) مصنف
 (د) مسٹر سلیمان سیہ کا سبب بنیاد رکھا گیا۔
 (i) 1555ء میں (ii) 1550ء میں
 (iii) 1560ء میں (iv) 1575ء میں
 (ز) مصنف نے توپ کالی محل میں ٹاشا کیا۔
 (i) صرف چائے پی (ii) پانی کھا
 (iii) صرف جوس پی (iv) ٹی پی
 (ح) توپ کالی محل میں ایک فوجی عمارت مگر بھی ہے جسے کہتے ہیں
 (i) ادکاف (ii) میٹری
 (iii) وقف (iv) اور گل
 (ط) ”مخطوط“ کہا جاتا ہے۔
 (i) پتھر پر لکھی تحریر کو (ii) بجھ میں نہ آنے والی تحریر کو
 (iii) غیر مطبوعہ لکھی نسخے کو (iv) چھپائی ہوئی کتاب کو
 (ی) حضرت ابو ایوبؓ نے قتال کیا:
 (i) طبی موت (ii) دبا کا ٹھہر ہو کر
 (iii) ایک مادے میں (iv) ایک جنگ میں

انتخاب

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(i, a)	(ب)	(iv)	(ج)	(i)	(د)	(iii)
(ا)	(ii)	(د)	(i)	(ز)	(iii)	(ح)	(i)
(ط)	(iii)	(ی)	(ii)				

خطوطِ غالب

تدریسی مقاصد

- ① طلبہ کو خط کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
- ② طلبہ کو ایک مؤثر ذریعہ ابلاغ سے آشنا کرنا۔
- ③ طلبہ کو غالب کے نثری اسلوب سے واقفیت کروانا۔
- ④ طلبہ کو خط کے مختلف حصوں کے بارے میں آگاہی دینا۔
- ⑤ خطوط نویسی میں غالب کی جہت اندازی سے آگاہ کرنا۔
- ⑥ طلبہ کو اہل تہذیب و تمدن کے بارے میں آگاہ کرنا۔
- ⑦ غالب کے حالات زندگی سے آگاہ کرنا۔

مصنف کے حالات زندگی

نام: مرزا اسد اللہ خاں والد کا نام: مرزا عبداللہ بیگ خاں جانشین جہانگیر
تخلص: غالب اور نو شرف تھو۔ نظم الدولہ دیر الملک اور نظام جنگ خطابات تھے۔
مرزا غالب پانچ برس کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے ٹھہ گیا۔ اب ان کی پرورش ان کے چچا نصر اللہ بیگ کے ذمہ ہوئی جو انگریزی سرکار میں صوبیدار تھے اور سڑہ سو روپے ماہوار تنخواہ پاتے تھے۔ ڈیڑھ لاکھ روپے کی جاگیر بھی تاجرات عطا ہوئی تھی۔ نو برس کی عمر میں شفیق چچا بھی داغ مفارقت دے گئے۔ تنخواہ بند اور جاگیر ضبط ہو گئی۔
13 برس کی عمر میں ان کی شادی نواب الہی بخش خاں سروف کی صاحبزادی

آئینہ ردو لازمی 296 برائے جماعت دہم

امراؤ بیگم سے ہوئی۔ شادی کے بعد دلی چلے آئے اور پھر سبکیں کے ہو رہے۔ شاعری کا ذوق بچپن سے تھا مگر اس ذوق کی تکمیل دلی میں ہوئی۔ غالب مزاج تو شاہانہ رکھتے تھے لیکن وہ ایک فلسفی کا ذہن اور شاعر کا مزاج رکھتے تھے، اس لیے ان کی شاعری میں فکری گہرائی بھی ہے اور فنی کار کی نزاکت بھی۔

غالب نے غلطو میں سادگی اور سلاست کو مزاج دیا ہے۔ لمبے چھڑے تعلیمات لکھنے کی بجائے براہ راست خط شروع کر دیتے۔ تحریر کا انداز مکالمات ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے مکتوب نگار اور مکتوب لید آسے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ یہ انداز تحریر ان سے شروع ہوا اور انھی پر ختم ہو گیا۔

تصانیف: ان کی اہم تصانیف یہ ہیں۔ دیوان اردو کلیات نظم غازی عود ہندی اردوئے معلیٰ (اردو غلطو) طبع بہار، مہر نیم روز، تاریخ مظاہر، دہلیو (جنگ آزادی 1857ء کے حالات) وغیرہ

مرکزی خیال خط نمبر 1

اس خط کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مرزا غالب نے اپنے دستِ خوشی ہر کوپال نقد کو شیراز کی طرف سے آنے والی کتابوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی شیرازہ بندی ہو رہی ہے معلوم نہیں کب تک آئیں اور دوسرے اس لیے اپنے دوست کو خط نہ لکھنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ سفر میں تھے لہذا ان کو خط کا جواب نہ دیا جاسکا۔

خلاصہ

ہم کول سے تمہارے خط کے منتظر تھے مگر تم نے سکندر آباد سے بھجوا۔ شیرازی کے جوں کتابیں جلد بندی کے بعد بلدیج دی جائیں گی۔
فشی بالکھے کے ایک خط کا جواب فرض ہے مگر ان کے سروسفر میں مشغولیت

کی وجہ سے نہ سمجھا۔ اگر تیس تو سام نہ دیتا۔

مرکزی خیال خط نمبر 2

اس خط میں فقیر سے خط نہ لکھنے کا گلہ کیا گیا ہے اور کتابوں کے بارے میں اطلاع دی گئی ہے کہ تینتیس کتابیں مل گئی ہیں۔

خلاصہ

میں صاحب کیا حکم آیا ہے کہ دل والوں کو خط نہ لکھا جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہاں بھی اعلان ہوتا۔ بارہ نومبر کو شیونرائٹ نے تینتیس کتابیں بھیجی ہیں۔ نہایت عمدہ ہیں۔ مرزا حاتم علی سے بھی سات کتابیں مل جائیں گی۔ جلد لکھو کہ سکندر آباد کب تک رہو گے اور آگرے کب جاؤ گے؟

مرکزی خیال خط نمبر 3

مرکزی خیال یہ ہے کہ کٹ اور کاغذ کی عدم دستیابی کی بنا پر ہرگز خط بھیجا اور ساتھ میں شہر کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی نیا ٹیکس لگ گیا ہے۔ جامع مسجد کے گرد دکانیں اور حویلیاں ادا جائی جارہی ہیں۔ بادشاہ کے آنے کی خبر ہے معلوم نہیں میری حاضری ہول ہے یا نہیں۔

خلاصہ

نہ کاغذ نہ قلم، اگلے وقتوں کا ہرگز لفاظہ ہے، اسی میں خط بھیج رہا ہوں۔ بہ خوردار صبر الدین کو بچی کی مبارک ہو۔ اس کا نام عظیم القاب عظیم اپنا رہے گا۔ شاہ محمد اور میرن صاحب کو میرل دعا کرتا۔

شہر کا حال کیا لکھوں۔ سوائے اپنے اور راج کے ہر چیز پر ٹیکس ہے۔ جامع مسجد

آئینہ اردو لازمی 298 برائے محنت و ہم

کے ارد گرد کھدائی ہو رہی ہے۔ دلربا بقا ہوا جائے گی۔
حاکم کی آمد کا شہرہ ہے، معطوم نہیں ہاڑی ہوئی ہے یا نہیں۔

مضمون پر تبصرہ

مرزا غالب نے اردو خطوط نگاری میں ایک نئی طرح زالی۔ انھوں نے خط میں مکالمے کا انداز اختیار کیا۔ پورے محسوس ہوتا ہے جیسے دو شخص آمنے سامنے بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ انھوں نے اگر خط کو آدمی ملاقات کیا ہے تو اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ان کی تحریر نہایت سادہ اور رواں ہوتی ہے۔ لمبے چوڑے جملے لکھنا نہیں ہوتے اور بے تکلفانہ گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ غالب کا یہ انداز ان سے شروع ہوا اور انہی پر ختم ہو گیا۔ اس خطوط میں غالب کا انداز تحریر اپنی پوری حویلوں کے ساتھ جھلک رہا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
منتظر	انتظار کرنے والے	آہانک، یکا یک	ایک ایک
برخوردار	بلند اقبال، اچھی قسمت والا	اٹھنا کرنا، جلد بندی کرنا	اٹھنا کرنا، جلد بندی کرنا
دہ حراہ	دلی خواہش کے مطابق	طبع ہونے کی جگہ	طبع ہونے کی جگہ
دریافت کرنا	پوچھنا، معلوم کرنا	محرومیت	محرومیت
آئین	قانون، دستور	زمین پر چنے والے	زمین پر چنے والے
		مرو کتر لوگ	مرو کتر لوگ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہٴ فرد و لازمی 289 برائے جماعت دہم

رہبر	ہرگز	کس بشو یا لعلو	کوئی نے یا نہ سے
قصص	کتاب کی لمبائی	توٹیں میں ہونا	قبضے میں ہونا
دائیں	لے	دائیں	تجویز
قصد	ارادہ	ہرگز لعلو	بغیر نکت ذاک کا
نوع	فلج کی جمع یہاں	سرسبز	منگل کا دن
پان ٹوٹی	اصل لعلو ہے ہاں	مصول	رہبر اری نکل
دارالہقا	باقی رہنے والا مکان	نہا	نعم ہو جا
کوچہ	گلی، نلہ	حاکم اکبر	یا حاکم مراد یہاں
حلقہ	بادشاہ کی طرف سے	ہاں	مرزا سدا اللہ ملل غائب

پیرا گراف کی تشریح

پیرا گراف ۱۔ شہر کا حال کیا جانوں ————— باقی خیر و خیریت ہے

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام

مللوں کا نام

(ب) مصنف کا نام

مرزا سدا اللہ ملل غائب

حل لغت

پون ٹولی اصل نقطہ ہے ڈون ڈیوٹی یعنی محصول جنگی محصول راجداری ٹیکس
ڈھائی جانا گرائی جانا منہدم ہوا۔ دارالبقا باقی رہنے والا مکان۔ ختم
جانا ختم ہو جانا۔ کوچہ محلہ گلی۔ چادڑا کدال۔ خیر خوبی، بھلائی۔

سیاق و سباق

مردا غالب میر مہدی حسین مجروح کو خط میں لکھتے ہیں کہ۔ تو میرے پاس کاغذ
اور نکت تھا اور نہ ہی کوئی غلام کہ میں آپ کو خط لکھ سکتا۔ پرانے وقتوں کا ایک ہیرنگ غلام
کہیں پڑا ہوا مل گیا ہے۔ ایک کتاب سے کاغذ پھاڑ کر حصیں خط لکھ رہا ہوں۔ پریشان نہ
ہوئے کیوں کہ کل شام کو مجھے کچھ رقم مل گئی ہے۔ آج ہی کاغذ اور نکت منگوا کر رکھ لوں گا۔
میر نصیر الدین کی بیٹی کی بھانجی پر مہارک ہو۔ اس کے لیے عظیم القاسم بیگم اچھا نام ہے۔
اب شہر کے حالات کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

تشریح

مجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ شہر کا کیا حال ہو رہا ہے۔ حاکم شہر نے پون ٹولی کوئی
چیز جاری کر دی ہے۔ اصل میں یہ خط ڈون ڈیوٹی ہے جسے راجداری ٹیکس کہا جاتا ہے۔
شہر میں کوئی چیز لائی جائے تو اس پر ایک مخصوص شرح سے حکومت کو ٹیکس لگایا جاتا ہے۔
اس کا کچھ جاننے والے ٹیکس کو پون ٹولی (ڈون ڈیوٹی) کا نام دیا گیا۔ غالب کہتے ہیں
کہ سوائے اناج اور پلوں کے حکومت نے ہر چیز پر ٹیکس مانگ کر دیا ہے۔ کوئی چیز ایسی
نہیں جو ہیر ٹیکس ادا کیے شہر میں لائی جاسکے اس کے علاوہ شہر میں موجود جامع مسجد کی
توسیع کا کام ہو رہا ہے۔ سب کے چاروں طرف پکیس پکیس فنٹ جگہ کھودی جائے گی۔
اس طرح ایک گول میدان کی شکل بنے گی۔ اس جگہ پر مفتی صدر الدین آزر وہ مرحوم کی
قائم کردہ درس گاہ بھی ہے۔ اس کا نام دارالبقا ہے۔ وہ بھی زود میں آئے گی۔ اس کو بھی

آئینہ نورد لازمی 301 برائے جماعت دہم

سہر کی توسیع کے لیے ڈھادیا جائے گا۔ یہاں غالب نے بتا اور ناکو بڑے اچھے طریقے سے استعمال کیا ہے۔ دار بقا کا مطلب ہے باقی رہنے والا مکان لیکن سہر کی توسیع کے لیے اس مکان کو اٹھا دیا جائے گا یوں یہ مکان ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا یعنی فنا ہو جائے گا کیوں کہ سہر میں ایک دار مثال کی جانے والی جگہ سہر کا حصہ بن جاتی ہے۔ ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے صرف اللہ تعالیٰ کا نام ہی دتی رہے گا۔ خان چنہ کے مجھے میں گئے بڑے تک عورتیں ڈھادی جائیں گی۔ کام تجوی سے چلی ہے۔ دونوں طرف سے کوالیس چلنے کی آواز آرہی ہے۔ باقی ہر طرح سے خریدت ہے۔

تبصرہ

غالب نے بڑے اچھے انداز میں میر مہدی حسین مجروح کو صاحب کیا ہے۔ ان کا خط لکھنے کا انداز سب سے جدا ہے۔ وہ خط کو مکالمہ بنا دیتے ہیں۔ مقدار الفاظ کو بڑی خوبی سے استعمال کرتے ہیں جیسے اس جگہ اعراف میں انھوں نے لکھا ہے کہ "دورا ہوتا تھا جو جائے گی۔" ناک اور بقا کو بڑی محنت سے استعمال کیا ہے۔

حل مشقی سوالات

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے:

(الف) مرزا غالب نے میر مہدی حسین مجروح کو خط ہر گ کیوں بھیجا؟

جواب مرزا غالب لکھتے ہیں کہ میرے پاس نہ کاغذ موجود ہے اور نہ ہی نکت ہے۔ ایک کتاب سے کاغذ چاڑ کر خط لکھا ہے اور پرانے وقتوں کا کوئی ہر گ لٹاؤ کہیں پڑا ہوا مل گیا ہے اسی میں لپیٹ کر بھیج دیتا ہوں۔ ہر گ خط لکھنے کی وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس کاغذ اور نکت موجود نہ تھا۔

(ب) مرزا غالب نے میر مہدی مجروح کو خط کب لکھا؟

جواب مرزا غالب نے میر مہدی مجروح کو 8 نومبر 1859ء بروز منگل خط لکھا۔

- (ج) کون کی دو چیزوں پر حصول نہیں کیا جاتا تھا؟
جواب مرزا غالب لکھتے ہیں کہ سوائے تاج اور پلے کے کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس پر حصول نہ کیا جاتا ہو۔ صرف تاج اور پلے پر حصول نہیں کیا جاتا تھا۔
- (د) مرزا غالب نے کتابوں پر کیا رائے دی ہے؟
جواب مرزا غالب نے کتابوں کے بارے میں کہا ہے کہ ان کتابوں کا کاغذ اچھا، کتاب کی لمبائی چوڑائی عمدہ، اس کی چھپائی میں سنبھل ہونے والی سیاہی بھر، چھپائی دل خوش کن ہے۔ سب کچھ بہت اچھا ہے۔ انہیں دیکھ کر میرادل خوش ہو گیا ہے۔

- (ه) قند نے غالب کو خط کہاں سے لکھا تھا؟
جواب مرزا غالب یہ سمجھ رہے تھے کہ قند کول میں مقیم ہیں اور وہیں سے انہیں خط لکھیں گے لیکن وہ دلاؤن کول (ملی گڑھ کا پرائیوٹ) میں رہ کر سکندر آباد چلے گئے تھے اور انہوں نے وہیں سے مرزا غالب کو خط لکھا تھا۔

2۔ درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

(الف) میر مجروح کے خط میں کس کی بیٹی کا ذکر ہے؟

(i) میر مجروح (ii) میر نصیر الدین

(iii) میرن (iv) شاہ محمد عظیم

(ب) ”پہن لٹنی“ (چنگی) کس چیز پر صاف تھی؟

(i) ترکاری اور پھل (ii) تاج اور پلے

(iii) غلہ اور ترکاری (iv) پل اور پلے

(ج) مرزا غالب کو قند کا خط کہاں سے آتا تھا؟

(i) کلکتہ (ii) سکندر آباد

(iii) کول (iv) آگرہ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو نازی 303 برائے جماعت دہم

(د) کس شخص نے کتابوں کی شہرہ بڑی کے بارے میں خط لکھا تھا؟

(i) آفتہ (ii) مہرن

(iii) میر جہدی بخروا (iv) شیرانی

(د) دوسرے خط کے مطابق مرزا غالب کو کتنی کتابیں موصول ہوئیں؟

(i) بیس (ii) تینتیس

(iii) تیس (iv) پینتیس

مرزا غالب نے آفتہ کو دوسرا خط کب لکھا؟

(i) 3 نومبر 1858ء (ii) 13 نومبر 1857ء

(iii) 23 نومبر 1858ء (iv) 23 نومبر 1858ء

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(iv)
(د)	(ii)	(د)	(iii)				

3 "مخلوط غالب" کے متن کو مد نظر رکھ کر درست خط پر نشان (✓) لگائیں۔

(الف) مرزا غالب نے میر نصیر الدین کو بیٹی کی بیاہٹ پر مبارکباد دی۔

(ب) دوسرے خط میں دارابغا کے قتل کی خبر دی گئی۔

(ج) مرزا غالب نے آفتہ کو پہلا خط لکھا تو آفتہ کو مل گیا تھا۔

(د) مرزا غالب کو کتابیں 12 نومبر 1858ء کو بھیجی۔

(د) دوسرے خط میں دلی کے خاک نشینوں سے مراد خود مرزا غالب کی

ذات ہے۔

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی	304	ہماری جماعت دہم
جواب (الف) مرزا غالب نے میر تقی میر کی بی بی آفس پر سہارک بدلی۔ (✓)		
(ب) تیسرے خط میں دارالبقا کے فنا ہونے کی خبر دی گئی۔ (✓)		
(ج) مرزا غالب نے قفقاز کو پہلا خط لکھا تو قفقاز کو لکھ میں تھے۔ (x)		
(د) مرزا غالب کو کتابیں 12 نومبر 1858ء کو ملیں۔ (x)		
(و) دوسرے خط میں دلی کے خاک نشینوں سے مراد خود مرزا غالب کی دلت ہے۔ (✓)		

4۔ ان جملوں کی وضاحت کریں:

(الف) دارالبقا فنا ہو جائے گا، رہے نام اللہ کا۔

جواب دارالبقا مفتی صدر الدین آذرہ مرحوم کی قائم کی ہوئی درس کھوتھی جو جانتے سمجھنے کے احاطے میں تھی۔ مسجد کی توسیع کا کام شروع ہوا تو اس کو بھی ڈھکا دیا گیا۔ اس طرح اس کا وجود ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ اسی بات کو غالب نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ دارالبقا فنا ہو جائے گا۔ اسے مسجد میں شامل کر دیا جائے گا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ مسجد ابھی رہے گی۔ اس طرح اللہ کا نام ہمیشہ باقی رہے گا۔

(ب) حاکم اکبر کی آمد من رہے ہیں۔

جواب حاکم اکبر سے مراد بادشاہ بہادر شاہ ظفر ہے۔ مرزا غالب بہادر شاہ ظفر کے استاد تھے۔ 1857ء تک بہادر شاہ ظفر مرزا غالب سے اپنے اشعار پر اصلاح دیتے رہے۔ جب 1857ء کی جنگ آزادی ناکامی سے دوچار ہوئی تو صحت حکومت انگریزوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ بادشاہ کو گرفتار کر کے برما کے قید خانوں میں نظر بند کر دیا گیا۔ دلی کے لال قلعے پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ دہلی فریقہ خبریں آتی رہیں کہ بادشاہ دوبارہ دلی میں آئے گا۔ دو سال بعد بھی یہ شورش فضا غالب نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

برائے محاسن و ہم

308

آئینہ اردو لازمی

(ج) فشی ہائیکہ ہے صبر کے ایک خط کا جواب ہم پر فرض ہے۔
جواب فشی ہائیکہ ہے سکندر آباد کے رہنے والے تھے۔ مگر مال میں فشی مری اور دارود کے منصب پر فائز تھے۔ ان کے غالب سے بڑے ایسے راول تھے۔ غالب لکھتے ہیں کہ ان کا خط مجھے ملا ہے جس کا جواب دینا مجھے پر فرض ہے مگر میں کیا کروں کہ مجھے پتا چلا ہے کہ فشی صاحب سیرتفریح میں کس ہیں۔ کبھی ایک شہر بھی دوسرے شہر۔ میں انہیں خط بھیجوں تو کہاں بھیجوں۔
کما ہے آئینہ جاری ہوا ہے؟

جواب مرزا غالب نے فشی ہر گوال قلعہ کو خط لکھا مگر فشی صاحب نے اس کا جواب نہ دیا تو مرزا صاحب نے انہیں دوسرا خط لکھا۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ کیا حکومت کی طرف سے کوئی ایسا اعلان جاری کیا گیا ہے کہ سکندر آباد کے رہنے والے لوگ دلی میں رہنے والوں کو خط نہ لکھیں۔ کہ یہاں کوئی اعلان ہوا ہوتا تو دلی میں بھی لازماً اعلان کیا جاتا۔ مرزا غالب نے فشی ہر گوال پل پر گہرا طعنا کیا ہے کیوں کہ انہوں نے مرزا غالب کے خط کا جواب نہیں دیا تھا۔
خان چھ کا کوچہ شاہ جہاں کے بڑے تک (دھے گا۔)

جواب جامع مسجد کی توسیع کے لیے عمارتیں ڈھائی جارہی تھیں۔ مرزا غالب لکھتے ہیں کہ مسجد کی توسیع کے لیے جو عمارتیں ڈھائی جارہی ہیں اس محسن میں خان چھ کی گل شاہ پولا میں جو بڑا کا درست لگا ہے وہاں تک ڈھائی جائیں گی۔ اس راستے میں جو بھی عمارتیں آئیں گی انہیں ڈھا دیا جائے گا۔
5۔ کالم (الف) کے الفاظ کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
پہلا خط	میر محمد حسین مجروح	ہر گوال قلعہ
شیخزائی	میر نصیر الدین	کتاہوں کی شیرازہ بندی
دوسرا خط	علی اکبر	میر محمد حسین مجروح
دارالبقا	کتاہوں کی شیرازہ بندی	نہا
غالب کے خطوط	نہا	علی اکبر
پیشی کا قدم مبارک	ہر گوال قلعہ	میر نصیر الدین

آئینہ اردو لازمی 304 برائے جماعت دہم

6- مندرجہ ذیل پر اعراب لگائیے۔
مَجْرُوح، تَفْتَهُ، مَهْتَبُ الْعَصْرِ، بِرْ خَرْدَل، تَوِيل
جواب: مَجْرُوح، تَفْتَهُ، مَهْتَبُ الْعَصْرِ، بِرْ خَرْدَل، تَوِيل

سرگرمیاں

1- خطوط میں جن شخصیات کا ذکر آیا ہے، استاد صاحب سے پوچھ کر ان کا مختصر تعارف خوش خط لکھ کر جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔
جواب: ان خطوط میں درج ذیل شخصیات کا ذکر آیا ہے۔

منشی شیونرائن

منشی شیونرائن مرزا غالب کے بہت اچھے دوست تھے۔ وہ آگرہ میں رہتے تھے ان کا کام کتابوں کی چھپائی تھا۔ انھوں نے روڈی کمانے کے لیے آگرہ میں ایک پرنٹنگ پریس لگوا لیا تھا۔ انگریزی زبان سے بہت زیادہ واقفیت تھی۔

مرزا میر

ان کا پہلا نام مرزا ساقی علی یک تھا۔ یہ مکمل تھے اور ان کا شمار مرزا غالب کے اچھے دوستوں میں ہوتا تھا۔ ان کے پاس امرتسری طبع پر جمشید کا عہدہ بھی تھا۔

منشی بالکنندہ سے بے میر

غالب کے بہت اچھے دوست تھے۔ یہ سکند آباد کے رہنے والے تھے۔ مگر ہال میں منشی مری اور دارودہ کے منصب پر فائز تھے۔

میر نصیر الدین

میر نصیر الدین میر مہدی حسین مجروح کے چائے والوں میں سے تھے۔ غالب سے بھی ان کے روابط تھے۔ ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی، جس کا نام تجویز کرے کے لیے میر مہدی نے غالب سے کہا تھا۔ میر نصیر الدین سولانا نادر الدین نجر عالم کے خلیفہ شاہ عمر عالم کی اولاد میں سے تھے۔

2- مرزا غالب کے خطوط کی عین تصویر لکھ کر جماعت کے کمرے میں لٹائی جائے۔
جواب: مرزا غالب نے جب اردو میں خط نگاری شروع کی تو اس سے پہلے اردو ستر

کے دو تکلف اسلوب موجود تھے۔ ایک سادہ اور عام فہم (سیراکن) دوسرا پر تکلف اور مٹکی (سرور) جو فارسی کے طرز نگارش کا پرتو تھا۔ مرزا نے سادہ اور سلیس انداز اختیار کر لیا اور کہا کہ عبارت کو پیچیدہ بنا علم کی نمائش کا ٹھیک طریقہ نہیں بلکہ مطلب ایسے طریقے سے ادا کیا جائے کہ مخاطب بے تکلف سمجھ جائے اور اسے بہتر اور موردوں الفاظ کا انتخاب آسان نہ ہو۔ مرزا نے اردو میں خطوط لکھنے شروع کیے اور ان کی بدولت پسند طبیعت نے ان مراسلات کو ادبی چیز بنا دیا۔ غالب کے خطوط کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں

غالب کے اندر تحریر کی اہم خصوصیت بے تکلفی اور سادگی ہے انھوں نے مٹکی ستر کو ترک کیے کے بول چال کی زبان میں خط لکھے اور تکلف قصص کو بالکل ختم کر دیا

مرزا سے پہلے خط میں پورا درو القاب و آداب اور عبارت آرائی پر صرف کیا جاتا تھا۔ مرزا نے یہ فرسودہ طریقہ بدل ڈالا انکی القاب و آداب بالکل چھوڑ دیئے تھے اور انکی لکھنے بھی تو مختصر موردوں القاب جیسے میں پر خوار صاحب ہی و مرشد بھائی صاحب وغیرہ لکھتے تھے انکی القاب کے بغیر ہی خط لکھ دیتے۔ اسی طرح سلام اپنا نام اور پیرایہ لکھنے میں بھی کبھی پابندی نہ کرتے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”خطوط نویسی میں میرا طریقہ یہ ہے کہ جب خط لکھنے کے لیے قلم اٹھاتا ہوں تو مکتوب الیہ کو کسی ایسے لفظ سے جو اس کی حالت کے موافق ہوتا ہے پکارتا ہوں اور اس کے بعد ہی اپنا مطلب شروع کرتا ہوں۔ القاب و آداب کا پرانا طریقہ شادی و غم سب کا قدیم رویہ میں سے بالکل اٹھا دیا ہے۔“

مرزا غالب کے علاوہ آسان سے خطوط جماعت کے کمرے میں پڑھے جائیں۔

جواب

مرزا غالب کا خط امین الدین احمد کے نام
تمھاری والدہ کی وفات پر کیسے اظہار تعزیت کروں۔ اظہار غم محض دگھلا ہے۔
تلقین صبر بیحدی ہے۔ وہی دعا تو مجھ گنہگار کی دعا دل سے نکلی ہے۔ وہ
میری محبت تھیں۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ مجھے پتا چلا کہ تم طاعت کی وجہ
سے نہ آ سکتے۔ اس لیے یہ چند سطوح تعزیت کی لکھ دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں
سلامت عورتی درست رکھے۔ آمین

مرزا غالب کا خط میر مہدی حسین بھروچ کے نام

اس بار خلاصہ بیان ہوا۔ پانچویں دن خدا کھائی۔ اب تن دست ہوں۔ فوری کوئی
 خطرہ نہیں۔ میر نصیر الدین کی بارگاہ لیکن ملاقات نہ ہوئی۔ بعض دوستوں کے
 آنے کا پتا نہیں چلا۔ سید صاحب سے بھی سامنا نہیں ہوا۔ تمہاری آنکھیں
 گرد و مہار کے سبب خراب ہیں۔ دلی میں مکانات مہار ہوئے۔ گرد و مہار کا اثر تو
 ہوتا ہی تھا۔ جدوجہد ہو جاؤ گے۔ مجتہد اصر میر رفیق حسین کا خط آیا تھا۔ میرن
 صاحب کی ناراضی کی وجہ سے اس کا جواب نہیں لکھا۔ یہ خط دووں صاحبوں کو
 چڑھا دو تا کہ مجتہد اصر پر ہنس لیں اور میرن صاحب کو بھی علم ہو جائے۔

تدریسی اشارات

1- مکتوب نگاری کے فن سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

مکتوب نگاری

جواب

کسی کو خط لکھنا اپنی گفتگو کو کر بھیجنا مکتوب نگاری کہلاتا ہے یا اسے خطوط نویسی
 کہتے ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب کے الفاظ میں ”خط دن خیالات و جذبات کا
 روزنامہ اور اصرار حیات کا صحیفہ ہے“

ایک اچھا مکتوب نگار درج ذیل خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

1- فصیح و بلیغ سے پاک 2- بے غلطی 3- سادگی

4- جامعیت 5- مرصع کاری کے نقائص سے پاک

اردو میں مکتوب نگاری میں غالب کا اسلوب بڑا منفرد ہے۔ مرشد احمد خاں
 حالی مولوی عبدالحق اور مولانا ابوالکلام آزاد کی مکتوب نگاری میں اپنی اپنی
 خصوصیات ہیں۔ تعداد کے اعتبار سے مکاتیب اقبال کے اردو مجموعے سب
 سے زیادہ ہیں۔ خطوط اقبال میں اردو نثر کے خوب صورت نمونے ملتے ہیں۔

2 غالب نے مکتوب نگاری کا نیا ڈھنگ اختیار کیا، حرید خطوط کی روشنی میں
 طریقہ کو اس ڈھنگ سے آگاہ کریں۔

جواب غالب کے خطوط میں کی شخصیت کا آئینہ ہیں۔ مرزا غالب پہلے شخص ہیں جنہوں

نے اردو میں پہلی مرتبہ اسلوب کو شخصیت کا آئینہ بنایا۔ ان کی شاعری ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر نہیں کرتی۔ اس کے برعکس ان کے خطوط ان کی مکمل شخصیت کے آئینہ دار ہیں ان کی شاعری نے جہاں ہمارے دلوں میں ان کی عظمت کا سکہ بٹھایا وہاں ان کے خطوط نے محبت و شفقت پیدا کی۔ ان کی شاعری عظمت اور بڑائی کی بنیادوں پر قائم وائم ہے تاہم اسے مقبول تر بنانے میں ان خطوط کا بھی بہت حصہ ہے۔ ان کی شخصیت کے نقوش اخلاق و عادات افکار و خیال ان کی خوبیاں خامیاں خوشی اور غم غریبہ ان کے ہر قسم کے رجحانات کا پتہ چل سکتا ہے۔

3۔ غالب کی مکتوب نگاری کے مزید نمونے طلبہ کو دکھائے جائیں۔

جواب دیکھیے جواب سرگرمی نمبر 3

4۔ غالب کے خطوط پر مشتمل چند کتب لاہری سے لا کر طلبہ کو دکھائی جائیں۔

جواب استاد صاحب سکول کی لاہری میں سے "خود ہندی"، "اردوئے معلیٰ" اور "غالب کے خطوط" حاصل کر بیچیں اور طلبہ کو ان کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔

اہم معروضی سوالات

متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

(الف) مرزا غالب پر خط کا جواب دینا فرض تھا۔

(i) فشی ہر گوپال کے خط کا (ii) شیورائن کے خط کا

(iii) مہر مہدی حسین بکرج کے خط کا (iv) مٹی بالکنہ سے بے سیر

(ب) کیا یہ آئین جاری ہوا ہے کہ سکندر آباد کے رہنے والے خط نہ لکھیں:

(i) امیر لوگوں کو (ii) دہلی کے خاک شینوں کو

(iii) اپنے اعزاء و اقارب کو (iv) حکومتی عہدے داروں کو

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

- آئینہ اردو لاری 310 برائے شاعرت دہم
- (ج) شیونائن کی بھیجی ہوئی تینتیں کتابیں مرزا غالب کو موصول ہوئیں:
- (i) جسے کو (ii) اوار کو
(iii) حر کو (iv) بدھ کو
- (د) سات کتابیں تحویل میں تھیں
- (i) میر مہدی حسین بھروسہ کی (ii) شفی شیونائن کی
(i) مرزا حاتم علی کی (iv) میر نصیر الدین کی
- (ا) میر مہدی حسین بھروسہ کے نام خط میں مرزا غالب نے میر نصیر الدین کو مبارکباد دی۔
- (i) پنہا کی پیدائش پر (ii) بیٹے کی پیدائش پر
(iii) انعام حاصل کرنے پر (iv) نیا کاروبار شروع کرنے پر
- (ر) مرزا غالب نے میر نصیر الدین کی بیٹی کے لیے نام تجویز کیا
- (i) نسیم التائبہ (ii) عظیم التائبہ
(iii) مر التائبہ (iv) نور التائبہ
- (ز) جامع مسجد کے گرد گول میدان بنائے گئے۔
- (i) دس دس فٹ (ii) پندرہ پندرہ فٹ
(iii) بیس بیس فٹ (iv) پچیس پچیس فٹ
- (ح) ”غالب کے خطوط“ مرتب کیے ہیں:
- (i) غلام رسول بھروسہ نے (ii) رشید احمد صدیقی نے
(iii) مولوی عبدالحق نے (iv) ذاکر ظلیق احمد نے

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iv)	(ب)	(ii)	(ج)	(i)	(د)	(i)
(ا)	(i)	(ر)	(iii)	(ز)	(iv)	(ح)	(ii)

جائے جماعت دہم

311

آئینہ اردو لاری

رشید احمد صدیقی

(1896ء، 1977ء)

خطوط رشید احمد صدیقی

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو بتانا کہ مکتوب نگاری کیا ہوتی ہے
- طلبہ کو خط کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
- رشید احمد صدیقی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بجا کر کرنا۔
- مکتوب نگاری کے حوالے سے طلبہ کو رشید احمد صدیقی کی مکتوب نگاری سے روشناس کروانا۔
- طلبہ کو تعمیری خط لکھنے سے متعلق معلومات فراہم کرنا۔
- طلبہ کو رشید احمد صدیقی کے حالات زندگی سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو اردو زبان کے مختلف اندازِ خیال سے واقفیت کروانا۔

مصنف کے حالات زندگی

۱۲

رشید احمد صدیقی، تاریخ پیدائش: 1896ء، جائے پیدائش: موضع مریاں
ضلع بلیا (بھارت)

تعلیم

ابتدائی تعلیم کے بعد جون پور چلے گئے۔ انگریز کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
میں داخلہ لیا۔ عالی حالت حد درجہ گزشتہ تعلیم کے ساتھ ساتھ پچھری میں

ملازمت کی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے اردو میں ایم۔ اے کیا۔
رشید احمد صدیقی کو لکھنے لکھانے کا شوق شروع سے تھا اس لیے کالج میگزین اور
مسلم یونیورسٹی میں آپ کے ابتدائی مضامین شائع ہوئے۔ کئی برس تک یونیورسٹی
میگزین کے ایڈیٹر رہے۔ 1921ء میں علی گڑھ شعبہ اردو کے صدر ہو گئے۔
رشید احمد کی زبان میں بہت مٹھاس ہے۔ انھوں نے شیلی اور حالی دونوں سے اثر
قبول کیا مگر ان کے اسلوب نگارش پر شیلی کا اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ وہ عربی اور
فارسی کا استعمال کرتے ہیں مگر جہاں اس کی ضرورت محسوس ہو لیکن انگریزی
الفاظ کی بھرمار سے مہارت کو بچاتے ہیں۔ ان کی زبان میں باطنیت ہے۔ ان
کے ہاں جذباتیت بھی ہے اور خطابت بھی اور اس کے ساتھ ساتھ سادہ سادہ اور
بھی۔ ان کے مضامین کی زبان دیباچہ کی خوبیوں میں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔
رشید احمد بڑے درد مند انسان ہیں۔ ان کی تصانیف میں درد مندی بدرجہ اتم
موجود ہے۔ شفقت اور محبت ان کی شخصیت کا خاص جزو ہے۔ وہ لوگوں کی جن
صفات سے متاثر ہوتے ہیں ان میں سرفہرست درد مندی کا احساس ہے۔ وہ
شیلی اور خوبی کے قدردان ہیں۔

تصانیف

رشید احمد صدیقی کی تصانیف میں ”مطربات و مضحکات“ ”مضامین رشید“ ”سچ
ہائے گراں باد“ ”خدا“ ”ہم نفسانِ رفتہ“ ”عالم کی شخصیت اور شاعری“
اور ”اقبال کی شخصیت اور شاعری“ شامل ہیں

وفات

انھوں نے 1977ء میں وفات پائی

مرکزی خیال خط نمبر 1

اس خط کا مرکزی خیال یہ ہے کہ رشید احمد صدیقی، اذکارِ محمد حس سے بہت
زیادہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان سے بہت متاثر بھی ہیں۔

خلاصہ

(اکثر صاحب! سلام شوق)

24 تاریخ کو ہی انعام کی خوش خبری مل گئی تھی جس کسی سے ذکر نہیں کیا۔ سب سے پہلے آپ کی محبت کا شکریہ۔ انعام کی تصدیق دینے سے ہو گئی تھی۔ آپ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ آپ کے احسانات میری خدمات سے زیادہ ہیں۔ مجھے بھی آپ کی قابلیت اور وضع داری کا بھرپور احساس ہے۔ اس نظام خطبات کو کامیاب بنانے میں آپ کا بھی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اقبال مند رکھے۔

مخلص
رشید احمد صدیقی

مرکزی خیال خط نمبر 2

اس خط کا مرکزی خیال اظہارِ تعزیت کرنا ہے کیوں کہ یہ خط عقیدہ احمد صدیقی کے والد کی وفات پر اظہارِ تعزیت کرنے کے لیے لکھا گیا۔

خلاصہ 10

منہج گرامی! اذنا

آپ کے والد محترم کی رحلت کا صدمہ ہم اہل آقا ہے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے۔ مرحوم کے زیر سایہ آپ نے زندگی کی عظمتیں سمیٹیں۔ یہ بڑی سعادت ہے۔ مرحوم ایک نیک دل انسان تھے۔ مختلف زبانوں پر انھیں قدرت حاصل تھی۔ ہم سب نے ان سے استفادہ کیا۔ بلاے شوق سے علمی مسائل پر اظہارِ خیال فرماتے تھے۔ ان کی نگاہات سے ادب میں ایک خلا سما آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں بڑے سایہ رحمت میں جگہ دے۔ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مخلص
رشید احمد صدیقی

مرکزی خیال خط نمبر 3

یہ خط پروفیسر بشیر الدین کے نام لکھا گیا ہے۔ اس کا مرکزی خیال علی گڑھ کی زندگی کے گرد گھومتا ہے۔ رشید احمد صدیقی نے علی گڑھ کی زندگی کو اپنے خوابوں کی تعبیر بتایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ علی گڑھ میں بہت سے ایسے صاحب علم لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جن کا علی گڑھ سے دور رہ کر خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

خلاصہ

بشیر صاحب، آداب!

27 اکتوبر کو آپ کا خط ملا لیکن جواب دینے میں دیر ہوئی۔ آپ نے علی گڑھ کی زندگی کے بارے میں جو کچھ لکھا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ موجودہ صدی کی ابتدا میں ہر حوصلہ سالانہ گمرانے کا یہی نقشہ تھا۔ مذہب، اخلاق اور تہذیب کی مشترک خصوصیات ان میں پائی جاتی ہیں۔ ان گمراہوں کی ابتدائی تعلیم و تربیت مساجد میں ہوتی تھی۔ مزید مطالعہ کے لیے گمرانہ کتابوں سے استفادہ کیا جاتا تھا۔ بد لوگوں کے طور طریقے ہمارے تخیل کو گری بچتے اور اسی تخیل کو بے ہم علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ کیا یہ ساری باتیں میری طرح آپ پر نہیں گزریں؟

میں مطمئن ہوں اور آپ بہتم سبب۔ علی گڑھ سے یہ بڑی نسبت ہے آپ ہندوؤں یا دیگر کے جائیں گے۔ آپ کے دل میں علی گڑھ کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ لوگ علی گڑھ کے حزام کی استعداد سے محروم ہو چکے ہیں حالانکہ ان کا اختیار اقتدار اسی کے مشعل ہے۔ مزید لکھنا چاہتا ہوں لیکن تھک گیا ہوں۔ خدا حافظ

کلمہ

آئینہ اردو نازی 395 ہائے جماعت دہم

رشید احمد صدیقی

مضمون پر تبصرہ

رشید احمد صدیقی صاحب مرز مضمون نگار ہیں۔ انھوں نے زیادہ تر شخصیت نگاری پر لکھا ہے لیکن ان کے لکھے ہوئے خطوط بھی اردو ادب میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کی زبان سلیس، ارواں اور شستہ ہے۔ وہ علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل تھے۔ انھیں طرک بادشاہ کہا جاتا ہے لیکن ان کے لکھے ہوئے خطوط سیدھے سادے اور عام فہم ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نوازش نامہ	خط	تقدیر ہونا	کسی بات کے بارے میں کچھ سامنے آنا
متاثر ہونا	اثر قبول کرنا	مستحق ہونا	واسطہ پڑا
احسانات	احسان کی جمع، بھلائی	قابلیت	خوبیاں
وضع داری	رکھ رکھاؤ	شہرت	مشہوری
گراں قدر	بہت زیادہ	اقبال مند	بلند مقام
مخلص	غلوں والا	مرحوم	بخشا ہوا، مورا ہوا
رفیق	ساتھی، دوست	شفیق	شفقت کرے والا
ساختہ رطبت	سوت کا حاشہ	معصرت	عظمتیں، عظیم کامیابیاں
بہرہ مند ہونا	فائدہ اٹھانا	مستاز	نمایاں
ملغز	جس پر فخر کیا جائے	سعادت	بہار، نیک نامی

JRDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لاری 310 ہمارے جماعت دہم

صفت	خوبی	سحر	اقتدار والا
متنوع	انواع و اقسام کے، طرح طرح کے	استفادہ کیا	لاکھ اشیاء
ہم	نہم	سہارقت	جدائی
جمیل	خوب صورتی اور دانا کی والا مہر	ہم روزہ	اسی دن
سرد و گرم	اچھے اور بُرے حالات	واجب الادا	ہم، ادا کر دینے کے قابل
موسم	درمیانی	مشرک	اٹھنی، ایک جیسی
رجحان	تہذیب	ربن سہن	ربن سہن
بیرونی کرنا	چھپے چھپا، اہتمام کرنا	سوسنے	ساجے، قالب
بالعموم	عام طور پر	سوج بچار	سوج بچار
جولانی	جوش	خرو، باز وادرا	خرو، باز وادرا
ماہیت قلب	دل کی حالت	کمال ہوا	کمال ہوا
اسلاف	بزرگ	عفت	عفت
شفقت	مہربانی	طاقت	طاقت
آئینہ	واقف	رخ	رخ
راحت	آرام	سربراہ	عکراں
سواثر	لگا کر	معلم	استاد
معترف	اعتراف کرنے والا	جہنم	جہنم، انتظام کرنے والا
جریائے علم	علم کا حلقہ	استعداد	صلاحیت، قابلیت

آئینہ اردو لازمی	317	برائے جماعت دہم
ظہیل	کی جہ سے جب سے	متعلقین
	تعلق رکھنے والے	

پیرا گراف کی تشریح

پیرا گراف: جو باتیں اوپر عرض ——— حیثیت سے پورا کر دیا۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام خطوط رشید احمد صدیقی

(ب) صنف کا نام رشید احمد صدیقی

پیرا گراف: متاثر کرنے، اثر میں لینا۔ کم و بیش کم اور زیادہ۔ مسلم استاد۔
ہندوستان کی عظمت: پورے ہندوستان میں مشہور۔ متواتر ۱۰ سالہ مسلسل۔
وسیع کھلا، متنوع، طرح طرح کے۔ معترف اعتراف کرے والا۔
مقاہدہ چاہتا۔ تجویز دینا اور حکم کرنے والا۔

سیاق و سباق

رشید احمد صدیقی سے یہ خط پرویز شاکر نے لکھا تھا کہ ہم لکھتے ہیں۔ اپنے اس
خط میں وہ لکھتے ہیں کہ علی گڑھ کی زندگی کے دور، خطبہ پانچویں ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے
اپنے خط میں عیاں کیے ہیں۔ موجودہ صدی کے ابتدائی سالوں میں ہر متوسط مسلمان
گمراہی کا قربا کی نقشا را ہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گمراہ یا حشر کی کٹیوں میں ہوتی
تھی۔ اس کے بعد گمراہ ذخیرہ کتب اور بزرگوں کی روایات سے اپنے غمزدہ علم میں
اضافہ کیا جاتا تھا۔ بزرگوں کی روایات ہمارے خیال کو جوش میں لاتیں اور اسی خیال کو لیے
ہوئے ہم علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ علی گڑھ تو علم کا ایک وسیع سمندر ہے۔ یہاں ہم
اپنے اس خواب کی تعبیر ملی جو میں اپنے بچپن میں دیکھا کرتا تھا۔

تشریح

رشید احمد صدیقی کہتے ہیں کہ علی گڑھ علم کا ایک وسیع سمندر تھا۔ پرویز شاکر

الدین سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ جو باتیں میں نے علی گڑھ یونیورسٹی کے بارے میں کی ہیں کیا اس طرح کی باتیں اور واقعات آپ کو درپیش نہیں ہوئے۔ آپ بھی تو اس دور سے گزرے ہیں۔ جو کتابیں آپ نے پڑھی ہیں اور اثر قبول کیا ہے اور جن نکتے دہوں نے آپ کو متاثر کیا ہے قریب قریب مجھے بھی ان سے شغف رہا، لیکن فارغ التحصیل ہو کر میں استاد بن گیا اور آپ کو کتابوں کی دولت امانت کے طور پر سونپی گئی یعنی سید بشیر الدین لاہیری کے انچارج بنادے گئے۔ آپ نے اپنے عہدے کا حق ادا کر دیا۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ ہر کوئی آپ سے مشورہ لینے کا مشغی ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ آپ لاہیری کے انتظام میں اس کی مدد کر لیں۔ آپ ایک ایسے انگریزی دان ہیں۔ آپ کے دستِ مطالعہ کا ہر دو شخص اعتراف کرتا ہے جو کسی بھی حوالے سے آپ کو جانتا ہے۔ آپ نے لاہیری کے تمام تقاضوں کو ایک منظم اور ایک علم کے حکااشی دونوں حیثیتوں سے پورا کیا۔ یہ آپ کے علم کی عظمت کا بین ثبوت ہے۔

تبصرہ

رشید احمد صدیقی نے پروفیسر بشیر الدین کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کو کتابوں کی امانت سونپی گئی۔ آپ نے لاہیری کا بہت اچھا انتظام کیا۔ آپ کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ لوگ دور دور سے لاہیری کے انتظام کے بارے میں مشورہ لینے آپ کے پاس آنے لگے۔ رہاں بہت سادہ اور فصیح ہے پاک ہے۔

حل مشقی سوالات

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے۔
(الف) رشید احمد صدیقی کے پہلے خط کے مخاطب کا نام کیا ہے؟
جواب رشید احمد صدیقی کے پہلے خط کے مخاطب کا نام ڈاکٹر محمد حسن ہے۔
(ب) "خطوط کا جواب عموماً ہم روزہ دیتا ہوں" اس سے کیا مراد ہے؟
جواب اس سے مراد یہ ہے کہ میں عام طور پر خط کا جواب اسی دن دے دیتا ہوں جس

آئینہ اردو لازمی 319 برائے جماعت دہم

دن خط مجھے موصول ہوتا ہے
(ج) مکتوب نگار نے خاندانوں کی مشترک خصوصیات و نمایاںات کا سرچشمہ کس
چیز کو قرار دیا ہے؟

جواب مکتوب نگار نے خاندانوں کی مشترک خصوصیات و روایات کا سرچشمہ مذہب،
اعلاق، تاریخ اور تہذیب کو قرار دیا ہے۔
عظیم احمد صدیقی کے نام مکتوب میں کس شخصیت کی وفات پر اظہار تعزیت
کیا گیا ہے؟

جواب عظیم احمد صدیقی کے نام مکتوب میں ان کے والد مولانا فیاض احمد مرحوم کی وفات
پر اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

(د) ڈاکٹر محمد حسن کا شکر یہ کس کی ہاتھ پر ادا کیا گیا؟
جواب رشید احمد صدیقی نے ڈاکٹر محمد حسن کا شکر یہ ادا کیا کہ انھوں نے پہلے ہی ساتھ
اکادمی دہلی کی طرف سے شے وائے انعام کے بارے میں بتا دیا تھا۔ انھوں
نے اس بات کا شکر یہ ادا کیا کہ ڈاکٹر صاحب، صاحب مکتوب کا اتنا زیادہ خیال
رکھتے ہیں۔

2- متن کی روشنی میں قوسین میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ کا
انتخاب کر کے خالی جگہ نہ کیجیے۔

(الف) رشید احمد صدیقی نے اپنے خوابوں کی تعبیر _____
(لکھنؤ، علی گڑھ، دہلی)

(ب) سید شیر الدین لاہوری کے بہتم کے علاوہ _____ بھی تھے۔
(حسب، معلم، علم کے متلاشی)

(ج) رشید احمد صدیقی شیر احمد صاحب کو حریہ لکھتا پڑھتے تھے مگر _____
(انھیں نیند آگئی، وہ تھک گئے، ایک اور کام میں مصروف ہو گئے)

آئینہ اردو لازمی 320 برائے سماعت دیکھ

- (د) صدیقی صاحب نے — کے والد صاحب کی وفات پر انھیں تفریق عطا کیا۔ (عظیم احمد صدیقی، عمر حسن، بشیر الدین)
- (ا) رشید احمد صدیقی کو 24 فروری 1973ء کو ایک — ملی۔ (خوش خبری، رجسٹری، بذیری)

- (الف) رشید احمد صدیقی نے اپنے خواہوں کی تعمیر علی گڑھ میں پائی۔
- (ب) سید بشیر الدین لاہوری کے ہتھم کے علاوہ علم کے تلاش بھی تھے۔
- (ج) رشید احمد صدیقی بشیر احمد صاحب کو مزید لکھنا چاہتے تھے مگر وہ تنگ تھے۔
- (د) صدیقی صاحب نے عظیم احمد صدیقی کے والد صاحب کی وفات پر انھیں تفریق عطا کیا۔
- (ا) رشید احمد صدیقی کو 24 فروری 1973ء کو ایک خوش خبری ملی۔
- ۳۔ سبق ”خلود رشید احمد صدیقی“ کا متن ملاحظہ کر کے درج ذیل جواب پڑھو۔
- (۱) کا نشان لگائیے۔

- (الف) رشید احمد صدیقی نے خلود کس طرح سمجھا؟
- (i) رتی (ii) علی گڑھ
- (iii) لاہور (iv) کھنڈ
- (ب) رشید احمد صدیقی نے اپنے خط میں کس کے گہاں پر احاطات کا ذکر کیا؟
- (i) مولانا نیا احمد (ii) ڈاکٹر محمد حسن
- (iii) عظیم احمد صدیقی (iv) سید بشیر الدین
- (ج) رشید احمد صدیقی نے خط میں کس کے ساتھ رطل کا ذکر کیا؟
- (i) مولانا شب احمد (ii) بیگم ڈاکٹر محمد حسن
- (iii) برادر سید بشیر الدین (iv) بیگم سید بشیر الدین
- (د) مکتوب نگار نے اپنے خط عام ڈاکٹر محمد حسن میں کس خوش خبری کا ذکر کیا؟
- (i) غالب ایوارڈ لینے کی (ii) تصنیف پر نقد رقم ملنے کی
- (iii) حکمانہ ترقی کی
- (۷) ساتھ اکادمی کی طرف سے ملنے والے اعزاز کی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لازمی 321 برائے سماعت دوم

(a) خطبات پر پیر بشیر الدین میں کن لوگوں کی احرام کرنے کی ملامت سے غری کا ذکر کیا ہے؟

(i) علم و دل سے خالی (ii) احرام کے ملبوس سے ناہید

(iii) علی گڑھ کی ناقدی کرنے والے (iv) ادیت پسند

(j) ”بہت بگڑا اور لکھا جاتا تھا لیکن جگہ گپا“ صدیقی صاحب نے یہ جملہ کس کے نام لکھا؟

(i) طہیر احمد صدیقی (ii) سید بشیر الدین

(iii) اکبر محمد حسن (iv) مولانا ضیاء احمد

(الف)	(ii)	(ب)	(ii)	(ج)	(i)	(د)	(iv)
(a)	(iii)	(c)	(ii)				

4- درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

ستوداد، کرشمہ، اسلاف، مشورع، اشغال، بہتیم، طفیل، سعادت، معطلات

الفاظ	جملوں میں استعمال
ستوداد	انہں کو اپنی ستوداد کے مطابق کام کرتا ہے۔
کرشمہ	سائنس کی کرشمہ ساریں جگہ جگہ نظر آتی ہیں۔
اسلاف	گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے بہرہٹ پائی تھی شاید سے ہمیں یہ آسمان نے ہم کو دے دیا۔
مشورع	ہمیں حضور ﷺ کی زندگی میں مشورع بوصاف نظر آتے ہیں۔
اشغال	فضول اشغال میں وقت ضائع کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔
بہتیم	تقریب کے بہتیم نے بہت اچھا انتظام کیا تھا؟
طفیل	بیری تمام کامیابی بیری ماں کی دعا کے طفیل ہے۔
سعادت	سعادت مند اولاد اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے۔
معطلات	معطلات حاصل کرنے کے لیے مسلسل محنت دینا ہے۔

آئینہ اردو لازمی 322 ہمارے جماعت دہم

5۔ کالم (الف) کے اصطلاحات کو کالم (ب) سے ملائیں:

کالم (الف)	کالم (ب)	اصطلاحات
تقریباً نام	علی گڑھ یونیورسٹی	بنام ظہیر احمد مدنی
ہجوم میں	مشترک کتبوں	احساسِ تنہائی
رشید احمد مدنی	بنام ظہیر احمد مدنی	علی گڑھ یونیورسٹی
ابتدائی تعلیم و تربیت	دوسرا خط	مشترک کتبوں
3 نومبر 1973ء	احساسِ تنہائی	دوسرا خط

6۔ درج ذیل الفاظ کے حوا و لکھیں۔

اسلاف، نیک جامہ سادات، اعتراف، آباد، غیب

الفاظ	حوا	الفاظ	معنا
اسلاف	سچ	نیک نام	ہنام
سادات	کجی	اعتراف	انکار
آباد	دیران	غیب	فرار

اردو زبان اور مختلف اندازِ بیاں

معاشرے میں ہمیں بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی سوچ، سمجھ، علم اور تجربے کی روشنی میں گفتگو کرتا ہے۔ گویا ایک ہی بات کے اندازِ بیاں مختلف ہو سکتے ہیں۔ آپ کمرے میں بیٹھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کھڑکی بند کر دی جائے۔ دیگر لوگ بھی موجود ہیں۔ کھڑکی کے قریب بیٹھے نوجوان سے لوگ کیا کہیں گے؟

ایک بزرگ برغور واد! ذرا کھڑکی تو بند کر دیں۔
نوجوان چلیز کھڑکی بند کر دیجیے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NASAR)

آئینہ اردو لڑی 323 برائے جماعت دہم

- ایک در کھڑکی بند کر دو۔
ایک اور نوجوان اگر رحمت نہ ہو تو یہ کھڑکی بند کر دیں، غلطی ہوا آ رہی ہے۔
اس کے علاوہ بھی ہم کئی اور انداز میں زبان لکھتے اور پڑھتے ہیں۔
(الف) گاڑی تیز چلائے کی بنا پر آپ کا زخم دھو۔ چال کیا جاتا ہے۔
(ب) آپ کا ہاتھ زخمی ہو گیا تبسرا 212 / ای تاریخ 23 اگست۔ میں کر دیا گیا تھا۔
(ج) کرکٹ ٹیم 233 رز ہوا کر آؤٹ ہو گئی۔ پیریز چیتے میں شکست کا سامنا ہے۔
(د) کھیڑ کے سائنٹ وئیر اور ہارڈ ویئر کا فرق معلوم ہونا چاہیے۔
آپ نے دیکھا کہ خبری، دفتری، قانونی اور گھنٹی زبان کافی حد تک ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ہمارا ہر جملہ لب و لہجہ، اسلوب اور لفظوں کے انتخاب کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ مضمون، کہانی، خط اور درخواست لکھنے کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں۔
آپ مختلف جیسے بول کر یا لکھ کر بتائیں کہ یہ کون سا انداز بیان ہے؟
پاکستان کو 1000 میگاواٹ بجلی کی کمی کا سامنا ہے۔ (صحافی زبان)
جنس نمبری 512/B کے تحت ڈاکٹر سلمان کی خدمات عہد صحت کے پروردہ جاتی ہیں۔ (دفتری زبان)
قرار دیا جاتا ہے کہ فلاں بین فلاں تقویات پاکستان کی دولتوں کے تحت جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ (عدالتی زبان)
ہارڈ ویئر کھیڑ کا دماغ ہے اور سافٹ ویئر اس کا ذہن۔ (بھٹی زبان)
شام ہے، فاطمہ جام ہے اور لڑکوں کا ہنگام ہے۔ (بھٹی زبان)

سرگرمیاں

- 1- رشید احمد صدیقی کے دو نکتوں اور خط جماعت کے کمرے میں شائع ہائیں۔
رشید احمد صدیقی کا خط غلام رسول مہر کے نام
نیم ترقی صاحب سے آپ کی ہلیہ کے انتقال کی خبر ملی۔ بہت بڑا صدمہ ہے۔ یہ ایک ساتھ کی موتیں ہیں۔ مجھے معلوم ہے آپ غمناک کام کر رہے ہیں۔

آئینہ اردو نازی 324 برائے جماعت دہم

یہ گفتنی کام ہمید الہی سے سہارا بن جاتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کو اس موقع پر ضرورت کی بجائے تنہیت کہا جائے۔ آپ ان میں سے ایک ہیں۔
رشید احمد صدیقی کا خط ظلیق نظامی کے نام

کتابوں کا شکر ہے۔ خیال تھا کہ ہلدی واپس کروں گا مگر کچھ کابل ہو گیا ہے۔ جس کتاب کی آپ کو ضرورت ہو واپس منگوا بیچے گا کیوں کہ میں کتابیں پوری کی پوری پڑھ کر ہی واپس کروں گا صرف علمی نظر سے نہیں دیکھوں گا۔
2- رشید احمد صدیقی کے خطوط میں علی گڑھ کا تذکرہ کیا گیا ہے اسے اپنے نظموں میں جو انگریز کی صورت میں لکھیں۔

جواب دیکھیے غلام محمد نمبر 3
3- اپنے استاد صاحب سے پوچھ کر رشید احمد صدیقی کی نثر نگاری کی دو خاص خوبیاں لکھیں۔

جواب رشید احمد صدیقی کی نثر نگاری کی خوبیاں
رشید احمد صدیقی نے ذہن طالب علمی ہی میں لکھنا شروع کر دیا تھا ان کا رجحان طنز و مزاح کی طرف تھا اسی لیے ان کے ابتدائی مضامین میں طنز و مزاح کا عنصر غالب ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے اپنے عہد کے ماحول کی اچھائیوں کو اجاگر کیا ہے اور کمزوریوں پر بھرپور چوٹ کی ہے۔ ان کے مزاح میں طنز کی نشتریت ہمیشہ موجود رہی ہے۔ ان کے ہاں تیز شرعیت کی بجائے دھیمپا پن ملا ہے۔ رشید احمد صدیقی اپنی تحریروں میں اصلاح احوال کرنے کی کوشش کرتے نظر نہیں آتے بلکہ اخلاقی قدروں کے زوال پر جو دکھ محسوس کرتے ہیں وہ ان کے لہجوں پر ذہر خند بن کر ابھرتا ہے۔

رشید احمد کی زبان میں بہت سلفاس ہے۔ انھوں نے شبلی اور حالی دونوں سے اثر قبول کیا مگر ان کے اسلوب نگارش پر شبلی کا اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ وہ عربی و فارسی کا استعمال کرتے ہیں مگر جہاں اس کی ضرورت محسوس ہو لیکن انگریزی احاطہ کی بھرمار سے عہدیت کو بچاتے ہیں۔ ان کی زبان میں پاکیزگی ہے۔ ان کے ہاں جذباتیت بھی ہے اور خطابت بھی اور اس کے ساتھ ساتھ سوز و گداز

آئینہ اردو لاری
325
برائے عامتہ دہم

بھی۔ ان کے مضامین کی رہاں اہیاں کی خوبیاں ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔
رشید احمد بڑے دردمند انسان ہیں۔ ان کی تصانیف میں دردمندی ہر جہاں
موجود ہے۔ شفقت و رحمت ان کی شخصیت کا خاص جز ہے۔ وہ لوگوں کی جن
سناٹ سے متاثر ہوتے ہیں ان میں سرفہرست دردمندی کا احساس ہے۔ وہ
نگی اور غریبی کے قدر دان ہیں۔ ان خطوط سے بھی دردمندی کا اظہار ہوتا ہے۔
ایک خط انھوں نے اپنے دوست ظہیر احمد صدیقی کو لکھا ہے جو ان کے والد کی
تقریرت کے لیے ہے۔

اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ کو غلط ہائے کہ کسی شخص کے خطوط اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں

کی کس طرح عکاسی کرتے ہیں؟

جواب کسی کو خط لکھنا اپنی گفتگو لکھ کر بھیجنا مکتوب نگاری کہلاتا ہے۔ اسے خطوط نویسی
کہتے ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب کے الفاظ میں ”خط دلی خیالات و جذبات کا
روزنامہ اور اسرار حیات کا محفل ہے۔“ خط لکھنے کے لیے کوئی خاص موضوع
نہیں ہوتا۔ انسان اپنے دلی جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ وہ لکھنے کے لیے
آزاد ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ لکھتا ہے وہ اس کے دل کی آواز ہوتی ہے، اس لیے
کسی بھی خط کو پڑھ کر اس کے لکھنے والے کے ہر سہ میں اندازہ کیا جاسکتا
ہے کہ وہ کیا ہے۔ اس طرح خط شخصیت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

2- رشید احمد صدیقی کے کسی مجموعے سے ان کے دو عجیب خط لکھ کر طلبہ کو
سنائے جائیں اور ان پر تبصرہ بھی کیا جائے۔

جواب کے لیے دیکھیے سرگرمی سر 1

3- طلبہ کو خطوط نویسی کی مشق کروائی جائے۔

جواب اساتذہ کرام طلبہ کو مختلف موضوع پر خطوط لکھوائیں۔

اہم معروضی سوالات

- 3- متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:
- (الف) رشید احمد صدیقی نے ڈاکٹر حسن کو خط لکھا:
- (i) 7 فروری 1973ء (ii) 10 فروری 1973ء
(iii) 17 فروری 1973ء (iv) 27 فروری 1973ء
- (ب) راتِ العام کی تصدیق ہو چکی تھی:
- (i) دو دوستوں سے (ii) ریلوے سے
(iii) ٹیلی ویژن سے (iv) اخبار سے
- (ج) رشید احمد صدیقی نے ظہیر احمد صدیقی کو خط لکھا:
- (i) حال دریافت کرنے کے لیے (ii) اپنے اہل اُسنے کے لیے
(iii) کچھ کتابیں منگوانے کے لیے (iv) حق کی بات کی تعریف کے لیے
- (د) ظہیر احمد صدیقی کے والد کا نام تھا:
- (i) مولانا شہزاد (ii) مولانا شبیر احمد
(iii) مولانا سلیم احمد (iv) مولانا مجید احمد
- (ه) پروفیسر بشیر الدین کا لکھا ہوا نوٹش جسے رشید احمد صدیقی کو ملا:
- (i) 12 کتور کو (ii) 4 اکتور کو
(iii) 27 کتور کو (iv) 31 اکتور کو
- (و) کچھ دنوں سے تھکی کا احساس ہونے لگا ہے:
- (i) شام کو (ii) صبح وقت
(iii) ہر وقت (iv) بیچم میں
- (ز) میں معظم باللہ آپ کو دولت اور امانت سونپی گئی
- (i) خوانے کی (ii) کتابوں کی
(iii) کوئہ سب کی (iv) بات کی

سہر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iv)	(ب)	(ii)	(ج)	(iv)	(د)	(i)
(و)	(i)	(ه)	(iv)	(و)	(ii)		

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 328 برائے جماعت دہم

میر انیس

(1800ء تا 1874ء)

میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت

تدریسی مقاصد

- ⑤ طلبہ کو واقعہ کربلا سے آگاہ کرنا
- ⑤ طلبہ کو کربلا کے سوگی حالات سے واقفیت دلانا
- ⑤ طلبہ کو مرثیہ نویسی سے متعارف کروانا
- ⑤ طلبہ کو شاعری کی صنفِ مہم سے آگاہ کرنا
- ⑤ طلبہ کو نظم میں منظر نگاری کے عنصر سے واقفیت کروانا
- ⑤ طلبہ کو میر انیس کی شاعری کے بارے میں معلومات دینا
- ⑤ طلبہ کو میر انیس کے حالاتِ زندگی سے آگاہ کرنا

شاعر کے حالاتِ زندگی

میر بہر علی انیس میر ضیق کے بیٹے تھے۔ فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ اس کے مورث اعلیٰ میر لامی شاہجہان کے عہد میں ہرات سے آئے اور دہلی میں آباد ہو گئے۔ شاہجہان نے سہ ہزاری منصب عطا کیا۔ سلطنتِ مغلیہ کے دورِ زوال میں میر لامی کے پوتے میر غلام حسین ضاحک اپنے فرزند میر حسن کو، جس کی عمر دس بارہ سال تھی ساتھ لے کر فیض آباد پہنچے۔ جب مرکزِ حکومت لکھنؤ منتقل ہو تو میر ضاحک اور میر حسن کی آمدورفت لکھنؤ میں شروع ہو گئی۔ میر حسن کے تین بیٹے تھے اس میں سے ایک میر ظلیق تھے۔ میر انیس انہی کے فرزند تھے۔ میر انیس پچاس سال کے تھے کہ اپنے چھوٹے بھائی انیس کے مرادِ مستقل طور پر لکھنؤ آ گئے۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 329 برائے جماعت دہم

میر انیس نے اپنے والد کے سایہ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ ابتدائی کتاہیں مولوی حیدر علی اور صدر مفتی میر عباس سے پڑھی تھیں۔ ورزش کے بہت شائق تھے اور فن سپہ گری اور شہ سواری میں بھی مہارت حاصل کی۔ یہ معلومات جنگ کے مناظر و فیرہ دکھانے میں بہت کار آمد ثابت ہوئیں۔ حسن تناسب کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ اپنی خانم علی عزت پر بڑا فخر تھا اور خورد و ہری اور عزت و مالدانی کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ بہت وضعدار تھے اور ملنے جلنے میں رکھ رکھاؤ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ شاہوں سے بھی بادقار انداز میں ملتے تھے۔ کسی کی تعریف بالالچ میں ایک حرف رہبان سے نہیں کہا۔ البتہ مدح آل رسول ﷺ میں جو یہ قبول کر لیتے تھے۔

میر انیس کو شاعری ورٹے میں ملی تھی۔ ان کے والد میر ظیق بھی شاعر تھے۔ دادا نامور مثنوی نگار میر حسن اور پردادا مشہور بھڑو کو میر ضاحک تھے۔ یوں یہ سلسلہ پانچویں پشت تک جا پہنچتا ہے۔ انیس خود فخر یہ کہتے ہیں ۔

۔ عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

پانچویں پشت ہے شبیر کی سیاحی میں

لکھنؤ آنے کے بعد میر انیس لکھنؤ کے شاعرانہ ماحول سے بہت متاثر ہوئے اور شعر کہنے لگے۔ شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا لیکن والد کے کہنے پر وہ اپنی خانم دانی صنف مرثیہ گوئی پر مائل ہو گئے۔ ان دنوں لکھنؤ میں مرزا سلامت علی دبیر کو مرثیہ گوئی کا امام تسلیم کیا جاتا تھا ان کے ہوتے ہوئے مرثیہ گوئی میں میر انیس کا ایسے اعلیٰ وضع مقام پر فائز ہو جانا ان کی فطری صلاحیت اور شاعرانہ کمال کا بین ثبوت ہے۔ زوال لکھنؤ کے بعد عظیم آباد، پٹنہ اور حیدر آباد دکن بھی گئے اور بڑی قدر دانی ہوئی۔ 1874ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔

میر انیس ایک خوش الحان شاعر تھے۔ ان کا مرثیہ پڑھنے کا انداز ساریحین پر ایک خاص وجد و س طاری کر دیتا تھا اور ان کے دل و داغ پر گہرا اثر چھوڑتا تھا۔ آپ

آئینہ اوردو لازمی (حصہ لکھ) 330 برائے جماعت دہم

صاحب مطالعہ آوی تھے۔ عربی اور فارسی میں خاصی استعداد حاصل کر چکے تھے۔ قرآن وحدیث کے مطالعے سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ ان کی ذاتی اور شاعرانہ خوبیوں نے میرانیس کو بہت جلد بہت مقبول بنا دیا۔

مرکزی خیال

اس سرچے میں میر بریل انیس نے کربلا کے میدان میں گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آسمان سے آگ برس رہی تھی اور زمین تنور کی طرح تپتی ہوئی تھی۔ انسان تو انسان جانور بھی اس گرمی سے پریشان تھے یہاں تک کہ درختوں کے پتے بھی اس گرمی میں مرجھا گئے تھے۔ فرض میرانیس نے مبالغہ آرائی کی حد تک گرمی کی شدت کا ذکر کیا ہے۔

خلاصہ

جنگ کے دن بہت زیادہ گرمی تھی۔ اس کا چاٹن مشکل تھا۔ ڈر تھا کہ زبان شمع کی طرح جھنڈ لگے میدان جنگ کا رنگ سرخ تھا اور آسمان کا زرد۔ آسمان سے آگ برس رہی تھی۔

سورج کی تپش اتنی زیادہ تھی کہ دن کا رنگ رات کی مانند لگ رہا تھا اور نہر علاقہ بھی خشک ہو گئی تھی۔ دریائے فرات کا پانی بھی کھول ہوا سا لگ رہا تھا۔

گرمی کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ پھلیاں سمندر کی سب سے ٹہلی تہ سے جاگی تھیں، ہرن سست اور چپے سیاہ ہو گئے تھے۔ پھر موم کی طرح پگھل رہے تھے۔ پھول اپنی رنگت کھو چکے تھے اور کنوؤں کا پانی بھی جپے پلا گیا تھا۔

دور دور تک کہیں کسی درخت پر پھل پھول نظر نہ آتا تھا۔ ہر شاخ سوکھی ہوئی تھی۔ پتے زرد ہو چلے تھے۔

شیر اور ہرن اپنے ٹھکانے میں چپے ہوئے تھے اتنی زیادہ گرمی تھی کہ اگر کوئی دانہ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 331 برائے جماعت دہم

زمین پر گرتا تو درجمن جاتا۔

ہوا کے بکلوں پر آگ کا گمان ہوتا تھا۔ پانی کے ٹیلے آگ کے شعلوں کی طرح لگ رہے تھے۔ مگر بچوں کی جان بھی یوں پر آئی ہوئی تھی۔ اتنی گری تھی کہ پھل تک جمن جاتی تھی۔
مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لہو	تیز گرم ہوا	آفتاب	سورج
حدت	تپش	تاب و تاب	چمک دک
جباب	بہلہ	کھولنا	اُٹلنا
فجر	درخت	برگ	پتہ
فعل	چھوٹا پودا	چنار	سرخ پھولوں والا ایک درخت
زیست	زندگی	مدقوق	دقی کا مریض
کچھار	شیر کا مسکن	آہو	برن
مہر	سورج	مکذّر	ھیلا، ناراض
غبار	گرد، خاک اُڑنا	گردوں	آسمان
تپ	بتلا، گرمی	مضطرب	بے چین
گرداب	ہمنور پانی کا چکر	شعلہ جوالہ	وہ شعلہ جس کو جلا کر گول پتھر کی صورت میں سمجھتے ہیں
گمان	خیال	دھنگ	مکرمہ
مانی	پھل	ہزہ زار	ہزار ہا میدان
شدت	زیادتی	کھاب	کنا پٹا جابھٹا

آئینہ اُردو لاری (حصہ نظم) 332 برائے جماعت دہم

اشعار کی تشریح

بند نمبر 1 گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں
اور ہے کہ مثل شمع نہ جلتے گئے زباں
وہ لو کہ لُخڑ ، وہ حرارت کہ لاماں
زن کی زمیں تو سرخ تھی اور زرد آسماں
آبِ خشک کو غلّ تڑپتی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برپتی تھی خاک پر

عل لغت

مثل شمع شمع کی طرح۔ اللُخڑ۔ خدا کی پناہ۔ الامان۔ خدا کی پناہ، دم،
اس۔ حرارت۔ گرمی۔ زن۔ بڑی جنگ، میدانِ جنگ۔ آبِ خشک۔
لُخڑا پانی۔ مخلوق لوگ
مفہوم: جنگ کے دن کی گرمی کا کیا حال بیان کروں۔ غار ہے کہ زبان کہیں شمع کی
مانند جلتے نہ گئے۔ اتنی تیز گرم ہوا کہ خدا کی پناہ۔ میدانِ جنگ گرمی سے سرخ
تھا اور آسمان کا رنگ زرد تھا۔ زمین پر لوگ۔ لُخڑے پانی کو تڑپتی ہے تھے اور
ہوا سے گویا زمین پر آگ برپا ہو رہی تھی۔

تشریح: شاعر میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آئینہ قحط
ملکِ عرب کا ریگستان تھا جس کی گرمی محتاجِ بیان نہیں اور پھر یہ جنگ کا دن
تھا۔ ظاہر ہے کہ جنگ کی وجہ سے گرمی کی شدت کچھ اور بڑھ جاتی ہے۔ اس
یہی میں گرمی کی اس شدت کو بیان نہیں کر سکتا۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں
گرمی کی اس شدت کو بیان کر سکوں بس یہ سمجھ لیں کہ ایک کریم اور دوسرا نیم
چڑھا دالی بات ہے۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میری زبان گرمی کی

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 333 برائے جماعت دہم

شدت اور صبح کیفیت بیان کرتے ہوئے شمع کی مانند جلتے نہ گئے۔ میدان جنگ میں اس قدر لو چل رہی تھی کہ انسان بے اختیار خدا کی پناہ طلب کرنے لگے۔ میدان جنگ کی زمین گرمی کی شدت سے تپ کر تانے کی طرح سرخ ہو چکی تھی۔ گرمی اس قدر شدید تھی کہ آسمان بھی اس کی شدت سے محفوظ نہیں تھا بلکہ وہ بھی زرد پیلا دکھائی دے رہا تھا۔ زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور لوگ غنڈے پانی کو ترس رہے تھے۔ انھیں گرمی کی شدت میں اپنی پیاس بجھانے کے لیے ٹھنڈا پانی نہیں ملا تھا جس سے وہ بہت بے تاب اور بے حال ہو رہے تھے۔ گرمی کی شدت کی یہ کیفیت تھی کہ اب محسوس ہوتا تھا جیسے ہوا سے زمین پر آگ برس رہی ہو۔

بذریعہ 2۔ وہ لو ، وہ آفتاب کی جدت ، وہ تاب و تاب

کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
خود نہر علقہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب
خیے جو تھے جاہلوں کے ، تپتے تھے سب کے سب

اُڑتی تھی خاک ، خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی لڑات کا

صل لغت

لو تیز گرم ہوا۔ آفتاب سورج۔ جدت تپش۔ تاب و تاب: چمک
دنک۔ مثال شب رات کی مانند۔ لب: ہونٹ۔ حباب: بلبہ۔
حیات زندگی۔ کھولا ہوا اُچلا ہوا

مفہوم: میدان کربلا میں تیز لو چل رہی تھی۔ سورج تپا ہوا تھا۔ اس تپش کی وجہ سے
دھوپ کا رنگ رات کی طرح سیاہ ہو چکا تھا۔ نہر علقہ کے ہونٹ بھی خشک

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 334 برائے جماعت دہم

تھے۔ پانی کے بلبلے جو نمیوں کی مانند تھے وہ بھی چپے ہوئے تھے۔ ہر طرف
خاک اُڑ رہی تھی۔ زندگی مفلوکہ تھی اور دھوپ کی وجہ سے دریائے فرات کا پانی
بھی اُبلا ہوا تھا۔

تشریح: میرا نہیں کر بلا کے میدان میں گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
جنگ کے دن کر بلا کے میدان میں بہت تیز گرم ہوا چل رہی تھی۔ سورج اپنی
پوری آب و تاب کے ساتھ جنگ رہا تھا۔ سورج کی دھوپ میں بہت زیادہ
تپش تھی۔ جس طرح دیر تک آگ پر رکھی ہوئی چیز جل کر سیاہ ہو جاتی ہے اسی
طرح تیز دھوپ کی وجہ سے دن پر بھی رات کا گماں ہوتا تھا۔ دھوپ کا رنگ
شدت تپش سے کالا پڑ گیا تھا۔ اس وقت ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے خود عقہ نہر کو
بھی پیاس لگی ہوئی ہو۔ اس کے پانی میں بنے والے بلبلے سب کے سب پنے
ہوئے تھے۔ ہر طرف خاک اُڑ رہی تھی۔ ایسے میں زندگی بے جان سی ہو کر رہ
گئی تھی۔ گرمی کی شدت نے زندگی سے مایوس کر دیا تھا۔ اس گرمی کی شدت
سے دریائے فرات کا پانی بھی اُبلا ہوا سا لگ رہا تھا۔

بند نمبر: 3 مچلیوں سے چار پائے نہ اٹھتے تھے تا بہ شام

مسکن میں مچلیوں کے سمندر کا تھا مقام

آہو جو کاٹے تھے تو چپے سیاہ قام

پتھر پتھر کے رہ گئے تھے مثل موسم خام

سرخی اڑی تھی پھولوں سے، بہری کیاہ سے

پانی کنوؤں میں اترا تھا سائے کی چاہ سے

حلِ نعت

چار پائے چار چروں والے جانور۔ مسکن رہنے کی جگہ۔ آہو ہرن۔ کاٹے

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نغم) 335 برائے جماعت دہم

کابل، سست۔ سیاہ فام کالی رنگت والے۔ مثل مثال، کسی کی مانند ہونا۔ عام
کچا۔ گھیا، گھاس پھوس۔ چاد۔ چاہت، کنوئیں
مفہوم: چار پائے شام تک چھیلوں سے نہ اٹھتے تھے۔ چھیلوں کے مسکس میں سمندر کا
مقام تھا۔ ہرن سست تھے اور چھپنے گرمی کی وجہ سے سیاہ لگ رہے تھے۔ پتھر کی
سوم کی طرح پتھل گئے تھے۔ پھولوں کا سرخ رنگ اڑ گیا تھا اور گھاس سے
سبزی ختم ہو گئی تھی۔ پانی بھی سایہ تلاش کرنے کنوئیں میں نیچے چلا گیا تھا۔
تشریح: کرلا کے میدان میں گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے میر نہیں کہتے ہیں
کہ چالور گرمی کی شدت سے بے حال تھے۔ جو جانور پانی میں رہ سکتے تھے، وہ
پانی سے باہر ہی نہ نکلتے تھے۔ شام تک وہ پانی ہی میں رہتے۔ جب شام کے
وقت سورج کی حدت ادا کم ہوتی تک کہیں جا کر وہ پانی سے باہر آنے کا قصد
کرتے۔ چھیلیاں جو سمندر میں رہتی تھیں، وہ بھی سسٹ آب پر آنے سے کترات
تھیں۔ سسٹ کا پانی آگ کی طرح کھولا ہوا تھا۔ چھیلیاں سمندر کی تہ میں چلی گئی
تھیں تاکہ وہ گرمی کی شدت سے بچ سکیں۔ اس گرمی نے کسی کو بھی نہ چھوڑا
تھا۔ ہر وقت چوکڑیاں بھرتے رہنے والے ہرن سست اور طحال ہو چکے تھے۔
ان سے ایک قدم اٹھنا بھی محال تھا۔ گرمی نے ان کا برا حال کر دیا تھا۔ چھپتے
بھی اس گرمی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا۔ وہ
بھی نیم جاں ہو گئے تھے۔ دھوپ کی تیزی کی وجہ سے ان کا رنگ ادھوپ بھی
سیاہ پڑ گیا تھا۔ اتنی شدید گرمی تھی کہ پتھر کی سوم کی طرح پتھل رہے تھے۔
یہاں میر انہیں بہت زیادہ مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں۔ درحقیقت پتھر
دھوپ کی وجہ سے صرف گرم ہوئے تھے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ اتنی شدید گرمی
تھی کہ پتھر کی سوم کی طرح پتھل رہے تھے۔ مبالغہ آرائی کی انتہا ہے، لیکن
شعر میں زور پیدا کرنے کے لیے انھوں نے اس طرح کی مبالغہ آرائی سے کام

آئینہ اولاد زلی (حد نظم) 338 برائے جماعت دہم

لہا ہے۔ اصل میں یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ بہت زیادہ گرمی تھی۔ بہار کے موسم میں سرخ سرخ پھول اپنی خوشنمائی سے باغ کو رونق بخشتے ہیں۔ اس گرمی میں پھولوں کا سرخ رنگ بھی اڑ گیا تھا۔ سورج کی تپش نے پھولوں کی چمک کو ماند کر دیا تھا۔ گھاس پھوس بھی سوکھ کر پھلی رنگت اختیار کر چکی تھی۔ اصل میں گھاس کا رنگ سبز ہوتا ہے جو آنکھوں کو بڑا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر دھوپ نے اس کی تازگی چھین لی تھی۔ ہنری پیلاہٹ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ کٹوؤں کا پانی نیچے چلا گیا تھا۔ اس کی اصل وجہ تو یہ ہے کہ زیر زمین پانی کم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کٹوؤں کا پانی نیچے چلا گیا تھا لیکن میرا نہیں کہتے ہیں کہ سائے کی چاہت میں پانی نیچے چلا گیا۔

بند نمبر 4: کوسوں کسی شجر میں نہ گل تھے نہ برگ دہار

ایک ایک گل جل رہا تھا صورت چنار

ہنستا تھا کوئی گل، نہ لہکتا تھا سبزہ زار

کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخ بار دار

گرمی یہ تھی کہ درخت سے طل سب کے سر دھتے

بچے بھی مٹکی چہرہ مدقوق زرد تھے

حل لغت

کوسوں میلوں (ایک کوس ڈیڑھ میل کے برابر ہوتا ہے) شجر درخت۔ گل:

پھول۔ برگ۔ چنار۔ گل۔ چھوٹا پودا۔ چنار۔ سرخ پھولوں والا ایک درخت۔

بار پھل۔ زیست زندگی۔ گل۔ ماند، طرح۔ مدقوق دق کا مریض

معلوم: میلوں تک کسی درخت پر پھل پھول نہ تھے۔ ہر پودا چنار کی طرح جل رہا تھا۔

کہیں کوئی پھول نہیں کھلا تھا۔ ہر پھل دار شاخ سوکھ کر کانٹا بن گئی تھی۔ ہر کوئی

زندگی سے بے زار تھا۔ درختوں کے بچے بھی دق کے مریضوں کے زرد چہروں

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 337 برائے جماعت دہم

کی طرح تھے۔

تشریح: کربلا کے میدان میں درخت تو موجود تھے مگر دور دور تک کوئی درخت ایسا دکھائی نہ دیتا تھا جو پھلوں، پھولوں یا پتوں سے ہرا ہوا ہو۔ نڈ منڈ درختوں پر جب سورج کی شعاعیں پڑتیں تو دیکھنے والے کو یوں محسوس ہوتا جیسے جنگل میں آگ لگی ہوئی ہو اور ہر پودا اس آگ میں جل رہا ہو بالکل اسی طرح جیسے چٹار کے درخت اپنے سرخ پھولوں کی وجہ سے یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے ان میں آگ لگ ہوئی ہو۔ پھول پڑ مر رہے ہوتے تھے۔ سبزہ دار میں بھی کوئی رونق نہیں تھی۔ جو شاخیں بھی پھلوں سے لٹی پھندی نظر آتی تھیں، سبز وہ گرمی کی شدت سے سوکھ کر کانٹا بن گئی تھیں۔ اس شدید گرمی میں لوگ جیسے سے بے زار ہو چکے تھے۔ ان کی دلی انگلیں، جوش اور دلوں کے سرد پڑ چکے تھے۔ گرمی کی وجہ سے درختوں کے پتے گھٹا گئے تھے۔ وہ پتے جو کبھی سرسبز و شاداب تھے، ان میں پیٹا ہٹ آگئی تھی اور وہ اس طرح لگ رہے تھے جیسے دق کا مارا ہوا کوئی مریض ہو۔ دق کے مریض کا چہرہ بھی خون کی کمی کی وجہ سے پیلا پڑ جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ گرمی کی شدت نے ہر شے کو بھی درد کر دیا تھا۔ ان کی تازگی ختم ہو گئی تھی۔ ان میں زندگی کی سرگرمی ختم ہو گئی تھی۔ گرمی کی شدت سے سب کا ہی برا حال تھا۔

ہند نمبر 5 شیراٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے

آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ دار سے

آئینہ مہر کا تھا قلد۔ غبار سے

گرؤں کو پچھمی تھی زمیں کے بخار سے

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر

نہن جاتا تھا جو گرتا تھا دنہ زمین پر

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 138 برائے جماعت دہم

حل لغت

کچھار شیر کا سکن۔ آہو ہرن۔ سبزہ زار برا بھرامیدان۔ صبر
سورج۔ ملگرد میلہ۔ گردوں آسمان۔ تپ بخار۔ خطرہ بے
عین، پریشان

مفہوم: دھوپ کے مارے شیر اپنی کچھار سے باہر نہ نکلتے تھے۔ سبزہ زار میں آہو بھی
کرمی سے ہانپ رہے تھے۔ سورج کی دھوپ گردے میلی ہو رہی تھی، آسمان کو
زمین کی گرمی کی وجہ سے بخار ہو گیا تھا۔ ساری دنیا گرمی سے پریشان تھی۔ اگر
کوئی دانہ زمین پر گرنا تو وہ بھن جاتا۔

تشریح: گرمی کی شدت کی پرکھیت تھی کہ شیر جیسے درندے بھی تیز دھوپ کی وجہ سے
اپنے ٹھکانوں کو نہ چھوڑتے تھے بلکہ وہ وہیں دبکے پڑے ہوئے تھے حالاں کہ
شیر جیسے درندے اکثر شکار کی تلاش میں دھڑا دھڑا گھومتے رہتے ہیں۔ اسی طرح
ہرن بھی گرمی سے میدانوں سے منہ ہٹ کر نہیں نکالتے تھے۔ گرمی کی شدت
سے وہ بھی بے حال ہو رہے تھے۔ سورج ہوا ایک صاف شفاف اور روشن آئینے
کی طرح چمکتا ہے۔ گرمی کی شدت اور گردوغبار کی وجہ سے وہ بھی میلہ اور گدلا
ہو چکا تھا گویا سورج نے اپنا منہ گردوغبار میں چھپا لیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین کے گرم بخارات سے آسمان کو تیز بخار چڑھ گیا ہو۔ گویا زمین کی غصہ
گرمی کا اثر آسمان تک جا پہنچا تھا۔ وہ بھی اس گرمی سے محفوظ نہ تھا۔ اس طرح
زمین اور آسمان دونوں گرمی سے تپ رہے تھے جس کے نتیجے میں لوگوں کا برا
حال تھا۔ ہر کوئی زندگی سے بے زار نظر آ رہا تھا۔ زمین کا فرش تیز کی طرح
گرم تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اناج کا جو دانہ اس
تپتے ہوئے فرش پر گرنا تھا وہ جل بھن جاتا تھا۔ گویا اسے کسی بھٹی میں ڈال دیا
گیا ہو۔ یہ مبالغے کی انتہا ہے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

برائے جماعت دہم

339

آئینہ اردو لڑی (حصہ نظم)

بند نمبر 6 گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں
انکارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں
منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں
تہ پر تھے سب نہنگ، مگر خمی لہوں پہ جاں
پانی تھا آگ، گرمی روزِ حساب تھی
ماہی جو سچ موج تک آئی، کہاب تھی

حلادت

گرداب، بھنور پانی کا چکر، شعلہ، جوالہ، آگ کا دائرہ، انکارے، انکار
کے دیکتے ہوئے کھوسے، حباب، بلند، شرر فشاں، چنگاریاں برسانے والا،
تہ، نچلا حصہ، نہنگ، مگر چمچہ، روزِ حساب، قیامت کا دن، ماہی، مچھلی
مفہوم: بھنور پہ جلتے ہوئے شعلے کا خیال گزرتا تھا۔ بلبلے انگاروں کی طرح تھے اور پانی
آگ برسا رہا تھا۔ ہر ایک موج کی زبان منہ سے نکلی ہوئی تھی۔ مگر چمچہ پانی کی
تہ میں تھے عمران کی جان بھی ہوں پر آئی ہوئی تھی۔ پانی تک بنا ہوا تھا اور
گرمی قیامت جیسی تھی۔ اُن کوئی مچھلی پانی کی سطح تک آئی تو نہاب کی طرح
بھن ماتی تھی۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ پانی میں جو بھنور بننا ہے وہ ایسے لگ رہا تھا جیسے عسکنے لگا
کا شعلہ جلا کر اسے چکر دے دیے ہوں اور وہ اپنی تپش چاروں طرف بھجھا رہا
ہو۔ پانی میں جو بلبلے بنتے تھے وہ بھی کسی دیکتے ہوئے انکارے سے کم نہیں
تھے۔ دریا کا پانی بھی آگ برسا رہا تھا۔ گویا بہت ہی زیادہ گرمی تھی۔ دریا کی
موجیں بھی پریشاں تھیں۔ دریا میں موجود مگر چمچہ اگرچہ پانی کی تہ میں لینے
ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ گرمی کی شدت سے متاثر تھے کیوں کہ اس
گرمی کی وجہ سے پانی آگ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ اب محسوس ہو رہا تھا جیسے

آئینہٴ دولاری (حصہ نظم) 340 برائے جماعت دہم

قیامت آگئی ہو۔ پانی میں موجود پھلیاں بھی پریشان نہیں۔ اُردہ پانی کی گرمی سے گھبرا کر سطحِ آب پر آئیں تو وہاں گرمی کا زور اور زیادہ ہوتا اور وہ گرمی کی شدت سے جل جھن کر کباب ہو جاتیں۔ یہاں بھی میرانہیں مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں۔ ان کا مقصد گرمی کی شدت کو بیان کرنا ہے۔ گرمی کی ایسی حالت میں بھی اسلام کی سربلندی کے لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ کسی بھی قسم کے حالات انہیں حق کی راہ سے ہٹا نہ سکے۔ انہوں نے جان دے دی لیکن باطل کو حق کہنے پر رضامند نہ ہوئے۔

تبصرہ

میرانہیں ایک مرثیہ گو شاعر ہیں۔ انہوں نے اس مرثیے میں کربلا کے سیداں میں گرمی کی شدت کو بیان کیا ہے۔ ہر جان دار گرمی سے متاثر تھا۔ درخت سوک کر کانابن گئے تھے۔ درخت پھلوں سے خالی تھے۔ جانور پانی کے قریب رہنا پسند کر رہے تھے۔ پرندے سائے کی تلاش میں پھیتے پھر رہے تھے۔ بھکیں کھولنا محال تھا۔ شیر اپنی کھجور سے ہار آنا پسند نہیں کرتے تھے مگر چھ گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے ادیان = میں چلے گئے تھے لیکن ان سب باتوں کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسلام کی سربلندی کے لیے کربلا کے میدان میں جنگ لڑ رہے تھے۔

حل مشقی سوالات

۹

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے

(الف) میرانہیں نے پہلے بند میں زبان کو کس چیز سے تشبیہ دی ہے؟

جواب شاعر نے کہا ہے کہ کہیں میری زبان شمع کی طرح جلتے نہ لگے یوں کہ میں کربلا کی گرمی کی شدت کو بیاں کرنے جا رہا ہوں۔ اس طرح شاعر نے زبان کو شمع

آئندہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 341 برائے جماعت دہم

سے تشبیہ دی ہے۔

(ب) دوسرے بند میں نہر کے ”لب“ سے کیا مراد ہے؟

جواب دوسرے بند میں نہر کے ”لب“ سے مراد نہر کے دونوں کنارے ہیں۔ جس طرح انسان کے لب ہوتے ہیں اسی طرح نہر کے دونوں کناروں کو اس کے لبوں سے تشبیہ دی ہے۔ پیاس کی شدت سے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں اسی طرح گرمی کی شدت سے نہر عتقہ کے کنارے خشک ہو چکے تھے۔

(ج) شاعر کے بیان کے مطابق دریائے فرات کے پانی پر دھوپ کا کیا اثر ہوا؟

جواب شاعر گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے مبالغہ آرائی کی حدوں کو چھو رہا ہے۔ شاعر کا کہنا ہے کہ دھوپ کی وجہ سے دریائے فرات کا پانی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے تیز آگ پر رکھ دیا ہو اور یہ اچھلنے لگے۔ دھوپ سے دریائے فرات کا پانی بل رہا تھا۔ یہاں میر انیس مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں۔

(د) شاعری میں میر انیس کی وجہ شہرت کیا ہے؟

جواب شاعری میں میر انیس کی وجہ شہرت فن کی مرثیہ گوئی ہے۔

(و) دیکھ کے اعتبار سے اس نظم (میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت) کو کیا کہیں گے؟

جواب بیت کے اعتبار سے یہ نظم مسدس ہے، مسدس کی نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں۔ مسدس کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور آخری دو مصرعے بھی ہم قافیہ ہوتے ہیں لیکن یہ قافیہ چھپے چھپے پور قافیوں سے الگ ہوتے ہیں۔

۲۔ نظم ”میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت“ کا متن مد نظر رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں۔

(الف) ”میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت“ کس شاعر کی تخلیق ہے؟

(i) مرزا ابراہیم (ii) میر انیس

(iii) مولوی میر حسن (iv) میر ظلیق

(ii) نظم ”میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت“ جعبِ سخن کے لحاظ سے کیا ہے؟

(i) آزاد نظم (ii) قصیدہ

(iii) شہر آشوب (iv) مرثیہ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 342 برائے برصغیر دہم

- (ج) شاعر گری کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے لڑاں ہے کہ:
- (i) زبان مثل شمع نہ جل اٹھے (ii) خود اس شدت کا فکار نہ ہو جائے
- (iii) بیان سے قاصر ہے (iv) مبالغہ نہ ہو جائے
- (ر) دن کی دھبی میں سرخ خمی اور آسمان تھا:
- (i) ہنر (ii) بیلا
- (iii) زرد (iv) سرخ
- (س) زمین پر علق خدا کس جگہ کو ترس رہی تھی؟
- (i) پنی کو (ii) آپ خشک کو
- (iii) ٹھڈی ہوا کو (iv) پادل کے سرے کو
- (ر) دن کے مثل شب سیاہ ہونے کی وجہ کیا تھی؟
- (i) آفتاب کی حدت (ii) دھوپ
- (iii) تپش (iv) لہر
- (ر) لوگوں پر گری کا کیا اثر تھا؟
- (i) پیسے چھوٹ رہے تھے (ii) بے ہوش تھے
- (iii) جان لیوں پر تھی (iv) تپ رہے تھے

(الف)	(ii)	(ب)	(iv)	(ج)	(i)	(ر)	(iii)
(س)	(ii)	(ر)	(ii)	(ر)	(iii)		

3- ”میدان کر بلا میں گری کی شدت“ میں جن جانوروں کا ذکر آیا ہے، ان کے ناموں کی فہرست تیار کیجیے۔

جواب اس نظم میں درج ذیل جانوروں کے نام آئے ہیں۔

بھیل، آہو (ہرن)، چیتا، شیر، رنگ (کرچہ)

4- درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے۔

آفتاب، مسکن، شجر، آہو، گرداب، مانی

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
آفتاب	سورج	مسکن	رہائش

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 352 برائے جماعت دہم

تھامے بھی نکل کے، سب گل فروش تھے
وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے، وہ بزمہ دار
پھولوں پہ جا بجا، وہ مگر ہائے آب دار
انہما وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا، بار بار
بالائے گل ایک جو بلبل تو گل، ہزار
خواہاں تھے زیب گلشن، رہا جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کنوے گلاب کے
وہ تریوں کا چادر طرف سرا کے، جھوم
کو کو کا شور، تار حق سر کی دھوم
سمان ریتا کی صدا تھی، علی اہوم
جاری تھے وہ جوں کی عبادت کے تھے رسوم
کچھ گل فقط نہ کرتے تھے، رب بلی کی مدح
ہر خار کو بھی نکل نہاں تھی، خدا کی مدح
چوٹی بھی ہاتھ اٹھا کے، یہ کہتی تھی، بار بار
اے دانہ کش صیغوں کے راز، ترے خار
پائی یا قدیر کی تھی ہر طرف، پکار
تسج تھی کہیں، کہیں جلیں کردار
طائر ہوا میں ست، ہرن بزمہ دار میں
جنگل کے ٹیر گونج رہے تھے کچھار میں

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 351 برائے جماعت دہم

5۔ دماغے ظلیل قلیل اور نوبہ سبھا
مرثیہ کی شناخت کرنے ہوئے مفسر قصیدے کا ذکر کر کے فرق واضح کیا جائے۔
جواب ایسی نظم جس میں کسی امیر کی یا حاکم وقت کی شان لکھی جائے اسے قصیدہ کہا جاتا ہے۔ قصیدے میں شخص اوصاف بیان کیے جاتے ہیں، جن میں مبالغہ آرائی بھی ہوتی ہے۔ مرزا رفیع سودا کا نام شاعری کے میدان میں نمایاں ہے۔ ان کی غزل گوئی کو بعض لوگ ان کے قصائد کے مقابلے میں کم تر درجہ دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کے ہاں مثنوی اور غزل ملتی ہے مگر سودا کا مزاج اور ماحول قصیدے کا تھا۔ انھوں نے بزرگان دین کی مدح کے علاوہ اپنے زمانے کے رئیسوں اور امیروں کی شان میں قصیدے لکھے۔ وہ اردو کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے قصیدہ نگاری کو باقاعدہ فن کی حیثیت سے انتہائی بلند یوں تک پہنچایا۔ انھیں قصیدہ نگاری کا امام سمجھا جاتا ہے۔

مرثیہ میں کسی کی وفات کے بعد اس کی خوبیوں کو اجاگر کیا جاتا ہے جب کہ قصیدے میں زندہ شخص کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں
6۔ طلبہ کو میر تقی میر کا ایک مرثیہ میدان کربلا میں صبح کا منظر بھی پڑھ کر سنایا جائے۔
جواب میدان کربلا میں صبح کا منظر

شعری ہو میں، سبز و سہرا کی وہ لہک
شرمائے جس سے، اطلال و زنگاری فلک
وہ جھومنا درختوں کا، پھولوں کی وہ مہک
ہر برگ گل پہ، قطرہ شبنم کی وہ جھلک
ہیرے جیہٹے میں گہر یکتا تار تار تھے
چنے بھی ہر شجر کے، جواہر نگار تھے
وہ نور اور وہ دشت سہا سا وہ وفا
دراز و یک و بیوہ و طائر کی صدا
وہ جوش گل، وہ ملک مرغان خوش نوا
سردی جگر کو بخش تھی، صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز ہز جگر، مرغ پوش تھے

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نم) 350 برائے جماعت دہم

- (i) چہرا (ii) سراپا (iii) رُخسار
(iv) آہ (v) زلزلہ (vi) جنگ
(vii) شہادت (viii) بینش (ix) دعا
2- طلبہ پر واضح کیا جائے کہ میر انیس کے ہاں مبالغہ آرائی موجود ہے۔

جواب میر انیس ایک بلند پایہ مرثیہ نگار ہیں۔ میر انیس کی عظمت یہ ہے کہ وہ جذبات نگاری کردار نگاری، منظر نگاری اور واقعہ نگاری میں کامل رکھتے ہیں۔ انیس خارجی جزئیات اور داخلی ادراکات دونوں کی تصویر کشی پر بے غیر قدرت حاصل ہے۔ مناظر قدرت اور رزم و بزم کا موقع پیش کرتے ہوئے اس کی تمام جزئیات اپنی اپنی جگہ مکمل ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود وہ مختلف جگہوں پر مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں جیسے

ازنی تھی خاک، خشک تھ پشہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی لرات کا
یہاں میر انیس مری کی شدت کو چلن کرتے ہوئے سہانے کی حدوں کو چھو رہے ہیں۔ یہ مہر آئیے۔

پانی تھا آہ، گرمی تھی حساب تھی
ہاں جو تیغ، سوچ تک آئی تھی
3- طلبہ کو بتایا جائے کہ مسدس نظم میں ہر بند میں مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔
جواب جس نظم سے ہر بند کے قافیہ مصرعے، دس سے مسدس کہتے ہیں۔ مسدس کے ابتدائی چار مصرعے آہی میں ہم قافیہ ہوتے ہیں جب کہ آخری دو مصرعے اپنے طور پر ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

4- مولانا حالی کی مسدس سے ایک بند پڑھ کر طلبہ کو سنایا جائے۔

جواب مجھے حالی کی مسدس میں سے یہ بند یاد پڑا ہے۔

کامیک: دونی نصرت حق کو دلت
بڑھا جاہ بڑھانے اور رحمت
ادا خاک بٹھا سہ کی وہ بدایت
چلے آتے تھے جس کی دیت شہادت
ان پہلوئے قلم سے ہو رہا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئندہ اردو لازمی (حصہ نظم) 349 برائے جماعت دہم

خاص کرم نوازی ہے۔ سردی، گرمی، بہار اور خزاں، ہم ہر قسم کے موسم سے
 حلف امداد ہوتے ہیں۔ گرمی کا موسم پاکستان کے بعض علاقوں میں بہت شدید
 ہوتا ہے۔ عام طور پر گرمی کا موسم مئی سے اگست تک رہتا ہے۔ اگست میں برسات
 شروع ہو جاتی ہے اور موسم کچھ بہتر ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے جن علاقوں میں زیادہ
 گرمی ہوتی ہے ان میں حیدر آباد، بکری، لورالائی، رحیم یار خاں وغیرہ شامل ہیں۔
 جون جولائی کے مہینوں میں پاکستان کے بعض علاقوں میں اتنی شدید گرمی پڑتی
 ہے کہ کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی۔ اس گرمی میں انسان فو انسان میٹروں
 پھر ٹھنکے سے ٹھنکتے ہیں۔ لوگ ٹھنڈی شیشوں پر رہنا پسند کرتے ہیں۔ گرمی
 کے اس موسم میں نو لگنے کا اندیشہ بھی رہتا ہے، اس لیے اگر باہر مجبوری نہیں
 گرمی کے موسم میں باہر نکالنا چاہیے تو سر کو اچھی طرح ڈھانپ لینا چاہیے۔

گرمی کی شدت سے ہر کوئی پریشان ہوتا ہے مگر یہ موسم بھی اللہ تعالیٰ کا ناپا ہوا ہے
 اگر گرمی کا موسم نہ ہو تو فصلیں نہ پھلے اور ہمیں چنے کے لیے پانی بھی میسر نہ آئے۔
 3۔ میر انیس نے جو تشبیہات استعمال کی ہیں، ان کی گہرست تیار کریں اور
 انھیں اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

جواب دیکھیے جواب سوال نمبر 1

اساتذہ کرام کے لیے

1۔ مرثیہ نگاری کا مختصر تعارف کراتے ہوئے طلبہ کو بتایا جائے کہ اس کی ابتدا
 عربوں نے کی۔

جواب مرثیہ عربی زبان کے لفظ "مرثیہ" سے لگا ہے۔ جس کا مطلب حزن و ملال اور
 ماتم ہے۔ اصطلاحاً اس سے معنی ایسی صنفِ سخن کے چپ جس میں کسی شخص کے
 مرنے کے بعد اس کی تعریف کی جائیں اور پھر اپنے غم و الم اور جذباتِ غم کا
 اظہار کیا جائے۔ عام طور پر مرثیہ شیعہ ان کے لیے لکھا جاتا ہے اور مجلس
 عزاء میں پڑھا جاتا ہے۔ مرثیے میں فوت شدگان کے مناقب اور مصائب کا
 بیان ہوتا ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اپنی والدہ محترمہ کی وفات پر مرثیہ لکھا۔
 غالب کی وفات پر مولانا الطاف حسین حالی نے مرثیہ لکھا۔
 مرثیے کے مندرجہ ذیل حصے ہوتے ہیں۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو نازی (حصہ نظم) 348 برائے جماعت دہم

10- نظم کو غور سے پڑھیں اور ہر بند کے قافیے لکھیں۔

جواب	(الف)	بیاں	رباں	الامباں	آماں
	(ب)	تب	شب	ب	ب
	(ج)	شام	مقام	عام	خام
	(د)	بار	چار	زار	دار
	(ه)	گماں	فشاں	زباں	جاں

سرگرمیاں

1- میر انیس کی نظم کی خوبیاں اپنی کاپی میں نوٹ کریں:

جواب میر انیس کی شاعرانہ عظمت و تمام ناقدین نے تسلیم کیا ہے۔ ان کے مرعے اعلیٰ شاعری کا نمونہ ہیں۔ وہ بڑے سے بڑے دانشور کے نزدیک خیال اور لطیف سے لطیف کیفیت کو مناسب اور موزوں الفاظ میں بیان کرنے ہیں۔ ان کی تشبیہات، استعارے اور حقیقتیں سنی سے سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ میر انیس نے جذبات قدرت کا بھلا بھلا قدرتی مہر تصویر کشی میں۔ ان کا کام نتائج و بدائع اور فطرت و بدیعت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اخلاقی شاعری کے اعتبار سے بھی میر انیس کے مرثیوں کا پایا بہت بلند ہے۔

میر انیس کی عظمت یہ ہے کہ وہ جذبات نگاری، مراد نگاری، مظهر نگاری اور واقعہ نگاری میں لہلہ رکھتے ہیں انھیں خارجی جریات اور داخلی وادعات دونوں کی تصویر کشی پر سب نظیر قدرت نے حاصل تھی۔ مناظر قدرت اور رزم و بزم کا مرقع پیش کرتے ہیں اس کی تمام جزئیات اپنی اپنی جگہ مل جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ افرو مرثیہ کی حیثیت کے مہمات اور حالات (مناظر) دیکھتے ہوئے ان کے جذبات و کیفیات کی وہ بہا تصویر کھینچتے ہیں کہ وہ ان سے چند ممتاز ترین شاعروں میں شمار کیے گئے ہیں اور صنف مرثیہ میں تو ایسی غیب ہے کہ ان کا ہونا ہی نہیں رہتا۔

2- اس نظم کی روشنی میں مری کی شدت پر مختصر مضمون لکھ کر استاد صاحب کو دکھائیں۔

جواب مری کی شدت

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو ہر قسم سے موعود عطا کر رکھے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 347 برائے جماعت دہم

اصل میں کڑیوں کو آگ لگانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جل اٹتی ہیں۔ آگ بذات خود نہیں جلتی بلکہ جتنی کڑیاں ہیں جن کا نتیجہ آگ ہے۔ گویا ہم آگ (سبب یا نتیجہ) کا لفظ بول کر اس سے مراد کڑیاں (سبب) لیتے ہیں۔

8- اس نظم میں سے تشبیہ، استعارہ اور مجاز نرسل الگ کر کے لکھیں۔

جواب تشبیہ: آگ ہے کہ مثالِ شبنم نہ جلتے لگے ہیں

کالا تھا رنگِ دھوپ سے دن کا مثالِ شب
نہیے جو تھے جہیوں کے، حق تھے سب کے سب
پتھر پتھیل کے، وہ کئے تھے مثلِ مومِ خام
بچے بھی مثلِ چہرہ مدوقِ درد تھے
استعارہ: خود سیرِ عقد کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب

اڑتی تھی خاک، خشک تھا چترِ حیات کا
آئینہ سیر کا تھا مندرِ غبار سے
پانی تھا آگ، گرمی روزِ صلب تھی
مجاز نرسل: دن کی زمیں تو سہا تھی اور درد آسمان

گویا ہوا سے آگ برتن تھی خاک پر
شردوں کو تب چڑھی تھی ریش کے غلام سے
مٹی حیرتِ موت تک آگ کی سبب تھی

9- درج ذیل الفاظ کے تضاد لکھیے

روز، آفتاب، کائنات، سیاہ، سپردار، شرفش

الفاظ	تضاد	الفاظ	تضاد
روز	آفتاب	سیاہ	شرفش
کائنات	سپردار	موت	حیات
موت	حیات	شرفش	موت
سیاہ	شرفش	موت	حیات
شرفش	موت	حیات	موت

آئینہ اردو لازمی (حصہ نغم) 346 برائے جماعت دہم

بنایا گیا ہے

بجائے مُرسل کی مزید مثالیں

جزو کہ کر کل مراد لینا

”ہمیں ہر کام بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے۔“
اس جیسے میں ”بسم اللہ“ دراصل ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کا ایک جزو ہے۔
ہم نے صرف بسم اللہ کہا، لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ پوری بسم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھنی چاہیے نہ کہ صرف ”بسم اللہ“۔

کل بول کر جزو مراد لینا

”میں ہر روز فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں۔“
یہاں قرآن کریم کا لفظ کتب اللہ کے مکمل تین پاروں کے لیے استعمال کیا
جاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ میں روزانہ تو پورا قرآن مجید نہیں پڑھتا بلکہ اس کا
کچھ حصہ پڑھتا ہوں۔ گویا قرآن کریم (کل) بول کر اس کا مخصوص حصہ
(جزو) مراد لیا گیا ہے۔

ظرف بول کر معنوف مراد لینا

”شریت بہت مزے دار تھا“ میں مسلسل چار گلاس پیا گیا۔“
یہاں چار گلاس (ظرف) سے شیشے کے چار گلاس مراد نہیں بلکہ اس میں ڈالا ہوا
پانی (مظروف) مراد ہے۔

سبب بول کر مسبب (نتیجہ) مراد لینا

”چپاس نے مجھے غم حال کر رکھا تھا۔“
حقیقت یہ ہے کہ چپاس کسی کو غم حال نہیں کرتی بلکہ چپاس کی وجہ سے انسان کو
جو کمزوری لاحق ہوتی ہے وہ اسے غم حال کرتی ہے۔
گویا چپاس (سبب) بول کر کمزوری (مسبب) یا نتیجہ مراد لیا گیا ہے

مسبب یا نتیجہ بول کر سبب (وجہ) مراد لینا

”چلے میں آؤ۔ جل رہی ہے۔“

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 345 برائے جماعت دہم

استعارے میں مستعار۔ حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہوتا ہے۔
آپ کسی ایک نظم سے استعارے تلاش کر کے لکھیں۔

جواب استعارے کی مثالیں

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو
اس شعر میں تمنا اور دنیا حضرت محمد ﷺ کے لیے استعارہ ہے۔
پھوٹا جو سینے شب تاریا است سے
اس نور اولیٰ کا اجلا تمہیں تو ہو
اس شعر میں اجلا حضور ﷺ کے لیے استعارہ ہے۔
مگر تے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدار عرش و بلحا تمہیں تو ہو
اس شعر میں تاجدار حضور ﷺ کے لیے استعارہ ہے۔
دنیا میں رحمت دو چہل اور کون سے
جس کی نہیں نظیر وہ تھا تمہیں تو ہو

مجاز مرسل

اگر کسی لفظ کو حقیقی کی بجائے مجازی (غیر حقیقی) معنوں میں استعمال کیا جائے اور
وہوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی تعلق ہو تو وہ مجاز مرسل کہلاتا ہے۔ اس کی کئی
صورتمیں ہیں۔

- (الف) انسان کی زندگی چاروں کی ہے۔
اس میں جزو بول کر کل مراد لی گئی ہے۔
- (ب) حکیم صاحب نے نہیں پر ہاتھ رکھ کر مرض کی تشخیص کر دی۔
یہاں کل بول کر جزو مراد لی گئی ہے۔ (نہیں پر ہاتھ نہیں تین اشیاں رکھی جاتی ہیں)
- (ج) برے گا آج خوب دھواں دھواں ہے۔
یہاں سبب (ابر) بول کر سبب (پانی) مراد لیا گیا ہے۔
- (د) مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں
یہاں آلہ (زبان) بول کر وہ چیز (بولی) مراد لی گئی ہے جس کے لیے یہ کہ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 344 برائے جماعت دہم

چشمہ حیات	خط کے لٹوں میں گھلا پانی بھی پہلوں کے لیے چشمہ حیات سے کم نہیں۔
برگ و بار	بہار کے موسم میں ہر برگ و بار گل اٹھتا ہے۔
مدقوق	میں نے ریوے انجین پر ایک مدقوق بوزے کو پریشان حال دیکھا۔
مضطرب	پرچہ سچا نہ ہونے کی وجہ سے سدرہ بہت مضطرب تھی۔
شرر فشاں	شب برات کے موقع پر سلسوں نے شرر فشاں آتش بازی چلائی۔
مکدر	دعند کی وجہ سے کار کا شیشہ بہت مکدر ہو رہا تھا۔
سرگرمیاں	پھنیوں میں تمھاری کیا سرگرمیاں ہوتی ہیں؟

استعارہ:-

استعارہ کے غلط معنی اوجھار لھٹا کے ہیں۔ علم بیان کی اصطلاح میں جب ہم کسی چیز سے دوسری چیز کے لیے استعمال کرتے ہیں تو اسے استعارہ کہتے ہیں جیسے

ماں نے کہا "میرا چاند سکول سے آگیا ہے۔"

باپ نے کہا "میرا بیٹا رستم ہے۔"

کس شیر کی نڈ ہے کہ دن کا پربا ہے۔

ان حلوں میں بچے کو چاند، بیٹے کو رستم اور بہادر انسان کو شیر کہا گیا ہے۔ یعنی چاند، رستم اور شیر کے الفاظ مستعار لے کر بچے، بیٹے اور بہادر انسان کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔

ارکان استعارہ

- 1- **مستعار لہ:** جس کے لیے لفظ مستعار لیا جائے۔ اوپر کی مثالوں میں بچہ، بیٹا، چاند، بہادر انسان (شاعر کا اشارہ حضرت عباسؓ بن علیؓ کی طرف ہے) مستعار لہ ہیں۔
- 2- **مستعار منہ:** جس سے لفظ اوجھار لیا جائے۔ یہاں چاند، رستم اور شیر مستعار منہ ہیں۔
- 3- **وجہ جامع:** مستعار لہ اور مستعار منہ کے مابین مشترک صفت کو وجہ جامع کہا جاتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں خوب صورتی اور بہادری وجہ جامع ہیں۔ مستعار لہ اور مستعار منہ میں تشبیہ کا تعلق ہے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لاری (حصہ نظم) 343 برائے جماعت دہم

شجر	درخت	آہو	ہرن
مگرواب	گولا	مای	چھل

5- نظم کے آخری بند کی تشریح کریں۔

جواب دیکھیے تشریح

6- قوسین میں دیے گئے الفاظ سے درست لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) پتھر پھیل کر _____ ہو گئے تھے۔ (راکھ، خاک، موسم)

(ب) مسدس کا ہر بند _____ اشعار پر مشتمل ہوتا ہے۔ (دور قین، چٹھے)

(ج) گرمی کی شدت سے پھولوں کا رنگ ہو گیا تھا۔ (زرد، سیاہ، راکل)

(د) شاعر نے درخت کے جلنے کو _____ سے تشبیہ دی ہے۔ (کوئلے، ٹکڑی، چند)

(ه) _____ سے سورج کا چہرہ دھندلا گیا تھا۔ (غبار، بخار، گرمی)

جواب: (الف) پتھر پھیل کر موسم ہو گئے تھے۔

(ب) مسدس کا ہر بند نین اشعار پر مشتمل ہوتا ہے۔

(ج) گرمی کی شدت سے پھولوں کا رنگ ڈالکھو گیا۔

(د) شاعر نے درخت کے جلنے کو چار سے تشبیہ دی ہے۔

(ه) غبار سے سورج کا چہرہ دھندلا گیا تھا۔

7 مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا

معنی واضح ہو جائے:

مثلِ طبع، الاماں، تاب و تب، چشمہٴ حیات، برگ و بار، مدق، حطربہ

شرر نشان، ٹکڑا، سرگرمیاں

الفاظ و تراکیب	جملوں میں استعمال
مثلِ طبع	زندگی مثلِ طبع جیسے دھیرے دھیرے پھس رہی ہے۔
الاماں	آج کل کی سبکدوشی! الاماں الحیف! بہت سی زیادہ ہے۔
تاب و تب	اس موٹی کی تاب و تاب دیکھنے سے تعلق رہتی ہے۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 353 برائے شاعری و بحر

اہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں۔
(الف) ڈر ہے کہ زبان نہ جتنے لگے:

- | | |
|-----------------|-----------------|
| (i) مٹی پروانہ | (ii) مٹی شیخ |
| (iii) مٹی کوئلہ | (iv) مٹی انگارا |
- (ب) غلط ترستی تھی۔

- | | |
|-------------------|-----------------|
| (i) آب روہاں کو | (ii) آب حیات کو |
| (iii) آب باہاں کو | (iv) آب خشک کو |
- (ج) دھوپ سے دن کا رنگ تھا:

- | | |
|-----------|-------------|
| (i) کالا | (ii) سفید |
| (iii) سرخ | (iv) نارنجی |
- (د) گرمی سے پانی کھولا ہوا تھا:

- | | |
|----------------------|---------------------|
| (i) دھیر عطر کا | (ii) ہر ایک کوئی کا |
| (iii) دریائے نرات کا | (iv) ہر کتاب کا |
- (ه) ایک ایک ٹھل ٹھل رہا تھا:

- | | |
|--------------------|-------------------|
| (i) اپنی آگ میں | (ii) چٹا کی صورت |
| (iii) تنور کی صورت | (iv) بجلی کی صورت |
- (و) گرمی کی وجہ سے دن کی زمین تھی۔

- | | |
|-----------|-----------|
| (i) نیلی | (ii) سیاہ |
| (iii) سرخ | (iv) زرد |

آئینہ اردو لاری (حصہ نغمہ) 354 برائے جماعت دہم

- (ز) خاک پر آگ برتی تھی (i) آسمان سے (ii) فضا سے (iii) زمین سے (iv) برا سے
- (ح) پانی آگ تھا اور گرمی تھی (i) روزِ حساب کی (ii) روزِ جنگ کی (iii) روزِ محشر کی (iv) روزِ قیامت کی
- (د) فرات کا پانی کھولا ہوا تھا (i) سورج سے (ii) آگ سے (iii) گرمی سے (iv) دھوپ سے
- (ی) شیر دھوپ کے مارے اٹھتے نہیں تھے (i) سایے سے (ii) پانی سے (iii) کچھ رس سے (iv) غار سے

نتیجہ

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(ب)	(iv)	(ج)	(i)	(د)	(iii)
(ا)	(ii)	(و)	(iii)	(ز)	(iv)	(ح)	(i)
(ب)	(iv)	(ی)	(ii)				

آئینہٴ فردوسِ لازمی (حصہٴ نظم) 355 برائے جماعتِ دہم

علامہ اقبالؒ

(1877ء تا 1938ء)

فاطمہ بنت عبداللہ

عرب لڑکی جو (912ء) کی عمر اس کی جنگ میں عازیوں کو پانی پاتی ہوئی شہید ہوئی۔

تدریسی مقاصد

- 1 طلبہ کو شاعر مشرقی ساروں سے پارے ملے گا۔
- 2 طلبہ کو مختلف ذائقے کے استعمال سے آگاہ کرے گا۔
- 3 طلبہ میں وطن سے محبت کا جذبہ بیدار کرے گا۔
- 4 طلبہ کو دوسروں کے کام آنے کی ترغیب دے گا۔
- 5 طلبہ کو ایک مثالی مسلمان لڑکی کے کردار سے روشناس کر دے گا۔
- 6 طلبہ کو علامہ اقبالؒ کے حالاتِ زندگی سے متعارف کر دے گا۔
- 7 طلبہ کو علامہ اقبالؒ کی نظمیں ہوئی کتابوں سے واقفیت دلانا۔

شاعر کے حالاتِ زندگی

نام محمد اقبالؒ، تخلص "اقبال"، سیالکوٹ میں ایک کشمیری خاندان میں پیدا ہوئے۔
گھر کا ماحول دینی تھا۔ والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی جہاں انھوں نے قرآن مجید اور ابتدائی دینی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں مشن ہائی سکول میں داخلہ لیا اور پھر مرے کالج سے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران میں اپنے استاد خمس العلماء مولوی سید میر حسن سے خوب فیض اٹھایا۔ عربی اور فارسی کے علاوہ دینی ذوق بچپن سے موجود تھا۔ سیالکوٹ کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے فلسفہ کی ڈگری حاصل کی۔ یہاں پروفیسر آرنلڈ جیسا اداق اور شفیق استاد مل گیا جن کی فلسفہ دینی کا بڑا شہرہ تھا۔ پروفیسر آرنلڈ نے اقبالؒ کی ذہانت سے متاثر ہو کر ان کی تربیت اور

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 358 برائے جماعت دہم

راجپوتانہ کی طرف خاص توجہ دی۔ اقبالؒ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور پروفیسر بھی کام کرتے رہے لیکن ان کا اصل رجحان شہر و سخن کی طرف تھا۔

اقبالؒ نے تین سال تک (1905ء تا 1908ء) یورپ میں قیام کیا۔ انگلستان سے بیروٹری اور جرمنی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ فریوےپ کے دوران میں انہیں گومتری تہذیب کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ ایک طرف وہ مغربی انکسار و نظریات سے آگاہ ہوئے اور دوسری طرف وہ مغربی تہذیب کے کھوکھلے پن سے بھی باخبر ہوئے اور اسلام کی صداقت و حقانیت پر ان کا ایمان و عقیدہ اور پختہ ہو گیا۔

وطن واپسی پر وکالت کا پیشہ اختیار کیا لیکن وہ اپنا زیادہ تر وقت قومی خدمات، شاعری اور علم و ادب میں صرف کرتے تھے۔ حکومت نے انہیں سر کا خطاب دیا۔ انہوں نے سیاست میں بھی حصہ لیا۔ تصور پاکستان پیش کیا اور قائد اعظمؒ کے ساتھ مل کر کام کیا اور انہیں قیمتی مشورے دیے۔

علامہ اقبالؒ کی تصانیف میں بانگ درا، بل جبریل، ضرب کلیم، پیام شرق، زبور مجسم، جاوید نامہ، ارمغانِ حجاز، سرارِ خودی، رموز بے خودی، جس چہ باید کرد اسے اقوام شرق شامل ہیں۔

عشق، رسول ﷺ، مقصدیت، شاعرانہ معصومیت، تشبیہات، اثر آفرینی، تنزل، اور تراکیب، عشق و عقل، تصورِ مردِ مومن، سوز و گداز، تصورِ خودی، منفرد لب و لہجہ علامہ اقبالؒ کے کلام کی منفرد خصوصیات ہیں۔ 1938ء میں وفات پائی۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال جذبہ حب الوطنی ہے۔ علامہ اقبالؒ سے یہ نظم ایک عرب لڑکی کی زندگی کے بارے میں لکھی ہے جو ایک اعلیٰ کردار کی لڑکی تھی۔ لیبیا کے مسلمانوں نے اپنی آزادی کے لیے اٹلی کے خلاف جو جنگ لڑی یہ لڑکی اس جنگ میں غاریوں کو پانی پلانے کی ذیوٹی پر مامور تھی۔ اسے اس فرض کی انجام دہی میں اس نے شہادت کا رتبہ پایا اور تاریخ کے اوراق میں امر ہو گئی۔

آئینہ اُردو نازی (حصہ لفظ) 357 برائے جماعت دہم

خلاصہ

اے فاطمہ! تو مسلمان امت کی آبرو ہے تیری ذات مصمم اور پاک ہے۔ سحر کی حورا تو نے غازیان اسلام کو پانی پلانے کی سعادت حاصل کی۔ تیرا شوق شہادت اتنا قوی تھا کہ تو بغیر تلوار اور ڈھال کے میدان جنگ میں آگئی۔ ہم سمجھتے تھے کہ مسلمان قوم اب رکھ کا ڈھیر بن چکی ہے۔ ہمیں کیا معلوم کہ اس رکھ میں ابھی تجھے جیسی چنگاری دہلی ہوئی ہے۔ بھگوانے بشریت میں تیری مسرت کا دکھ ہے مگر خوشی بھی ہے کہ تو نے قوم کی آبرو بچا لی اور دلوں کو ایک دلولہ تازہ عطا کیا۔ آنے والی صدیوں تیرے پھلدارانہ کردار سے سبق لیں گی۔

جیری شہادت نے مردہ قوم میں آزادی کی روح پھونک دی۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آبرو	عزت	امت مرحوم	ایسی امت جس پر رحمت کی گئی ہو
ذرا	کسی چیز کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ	مشعل خاک	خاک کی شعلہ
سعادت	یک بختی، خوش نصیبی	حور سحرانی	سحر میں پیدا ہونے والی پاک بی بی
غازیان دین	دین کی خاطر جہاد کرنے والے مجاہد	جہاد	اللہ کی راہ میں وطن یا دین کی حفاظت کے لیے لڑنا
بے	بغیر	سائی	پانی پلانا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئندہ اردو لازمی (حصہ نظم) 358 برائے جماعت دہم

تج	گوار	ہر	ذحال
بسات آفریں	جرات پیدا کرنے والا	شوق شہادت	شہادت کا شوق
کلی	بغیر کھلا پھول	گستاخ	باغ
خزاں	پت جہز کا موسم	سفر	ظاہرہ
چنگاری	شرارہ آگ کا پھول	خاکستر	راکھ
آہو	ہرن	پوشیدہ	چھپے ہوئے
خوابیدہ	سوئی ہوئی	گو	اگرچہ
شینم فشاں	لوس نیکانے وال	نعمہ عشرت	خوشی کا مکت
تلا ماتم	اچھی قرینہ	رقص	ناچ
خاک	منی	نشاء انگیز	خوشی بڑھنے والا
سوز	حرارت، گرمی	لمبریز	مکھڑا ہوا
بنگاہ	شورغل	تربت	قبر
آغوش	گود	قوم تازہ	نئی قوم
انجم	تارے	ظہور	ظاہر ہونا، نمایاں ہونا
دیدہ انسان	انسان کی آنکھ	محرم	حادثہ
سوج نور	روشنی کی لہر	تابانی	ہلک
کہن	پرانا	نہ	نیا
کوس	ستارہ	چرخو	کھس
تقدیر	قسمت	انداز	طریقہ

آئینہ اوردو لازمی (حصہ لکھم) 359 برائے جماعت دہم

اشعار کی تشریح

شعر نمبر ۱ فاطمہ تو آمدے نسیب مرحوم ہے
ذره ذره تیری مہکت خاک کا معصوم ہے

علی لغت

آئینہ عزت۔ نسیب مرحوم وہ امت حس پر رحمت کی گئی ہو، بخشش ہوئی
امت۔ ذرہ نشان، کسی چیز کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ۔ نسیب خاک، منہمی بحر
مٹی۔ معصوم: بے گناہ، بے قصور

مفہوم: اے فاطمہ! تو مسلمان امت کے لیے عزت اور فخر کا باعث ہے۔ تو نے اپنی
جان کی قربانی دے کر امت کے وقار میں اضافہ کیا ہے۔ تو ایک پاک دامن
ہی ہے۔ تیرے دجود کا ایک ایک ذرہ معصوم ہے۔

تشریح: علامہ محمد اقبالؒ نے جس دور میں آنکھ کھولی وہ مسلمانوں کے لیے بڑی سختی کا
دور تھا۔ مسلمان جذبہ خیریت کو بھول چکے تھے۔ اس وقت وہ انگریزوں کے
نظام تھے۔ وہ اپنے تابناک ماضی کو فراموش کر چکے تھے۔ ایسے حالات میں
ضرورت اس امر کی تھی کہ ان میں جذبہ خیریت بیدار کیا جائے۔ علامہ اقبالؒ
نے اپنی شاعری کے ذریعے سے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ ان کی یہ نظم اسی میں
منظر میں لکھی گئی ہے۔ اس نظم میں انھوں نے ایک تاریخی واقعہ کا سہارا لے کر
مسلمانوں کے اندر جذبہ خیریت بیدار کرنے کی کوشش کی۔ یہ واقعہ طرابلس کی
جنگ سے متعلق ہے جو لیپا کے مسلمانوں نے اٹلی کے خلاف آزادی کے
حصول کے لیے لڑی۔ اس جنگ میں خاطر نامی ایک معصوم بچی بھی شہید ہوئی
جو میدان جنگ میں مجاہدین کو پانی پلاتی تھی۔ علامہ محمد اقبالؒ اس بچی سے
مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے فاطمہ! تو مسلمان امت کے لیے عزت اور فخر کا

آئینہ اردو لاری (حصہ نظم) 360 بجائے جماعت دہم

باعث ہے۔ تو نے جام شہادت نوش کر کے لہجہ مسلک کی لاج رکھ لی۔ ہمیں
خبر ہے کہ ہم میں خاطر بھی پاک دامن در معصوم بچیاں موجود ہیں، جس کا
جذبہ جہاد قابل رشک ہے۔

شعر نمبر 2: یہ سعادت حور صحرائ! تری قسمت میں تھی
غازیان دیر کی سفاکی تری قسمت میں تھی

حل لغت

سعادت: نیک بختی، خوش نصیبی۔ حور صحرائی صحرائ میں پیدا ہونے والی پاکیزہ
لڑکی۔ غازیان دین: دین کے لیے لڑنے والے مجاہد۔ سفاکی پانی پلانا
معہوم: اے صحرائ میں پیدا ہونے والی پاکیزہ لڑکی! یہ خوش نصیبی تیری قسمت میں تھی
کہ تو دین کی خاطر جہاد کرنے والوں کو پانی پلائے۔

تکریج: علامہ محمد اقبالؒ، خاطر بنت عبداللہ کی مدح سے خطاب ہو کر کہتے ہیں کہ اے
خاطر! تو ریگستان میں رہنے والی ایک پاک دامن لڑکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے
تجھے ایک بڑی اہم ذمہ داری کے لیے جنم لیا۔ تو بہت خوش قسمت ہے کہ
حیرے ذرے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو پانی پلانے کا فرض سونپا۔ کسی کو پانی پلا
دیے ہی بڑی سعادت کی بات ہے۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دس نیکیاں
عطا کرتا ہے اور پھر ان مجاہدین کو پانی پلاتا جو اللہ تعالیٰ کے دین اور وطن کی
حفاظت کے لیے دوسروں سے جنگ لڑ رہے ہوں، ان کو پانی پلاتا تو بہت
زیادہ اجر و ثواب کا موجب ہے۔ تو انتہائی خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اس اہم فریضے کی ہوائی کے لیے تمہارا انتخاب کیا۔

شعر نمبر 3: یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تنگ و پیر
ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدر

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 381 برائے جماعت دہم

حل لغت

جہاد دین یا ملک کی خاطر لڑنا ہے بغیر تنگی کموار۔ سپر ڈھال۔
جسارت، جرأت، بہادری، دہیری۔ جہالت آفریں، جرأت پیدا کرنے والا۔
شوق شہادت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کا شوق
منہم: تو نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں بغیر کموار اور ڈھال کے جہاد کیا۔ تمہارا شہید
ہونے کا شوق کتنا زیادہ جرأت پیدا کرنے والا ہے۔

تشریح: فاطمہ بنت عبد اللہ نے عملی طور پر لیساک کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ شرعاً کہا
ہے کہ اگرچہ تمہارے پاس نہ تو کموار موجود تھی کہ تو دشمن پر وار کر سکے اور نہ
ہی دشمن کا وار روکنے کے لیے اپنی پاس کوئی ڈھال رکھتی تھی لیکن اس کے
باوجود تو اپنی جان بھیلی پر رکھ کر مجاہدین اسلام کو پانی پلائی اور ان کی پیاس
بجھاتی تھی۔ تمہارا شوق شہادت کتنا زیادہ جرأت پیدا کرنے والا تھا۔ تمہیں
دیکھ کر دوسروں میں بھی جذبہ جہاد ابھرتا۔ تمہارے جذبات دیکھ کر دوسروں کو
بھی میدان جنگ میں آنے کا شوق پیدا ہوتا۔ میری شہادت دوسروں کے لیے
ایک سبق ہے۔ تو نے دوسرے لوگوں کے لیے اپنی ذات میں ایک نمونہ پیش
کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہو تو اس کے لیے نہ کسی کموار کی
ضرورت ہے اور نہ کسی ڈھال کی بلکہ انسان کو صرف جذبہ ایمانی سے سربلست
ہونے کی ضرورت ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
سوس ہے تو بے تنگی بھی لڑتا ہے پای
شعر نمبر 4 یہ کلی بھی اس گلستان خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

آئینہ اردو لازمی (حصہ لکھم) 362 برائے جماعت دہم

حل لغت

کلی بن کلا پھول۔ گلستان: باغ۔ خزاں پت جھڑ کا موسم۔ منظر
نظارہ۔ چنگاری شرارہ، آگ کا پھول۔ جاکسر راکھ
مفہوم: ایسی کلی بھی اس اجڑے ہوئے باغ میں تھی۔ اے اللہ! ایسا شرارہ بھی اپنی راکھ
میں دبا ہوا تھا۔

تشریح: علامہ اقبالؒ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ میں تو یہ سمجھا تھا کہ
مسلمان قوم کس طور پر تباہی و بربادی سے دوچار ہو چکی ہے۔ جس طرح خزاں
برے عمرے باغ کو اجازت کر رکھ دیتی ہے اسی طرح سب مسلمان کا باغ خزاں
رسیدہ ہو چکا ہے۔ اب یہاں خوش رنگ پھولوں کی بجائے ٹوک دار خار بنی
اگتے ہیں۔ مجھے کیا پتا تھا کہ اس اجڑے ہوئے گلشن میں ابھی فاطمہ جیسی کلیاں
موجود ہیں۔ جس طرح کوئی چیز جل جائے تو راکھ بن جاتی رہ جاتی ہے اور
انسان یہ سمجھتا ہے کہ اب اس راکھ سے کچھ حاصل نہیں ہو گا کہ اچانک کوئی
چنگاری بھڑک کر اپنے وجود کا احساس دلاتی ہے۔ وہ ایک چنگاری امید کی
کرن بن جاتی ہے کہ کبھی ابھی بھٹی نہیں بلکہ اس میں ابھی تپش باقی ہے۔
اسی طرح فاطمہ بھی اس اجڑے ہوئے گلستان میں ایک کلی کی مانند ہے جو اس
بات کا احساس دلاتی ہے کہ یہ گلشن ابھی اجڑا نہیں ہے۔ اس میں سب سے پودے
جنم لے سکتے ہیں۔ اس میں پھر سے بہار آ سکتی ہے

شعر نمبر 5: اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں بر سے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

حل لغت

صحرا ریگستان۔ آہو ہرن۔ پوشیدہ چھپا ہوا۔ خوابیدہ سوئی ہوئی۔
مفہوم: اپنے ریگستان میں ابھی بہت سے ہرن چھپے ہوئے ہیں اور بر سے ہوئے بادل

آئینہ اردو لاری (حصہ علم) 363 برائے جماعت دہم

میں کئی بھلیاں سوئی ہوئی ہیں۔

تکڑی: علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اسے فاطمہ تمھاری قربانی نے ہمارے اندر امید کا دیا روشن کر دیا ہے۔ ہمیں خوش آنکھ مستقبل کی بھلک نظر آ رہی ہے۔ ہم تو مایوسی کی اٹھام گہرائیوں میں گر چکے تھے تو نے ہمیں ایک نئی زندگی کی راہ دکھائی ہے۔ ہمیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ ابھی ہمارے اس ریگستان میں بہت سے ہرن چھپے ہوئے ہیں۔ ہرن اصل میں نکلتا ہے رہتے ہیں۔ صحرا میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہاں اقبال کی مراد یہ ہے کہ ابھی ہمارے پاس جذبہ عمل رکھنے والے بہت سے لوگ موجود ہیں۔ آسمان پر بادل گھرے ہوئے ہوں تو اس میں نکلی لہریں لیتی ہے لیکن جب سوسلا دھار بارش ہو جائے اور بادل بھٹ جائیں تو نکلی نہیں نکلتی لیکن اقبال کہتے ہیں کہ اگرچہ مسلمان عروج حاصل کر کے اب اپنے اقتدار کو بچھہ چھوٹا کر رہے ہیں چکا ہے مگر اب بھی اس سے بڑے بڑے بادلوں میں فاطمہ جیسی بہت سی بھلیاں چھپی ہوئی ہیں جو کم کر وہ مسافر کے لیے مشعل رہیں۔

شعر نمبر 6 فاطمہ! گو شبنم افشوں آنکھ تیرے۔ علم میں ہے
نغمہ شربت بھی اپنے نام ماتم میں ہے

حل لغت

کو ۱۔ چہ۔ شبنم افسوں۔ شبنم افشوں افسوں پکانے والی۔ علم۔ دکھ۔
رنگ۔ نغمہ۔ شربت۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔
نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔ نغمہ۔ شربت۔

مفہوم: فاطمہ! تیرے۔ نکو میں ہماری آنکھ سے آنسو بہ رہے ہیں لیکن ہماری اس آہ و بکا میں خوشی سے شے بھی شامل ہے۔

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 384 برائے محاسن و ہم

تشریح: شاعر فاطمہ کی شہادت پر کمرے رنگ و غم کا اظہار کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ تمہاری اس شہادت پر اگرچہ میری آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ وہ آنسو ہیں جو ایک مصوم لڑکی کی شہادت پر خرد بخود آنکھوں سے ابل آئے ہیں لیکن اس دکھ کے پیچھے ایک خوشی بھی ہے کہ تم نے اپنی جان دے کر اپنی قوم میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑا دی۔ اپنے وطن کے نوجوانوں کو ایک نئی راہ دکھا دی ہے کہ اگر وطن کی حفاظت کے لیے جان بھی قربان کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ تمہاری شہادت نے دوسرے نوجوانوں کے دل میں بھی جذبہ جہاد پیدا کر دیا ہے۔ ان کے اندر آزادی حاصل کرنے کے جو جذبات دم توڑ رہے تھے وہ پھر سے بھلے ہو رہے ہیں۔ تیرے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک نہ ایک دن وہ آزادی حاصل کر ہی لیں گے۔

شعر نمبر: 7 قص تیری خاک کا کٹا نکلا انگیز ہے
ذره ذره زندگی کے سدا سے ہمیں ہے

حل لغت

قص: ناچ۔ خاک: مٹی۔ نکلا: خوشی۔ انگیز: بڑھانا۔ ذرہ: کسی چیز کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ۔ سوز حرارت: گرمی، تپش۔ لہریں: بھرا ہوا
معنی: تیری قبر کی مٹی کے ذرے: ہب اڑتے ہیں تو یہ منکر کتنا چارالٹا ہے کہ اس مٹی کا ایک ایک ذرہ زندگی کی حرارت سے بھرا ہوا ہے۔

تشریح: شاعر فاطمہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے فاطمہ! تیری شہادت ہمارے لیے آزادی کا پیغام لے کر آئی ہے۔ تمہارے وجود کا ایک ایک ذرہ ہم سے اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ ہم مایہ کی زنجیروں کو توڑنے کے لیے اپنی جانوں کی پروا نہ کریں۔ جب حیرتی قبر سے مٹی اٹھتی ہے تو اس کا ایک ایک ذرہ ہم

آئینہ اردو نازی (حصہ نظم) 365 برائے جماعت دہم

میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کرتا ہے تیری شہادت سے ہمیں اس بات کا
احساس ہوتا ہے کہ آزادی سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔ آزادی حاصل کرنے کے
لیے اگر جان بھی چلی جائے تو آنے والی نسلیں اس قربانی کے ثمرات سے ضرور
بہرہ ور ہوں گی۔

شعر نمبر 8 ہے کوئی ہنگامہ تیری تربت خاموش میں
ہل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں

حل لغت

ہنگامہ شوغل۔ تربت قبر۔ قوم تازہ نئی قوم۔ آغوش گود
مسلحہ: تیری خاموش قبر میں ایک ہنگامہ چھپا ہوا ہے۔ تمہاری قبر ایک ایسی گود ہے جس
میں ایک نئی قوم پرورش پا رہی ہے۔

تشریح: شاعر قاطر کو خراجِ حسین پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے قاطر! تو نے اپنی
زندگی اپنی قوم کی آزادی کے لیے وقف کر دی۔ آزادی حاصل کرنے کے لیے
تو نے اپنی جان دے دی۔ اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب تو اپنی قبر میں آرام سے
سوئی ہوئی ہے۔ بظاہر تیری قبر چپ چاپ ہے لیکن اس کے اندر کوئی ہنگامہ
چھپا ہوا ہے۔ زندگی میں تیرا عمل اور اب تمہاری روح ہماری رہنمائی کر رہی
آزادی کا سبق دے رہی ہے۔ تمہاری ہستی مسلمان قوم کو نئے دہانوں سے
متعارف کروا رہی ہے۔

شعر نمبر 9 تازہ انجم کا فضائے آسمان میں ہے ظہور
دیدہ انساں سے نامحرم ہے جن کی سوچ نور

حل لغت

انجم ستارہ۔ فضائے آسمان۔ آسمان کی وسعت۔ ظہور ظاہر ہونا، نمایاں ہونا۔
دیدہ انسان انسانی آنکھ۔ نامحرم اجنبی، ناواقف۔ سوچ نور روشنی کی لہر

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 366 برائے جماعت دہم

مفہوم: آسمان کی دستوں سے نئے ستارے ظاہر ہو رہے ہیں جن کی روشنی انسان آنکھ کے لیے اچھی ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ تمہاری شہادت یقیناً انتساب کی راہ ہموار کر رہی ہے۔ آسمان پر تیری شہادت کے فوب جڑ چے ہیں۔ تمہاری دیکھا دیکھی قوم کے دوسرے لوگوں میں بھی آزادی حاصل کرے کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ تمہیں دیکھ کر اور بھی بہت سے لوگ میدانِ عمل میں آ گئے ہیں۔ لوگ تمہیں نمونہ بنا کر تمہاری پیروی میں اپنی جانیں آزادی حاصل کرنے کے لیے قربان کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جذبہٴ عمل سے بھرپور ہیں۔ مسلمانوں کی ملی غیرت جاگ اٹھی ہے۔ اب وہ ہر حال میں آزادی حاصل کر کے رہیں گے۔

شعر نمبر 10 جن کی تابیانی میں انداز کہیں بھی، تو بھی ہے
اور تیرے کوکب تقدیر کا پر تو بھی ہے

حل لغت

تابانی: چمک، روشنی۔ کہن پرانا۔ انداز طریقہ۔ نو نیا۔ کوکب روشن ستارہ۔ پر تو کس

مفہوم: ان ستاروں کی چمک دک میں نیا اور پرانا دونوں طرح کا انداز پایا جاتا ہے اور تیری تقدیر کے روشن ستاروں کا کس بھی ان میں شامل ہے

تشریح: نظم کا یہ شعر پچھلے شعر سے جڑا ہوا ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ فاطمہ کی شہادت کی وجہ سے لوگوں میں جذبہٴ حریت بیدار ہوا۔ فاطمہ نے ان بڑوں کے ہستیوں کی قربانیوں کی لاج رکھی جنہوں نے مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں سے رہائی دلانے کے لیے اپنی جانیں قربان کیں۔ فاطمہ ان کے نقش قدم پر چلی اور اب اس نے ایک انتساب کی ابتدا کی۔ اس انتساب سے مسلمان قوم اثر لے رہی ہے۔ مسلمان نوجوانوں کے جذبہٴ جہاد میں وہ روشنی بھی شامل ہے جو فاطمہ سے آزادی کی شمع روشن کر کے چاروں طرف بکھیری ہے۔

آئینہ اردو لزمی (حصہ نغم) 387 برائے جماعت دہم

تہجیر

علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی اس نغم میں یک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے۔ لیما کے مسلمان اٹلی سے اپنی آزادی کے لیے جنگ لڑ رہے تھے۔ ان کا جذبہ جہاد سرد پڑ چکا تھا کہ ایک معصوم بچی فاطمہ بنت عبداللہ نے شہادت کا دم حاصل کر کے نوجوانوں کو میدانِ عمل میں اتارا اور اس بات کا درس دیا کہ آزادی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور غلامی سے بڑھ کر کوئی لعنت نہیں۔

علامہ اقبالؒ نے بڑے عمدہ الفاظ اور تراکیب کا استعمال کرتے ہوئے نغم کو اثر آفریں بنایا ہے۔ نغم بڑھ کر بے اختیار فاطمہ کے جذبہ جہاد کی تحریک کرنے کو دل چاہتا ہے۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب لکھیے

(الف) ”بر سے ہوئے بادل“ سے کون مراد ہے؟

جواب بر سے ہوئے بادل سے مسلمان امت مراد ہے۔ علامہ اقبالؒ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان قوم ایک بادل کی طرح تھی جس میں ہر لختہ بھلیاں کڑکتی رہتی تھیں۔ آج مسلمان بر سے ہوئے بادل کی طرح ہیں، لیکن ان کی تہ میں وہی بھلیاں خوابیدہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سوئی ہوئی بھلیوں کو جذبہ عمل کے لیے ابھارا جائے۔

(ب) شاعر نے نغم کے پہلے شعر میں مرحومہ کو کس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے؟

جواب شاعر نے فاطمہ بنت عبداللہ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ تو مسلمان امت کی عزت اور آبرو ہے اور تیرے وجود کا ایک ایک ذرہ پاکیزہ ہے کیوں کہ تم نے اپنا جان قربان کر کے امت کے وقار میں اضافہ کیا ہے۔

(ج) فاطمہ کو ”راکھ میں دبی ہوئی چمکاری“ کیوں کہا گیا ہے؟

آئینہ اردو مازنی (حصہ نغم) 368 برائے حمايت دتم

جواب شاعر نے فاطمہ کو چنگاری سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ مسلمانوں کا جذبہ حریت راکھ کا ڈھیر بن چکا تھا۔ ایسے میں فاطمہ نے اپنی جان قربان کر کے مسلمانوں کے سوئے ہوئے جذبے کو بیدار کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے راکھ میں دہلی ہوئی کوئی چنگاری دوبارہ آگ جلانے کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی طرح فاطمہ نے مسلم ائمہ میں آزادی کی نئی روح پھونک دی۔

(د) نظم میں "تازہ انجم کے ظہور" کا مفہوم واضح کریں۔

جواب تازہ انجم کے ظہور سے مراد یہ ہے کہ مسلمان قوم کے تازہ دم لوگ آزادی کی جنگ میں شریک ہو رہے ہیں۔

(ه) آنکھ کی شبنم انشائی سے کیا مراد ہے؟

جواب آنکھ کی شبنم انشائی سے مراد بہت زیادہ رونا ہے۔ شاعر نے آنسوؤں کو شبنم سے تشبیہ دی ہے۔ انشائی کا مطلب ٹپکانا ہے یوں شبنم انشائی کا مطلب ہے شبنم ٹپکانا مگر یہاں شاعر کی مراد بہت زیادہ آنسو ٹپکانے سے ہے۔

2- نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جواب دیکھیے خلاصہ

3- متن کو ذہن میں رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیے۔

(الف) نظم "فاطمہ بنت عبداللہ" کس شاعر کی تخلیق ہے؟

(i) علامہ محمد اقبال (ii) حفیظ جالندھری

(iii) ظفر علی خاں (iv) احسان دہلوی

(پ) یہ نظم کس مجوزہ کلام سے لی گئی ہے؟

(i) اگک درہ (ii) بال جبریل

(iii) ضرب کلیم (iv) ارمغان جاز

(ج) فاطمہ بوقت شہادت کس فرض کی ادائیگی میں مصروف تھی؟

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لٹری (حصہ نظم) 369 برائے جماعت دہم

- (i) پانی پلانے میں (ii) مرہم پٹا کرنے میں
(iii) مریضوں کی رکھ بھال کرنے میں (iv) نماز پڑھنے میں
(د) شاعر نے غطر کو دور کہا ہے
(i) صحرائی (ii) ارضی
(iii) آسمانی (iv) حنت
(e) ”اٹلی خاکستر“ سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
(i) سرزمین طرابلس (ii) سرزمین پاک وہند
(iii) حبشہ مسلمہ (iv) سرزمین سیالکوٹ



سب	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(i)	(ب)	(i)	(ج)	(i)	(د)	(i)
(e)	(iii)						

4- درج ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں:

سَقَائِي، خَاكِسْتَر، نَشَاط، جَسَارَت، ذَرَّہ، اَتْرِبَت، سَہَر
جواب سَقَائِي، خَاكِسْتَر، نَشَاط، جَسَارَت، ذَرَّہ، اَتْرِبَت، سَہَر

5- دیدہ انسان سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

جواب دیدہ انسان سے مراد انسان کی دیکھنے والی آنکھ ہے۔ یہاں مراد ہے تعلیمت کی نیک دیکھنے والی آنکھ۔

6- نظم کا متن ذہن میں رکھ کر مصرعے کھیل کریں:

(الف) ذرہ ذرہ تیری _____ خاک کا معصوم ہے۔

(ب) یہ جہاد اللہ کے رستے میں ہے۔ _____ ا پر

(ج) ہے جسارتِ آفریں شوقِ شہادت _____

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 370 برائے جماعت دہم

- (د) رقص تیری خاک کا کتنا _____ ہے
(و) دیدۂ انساں سے ناعرم ہے جن کی _____
جواب (الف) ذرہ ذرہ تیری مشیت خاک کا حصہ ہے۔
(ب) یہ جہاد اللہ کے رستے میں ہے قلعہ و سپر
(ج) ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدرا
(و) رقص تیری خاک کا کتنا لٹاؤ انگیز ہے
(د) دیدۂ انساں سے ناعرم ہے جن کی موج لوہ
7- درج ذیل مرکبات کا مختصر مفہوم لکھیں:

مشیت خاک، بے قلعہ و سپر، شبنم افشاں، نغمہ عشرت، تلاء ماتم، دیدۂ انساں

مرکبات	مفہوم
مشیت خاک	مٹی بھر مٹی، اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے اس لیے اس خاک کی مٹی کہا جاتا ہے۔
بے قلعہ و سپر	بغیر تلواریں اور ڈھال کے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بغیر کسی قسم کا کوئی انتظام کیے۔ اپنی حفاظت سے بے خبر ہو کر۔
شبنم افشاں	اوس کو زیادہ کرنا۔ یہاں مراد ہے بہت زیادہ رونا۔
نغمہ عشرت	حوشی کا گیت۔
تلاء ماتم	کسی کے مرنے پر آؤ دہکا کرنا، کسی مرنے والے کے لیے رونا پیشہ۔
دیدۂ انساں	انسان کی آنکھ مراد ہے کسی بات کی تہ تک پہنچنے والی آنکھ۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 371 برائے جماعت دہم

8- متون کو ذہن میں رکھ کر کالم (الف) کا بدلہ کالم (ب) کے الفاظ سے کریں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
تج	خزاں
حور	خاموش
گلستاں	پر
نفا	سحر کی
تربت	شہادت
شوق	آسمان

جواب

کالم (الف)	کالم (ب)
تج	پر
حور	سحر کی
گلستاں	خزاں
نفا	آسمان
تربت	خاموش
شوق	شہادت

سرگرمیاں

- 1- پانکب درامیں ہلال کے عنوان سے دو نظمیں ہیں، ان کا مطالعہ کیا جائے۔
 جواب پانکب درامیں شامل ہلال کے عنوان سے دو نظمیں درج ذیل ہیں، طلبہ انہیں یاد کر لیں۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 372 برائے جماعت دہم

بلالؑ

ہنک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا جہش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اسی سے ترے غم کدے کی آبادی تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آئندہ نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے کسی کے عشق میں تو نے مزے ستم کے لیے
جنا جو عشق میں ہوتی ہے وہ بھائی نہیں
ستم نہ ہو تو بہت میں کچھ حرا ہی نہیں

نظر تھی مصیبت سلطان ادا شناس تری شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس رری
تجھے نگارے کا منگی کلیم سورا تھا اولیں طاقت دید کو ترستا تھا
ہینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا تیرے لیے تو یہ صراحتی طور تھا گویا
تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید خنک دے کہ پیچہ دے نہ سانبید
گری وہ برق تری جان ہانک گیا چو کہ خندہ رن تری ظلمت تھی دست سوتلی پر
پیش ز شعلہ گر خندہ و ہر دل تو زدند
چہ برق جلوہ بخشا کہ حاصل تو روم

ادلے دید سراپا نماز تھی تیری کسی کو دیکھتے رہتا نماز تھی تیری
اواں ازل سے ترے عشق کا ترانہ ہی نماز اس کے نگارے کا آگ بہانہ بنی
خوشا وہ وقت کہ شرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

بلالؑ

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے اہل قلم میں جس کا بہت احترام تھا
جولانگہ سکندر رومی تھا ایشیا! گردوں سے بھی بلند تر اس کا مقام تھا
تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے دعویٰ کیا جو پورس دہلوانے خام تھا

آئینہ اردو لاری (حصہ نظم) 373 برائے جماعت دہم

دُنیا کے اس مہنگے انجم سپاہِ کر حیرت سے دیکھتے فلکِ نیلِ عام تھا
آج ایٹیا میں اس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخِ دان بھی اسے پہچانتا نہیں
لیکن بلاؤں، وہ جیسی رادۂ حقیر فطرتِ حق جس کی نورِ نبوت سے معیر
جس کا ایشِ ازل سے ہوا سینہ بلاؤں محکوم اس صدا کے ہیں شہنہ و فقیر
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگرِ گداز صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چہانِ جہ
اقبال کسی کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے؟
روی کا ہوا، جیسی کو دوام ہے

2- چند طلبہ اس نظم کو ل کر خوش الحانی سے پڑھیں۔

جواب طلبہ اپنی اپنی جماعت میں اس نظم کو خوش الحانی سے مل کر پڑھیں۔

3- نظم پڑھنے کے بعد اپنے تاثرات کا کچھ لکھ کر پڑھ کر دیں۔

جواب یوں تو علامہ اقبالؒ کی ساری شاعری ہی بہت عمدہ ہے مگر انھوں نے جذباتی

انداز میں جو واقعات نظم بند کیے ہیں ان کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔

میں نے نظم قاطعہ بنت عبداللہ پڑھی اور بے اختیار میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وطن سے محبت کا جذبہ جس طرح یک معصوم سی بچی کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، کاش ہمارے ملک کے سب نوجوانوں کے دل بھی اسی جذبے سے سرشار ہو جائیں اور ہم اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر لیں۔

اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ کو علامہ محمد اقبالؒ کی طویل نظموں ”فکوحہ“ اور ”مجاہد فکوحہ“ کے پارے میں بتائیں۔

جواب علامہ اقبالؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کو خوب غفلت سے جگانے اور ان کو ان

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 374 برائے جماعت دہم

کے صحیح مقام سے آشنا کروانے کے لیے دو طویل نظمیں لکھیں جو انھوں نے
انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں پڑھیں۔ پہلی نظم کا نام ”ھکوة“ ہے۔ اس نظم
میں علامہ اقبالؒ اللہ تعالیٰ سے ھکوة کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو
مسلمانوں کی طرف سے غافل ہو گیا ہے۔ مسلمانوں پر انعام و اکرام نہیں کرتا
اس کی بجائے کافروں اور دوسرے لوگوں پر نیرے انعامات بہت زیادہ ہیں
حالانکہ ہم تیری زیادہ عبادت کرتے ہیں۔ جب علامہ اقبالؒ نے اپنی نظم ھکوة
پیش کی تو بہت سے لوگ ان کے مخالف ہو گئے۔ پھر علامہ اقبالؒ نے اپنی نظم
ھکوة کے جواب میں ”جواب ھکوة“ لکھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں
کے لیے اس ھکوة کا جواب تھا۔ اس میں علامہ اقبالؒ نے لکھا کہ ہم اپنی اصل
کو بھول چکے ہیں۔ مذہب سے بے گانہ ہو چکے ہیں۔ فرقوں میں بن چکے
ہیں قرآنی تعلیمات کو نیکر فراموش کر چکے ہیں۔ آج بھی اگر ہم اللہ تعالیٰ کے
ادکامات پر عمل کرنا شروع کر دیں اور نبی پاک ﷺ کی محبت کو اپنے دس میں
بہالیں تو ساری دنیا کو سرنگوں کر سکتے ہیں۔

کی محمد ﷺ سے دعا تو نے تو ہم میرے ہیں

یہ جہاں جڑ ہے کیا لون و قلم نیوے ہیں

2- طلبہ پر امت اور قوم کا فرق واضح کریں۔

جواب قوم قوم سے مراد کسی علاقے یا خطے میں افراد کا وہ مخصوص گروہ ہے جو
ایک ہی نسل سے متعلق ہو، جس میں تہذیبی، تاریخی اور لسانی روایات مشترک
ہوں۔ اہل مغرب نے قوم کی تعریف یہ کی ہے کہ قوم سے مراد کسی آدمی کے
حاجی، طرف دار اور رشتے دار ہیں۔

ملّت: مسلمان سن حیث لقوم آپس میں ایک ڈوری سے بندھے ہوئے
ہیں۔ اس ڈوری کی بنیاد کلمہ طیبہ ہے۔ مسلمان کسی بھی علاقے میں رہتا ہو، کسی

آئینہٴ اردو لازمی (حصہٴ نظم) 375 ہمارے جماعت و ہم

بھی نسل سے تعلق رکھتا ہو یا کوئی سی بھی زبان بولتا ہو، وہ مسلم اُمہ کا ایک فرد ہے۔ اسی کو ملت کہتے ہیں۔ مسلمان ملتِ حقراپائیِ حدود کی قید سے آزاد ہے۔

3۔ کسی خوش آواز طالب علم سے "خودی کا سر نہاں —" پڑھوائیں۔
جواب: جماعت کا کوئی خوش آواز بچہ یہ نظم پڑھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

خودی کا سر نہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

خودی ہے تیغِ نساں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
یہ دور اپنے برائیم کی تلاش میں ہے
ضم کدہ ہے جہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سوا
فریبِ سود و دیاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
خرد ہوئی ہے زماں و مکاں کی زناری
نہ ہے رماں، نہ مکاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
یہ نغمہٴ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند

بہار ہو کہ خزاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ ازاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

آئینہٴ اردو لازمی (حصہ لکھنؤ) 376 بمائے جماعت دہم

4- طلبہ کو خلافت عثمانیہ، جنگ طرابلس اور جنگ بلقان کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔

جواب: خلافت عثمانیہ: خلافت عثمانیہ 1299ء سے 1922ء تک قائم رہنے والی ایک مسلم سلطنت تھی جس کے حکمران ترک تھے۔ سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں ان پر بھرپور عروج تھا۔ اپنے عروج کے زمانے میں ان کی سلطنت چین برائے علموں میں پھیلی ہوئی تھی۔ جنوب میں مشرقی یورپ، مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کا بیشتر حصہ اس کے زیرِ نگیں تھا۔ اس عظیم سلطنت کی سرحدیں مغرب میں آبنائے جبرالٹر، مشرق میں بحیرہ قزوین اور خلیج فارس اور شمال میں آسٹریا کی سرحدیں سلوواکیہ اور کرمیہ (سوویڈہ یوکرائن) سے جنوب میں سرائین، صومالیہ اور یمن تک پھیلی ہوئی تھیں۔ مالدووا، ٹرانسلوانیا اور ولاچیا کے باج گزار علاقوں کے علاوہ اس کے 29 صوبے تھے۔

جنگ طرابلس جنگ طرابلس اصل میں اٹلی اور سلطنت عثمانیہ کے درمیان جنگ تھی۔ سلطنت عثمانیہ آج کل ترکی کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں ترکی نے شکست مان کر طرابلس اور دوسرے صوبے جنہیں آج لیبیا کہا جاتا ہے، اٹلی کے حوالے کر دیے تھے لیکن لیبیا کے باشندوں کو غلامی پسند نہ تھی۔ وہاں کے مقامی مجاہدین میرٹھی قبضے کے خلاف بھرپور جدوجہد کر رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کا علاقہ اٹلی کے تسلط سے آزاد ہو جائے۔ انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا جذبہٴ جہاد آہستہ آہستہ کمزور پڑتا جا رہا تھا کہ ایسے میں ایک چودہ سالہ معصوم عرب لڑکی فاطمہ بنت عبداللہ اس جنگ میں مجاہدین کو اپنے مشکیرے سے پانی پلاتے ہوئے شہید ہو گئی۔ اس کی شہادت نے راکہ میں دہلی ہوئی پنکھاری کا کام کیا اور مسلمان دوبارہ جذبہٴ جہاد سے سرشار ہو گئے۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نهم) 377 برائے جماعت دہم

جنگِ بلقان ترکی کے انقلاب کے دوران میں سلطنتِ عثمانیہ کی داخلی صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے 1908ء میں آسٹریا ہنگری نے مقبوضہ بوسنیا اور ہرزگووینا کا باضابطہ الحاق کر دیا۔ آسٹریا ہنگری نے 1877ء کی روس ترک جنگ اور برلن کانگریس 1878ء کے بعد اس پر قبضہ کیا تھا۔ اطالیہ ترک جنگوں کے دوران میں سرعیا، ماؤنٹی نگورو، یونان اور بلغاریہ پر مشتمل بلقان یگ نے سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا جس کے نتیجے میں سلطنتِ عثمانیہ کو 1912، 1913ء میں بلقان کی جنگ کا سامنا کرنا پڑا اور اسے جزیرہ نما بلقان کے کئی علاقوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ لیبیا اور جزیرہ نما بلقان میں جنگیں اتحاد و ترقی کا پہلا بڑا امتحان تھیں۔ اطالیہ ترک جنگوں میں سلطنتِ عثمانیہ کو لیبیا سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ یہ پہلی جنگ تھی جس میں دنیا میں پہلی بار میدانِ جنگ میں ہوئی جہازوں کا استعمال بھی کیا گیا۔

اہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے دستِ جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں:

(الف) فاطمہ بنت عبداللہ شہیدہ ہوئی:

- | | |
|-------|-------------------|
| (i) | بلقان کی جنگ میں |
| (ii) | فرانس کی جنگ میں |
| (iii) | جنگِ عظیم اول میں |
| (iv) | جنگِ عظیم دوم میں |

(ب) فاطمہ نے جہاد کیا

- | | |
|-------|-----------------------|
| (i) | نیزے کے ساتھ |
| (ii) | نکوار کے ساتھ |
| (iii) | ذوال کے ساتھ |
| (iv) | غیر نکوار اور ذوال کے |

(ج) اپنے صحرا میں ابھی بہت سے پوشیدہ ہیں

- | | |
|-------|-------|
| (i) | اونٹ |
| (ii) | گھوڑے |
| (iii) | شیر |
| (iv) | آہ |

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 378 برائے جماعت دہم

- (د) بر سے ہوئے بادل میں خوابیدہ ہیں
- (i) بجلیاں (ii) نغمائیں
(iii) ہوائیں (iv) گنگنائیں
- (6) اپنے تازہ ماتم میں شامل ہے
- (i) خونِ جگر (ii) علمِ عشرت
(iii) نزن و لال (iv) سوگداری
- (7) کوئی ہنگامہ چھپا ہوا ہے
- (i) آسمانوں میں (ii) ستاروں میں
(iii) زہتِ خاموش میں (iv) زندگی کی لہجہ میں



نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(ب)	(iv)	(ج)	(iv)	(د)	(i)
(e)	(ii)	(g)	(iii)				

آئینہ اردو لاری (حصہ لکم)
379
برائے جماعت دهم
جوش ملیح آبادی
(1898ء، 1982ء)

کسان

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو کھیتی باڑی کے مقدس پیشے سے آگاہ کرنا۔
- کسان کی محنت کو خراج تحسین پیش کرنا۔
- طلبہ میں ملک کی ترقی کے لیے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنا۔
- طلبہ کو نظم میں منظر نگاری کی اہمیت کے بارے میں بتانا۔
- طلبہ کو ملکی معیشت میں کسان کے کردار کے بارے میں بتانا۔
- طلبہ کو جوش ملیح آبادی کے حالات زندگی سے روشناس کروانا۔
- طلبہ کو جوش ملیح آبادی کی شاعری کی خصوصیات بتانا۔

شاعر کے حالات زندگی

نام شبیر حسن خان، تخلص جوش۔ ملیح آبادی کے معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے دادا اور پردادا بھی شاعر تھے۔ اس طرح شعر و شاعری جوش کو دل سے ملتی تھی۔ جوش کا خاندان ایک خوشحال اور نیم جاگیردارانہ قسم کے گھرانے پر مشتمل تھا۔ اس طرح جوش کا بچپن اور لڑکپن آسودہ حالی میں گزرا لیکن پھر جائیداد نسل در نسل تقسیم ہونے کی وجہ سے معاشی مسائل بڑھتے گئے اور جوش کو مختلف قسم کی ملازمتیں کرنا پڑیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علی گڑھ گئے، لیکن تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔ 1924ء میں حیدر آباد کن چلے گئے اور دس سال تک وہاں ویراترجمہ میں ناظر ادب کے عہدے پر فائز رہے۔ ان دنوں ان کی ہر جوش، اخلاقی اور نصابی شاعری کا بڑا چرچا تھا۔ تقسیم کے

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 380 برائے محاسن دہم

وقت ہندوستان میں رہ گئے تھے۔ بعد ازاں پاکستان چلے گئے اور کراچی میں مقیم رہے۔
جوش کی شاعری کے جو مجموعے چھپ چکے ہیں ان میں ”روح ادب“ کے علاوہ ”شعلہ“،
”شبنم“، ”جنون و حکمت“، ”سہم و صبا“، ”جذبات فطرت“، ”سرور و غرور“، ”عرش و فرش“
”راش و رنگ“، ”شاعر کی راتیں“ وغیرہ شامل ہیں۔ انھوں نے ایک اردو لغت بھی مرتب
کی۔

زعمی کے آخری ایام میں جوش کو زیادہ شہرت ان کی خود نوشت حالات زندگی
”یادوں کی بارات“ کے باعث حاصل ہوئی۔ اس کتاب میں انھوں نے اپنے مخصوص
رنگین مزاج اور باغیانہ انداز سے اپنی زندگی اور اپنے ماحول کے حالات پر روشنی ڈالی۔
جوش اول و آخر ایک نظم گو شاعر تھے۔ غزل سے انھیں زیادہ لگاؤ نہ تھا، البتہ
رباعی بھی ان کی ایک پسندیدہ صنف تھی۔ وہ ایک زمانے تک غزل کی شدید مخالفت
کرتے رہے۔

انتخابی نظریات

جوش کو شاعر انقلاب بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ انھوں نے برصغیر پاک و ہند کی
تحریک آزادی کے زمانے میں بہت پر جوش اور انتخابی نظمیں لکھیں۔ ان کے کلام میں
لہجے کی گھم گرج، الفاظ کا مناسب چناؤ اور جذبات و خیالات کی بلندی کے سبب ان کا
شعری مقام مسلسل بلند ہوتا گیا۔

نفسی اور تصویری کشی

جوش دور جدید کے بلند شعرا کی صف میں شامل ہیں۔ شاعری میں انتخابی اور
رومانوی رجحانات کی وجہ سے شاعر انقلاب اور شاعر شباب کہلوائے۔ جوش کو شاعری کے
فن اور زبان و بیان پر پوری قدرت حاصل ہے۔ ان کا کلام نفسی اور عقلی تصویر کشی میں
یکساں ہے۔

آئینہ اردو نازلی (حصہ نغمہ) 381 برائے جماعت دہم

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ کس کو ہماری معاشی، اقتصادی اور معاشرتی زندگی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ کسان کی محنت و مشقت ہی ملکی پیداوار اور قومی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔ یہ فصلوں کو پروان چڑھاتا اور ان کی نگہداشت کرتا ہے۔ وہ مگر کی شدت میں بھی اپنے کام میں لگا رہتا ہے

خلاصہ

شام کا وقت، کھیتیاں خاموش، اس سال میں اک مضبوط سال یعنی کسان جو تہذیب کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے جلوے کا گواہ ہے۔ وہ سورج اور چاند کی سب سے واقف ہے۔ اس کی نظریں ملت کو آسمان پر ہوتی ہیں اور وہیں پر۔ اس کے سامنے تخریب کی قوتیں جگمگاتی ہیں اور اسی کے برتے پر کسی بھی ملک کی تہذیب چلتی پھرتی ہے۔ کسان کے بازو کی قوت سے بادشاہ جھلٹے پھولتے ہیں۔ اس کے چہرے پر محنت کے نشان ہیں۔ جب وہ مگر کی طرف رواں ہوتا ہے

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
جھنپنا	صبح اور شام کا وہ وقت جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہو	مضبوط	قوی
سال	منظر، نظارہ	امام	پیشوا
ارتقا	ترقی کرنا، اوپر چڑھنا	پیدا کرنے والا	پروردگار
تہذیب	راکن سکن، ثقافت	سورج ڈوبنے کے بعد کی سرخی	شفیق
غروب آفتاب	سورج کا ڈوبنا		

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 382 برائے جماعت دہم

قدرت	عظرت	شہد	گواہ
ماہ	چاند	سمیر عالم تاب	دنیا کو روشن کرنے والا سورج
خورنگاہ	نظر کا اجالا	الہاک	فلک کی جمع، آسمان
سرنگوں	جھکا ہوا خمیدہ	قوتیں	حائثیں
تخریب	توڑ پھوڑ	مشقت	محنت
صلابت	مضبوطی، طاقت	نزاکت	نازک پن، نازک ہونا
مدار	دار و مدار، انحصار	کس بل	دم ختم، زور، طاقت
شہریار	بادشاہ	رواں	چاری

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 جھپٹے کا نرم زو دریا ، شفق کا اضطراب
 کھیتیاں ، میدان ، خاموشی ، غروب آفتاب

حل لغت

جھپٹنا صبح اور شام کا وہ وقت جب سورج طوع یا غروب ہو رہا ہو۔ نرم زو آہستگی سے بہتا ہوا۔ شفق سورج غروب ہونے کے بعد شام کی سرخی۔ اضطراب پریشانی، بے چینی۔ غروب آفتاب سورج کا ڈوبنا

مفہوم: شام کا وقت ہے۔ ڈوبتے سورج کی روشنی بے تاب ہے۔ کھیتیاں اور میدان خاموش ہیں اور سورج غروب ہو رہا ہے۔

تشریح: جوشِ معنایابی نے اس نظم میں بڑی جاں دار منظر کشی کی ہے۔ انھوں نے شام کے منظر کو بڑے دل نشیں انداز میں بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ سورج غروب

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 383 برائے جماعت دہم

ہو رہا ہے۔ دن کی روشنی آہستہ آہستہ رات کی تاریکی میں مدغم ہو رہی ہے۔
 شفق کی سرخی ایسے لگ رہی ہے جیسے کوئی نرم رو دروہا آہستہ آہستہ پھر رہا ہو۔
 شام کے اس وقت میں سورج کی سرخی کی بے تابی دیکھنے کے قابل ہے۔ سارا
 دن سورج اپنی روشنی پھیلاتا رہا۔ اس کے غروب ہونے کے بعد کہیں اور
 میدان خاموش اور دیران ہو گئے ہیں۔ ان کی رونقیں ماند پڑ گئی ہیں۔ ہر طرف
 ایک اداسی کا سماں پیدا ہو گیا ہے۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ دن داخل چکا
 ہے اور شام ہو گئی ہے۔ لوگ اپنے اپنے کاموں سے فراغت پا کر اب گھر میں
 آرام کریں گے۔

شعر نمبر 2: یہ سماں اور اک قوی انسان ، یعنی کاشت کار
 ارتقا کا پیشوا ، تہذیب کا پروردگار

حل لغت

سماں منظر، نظارہ۔ قوی مضبوط۔ کاشت کار کسان۔ ارتقا ترقی، درجہ بدرجہ
 لوپر جانا۔ پیشوا امام۔ تہذیب رہن سہن، عکافت۔ پروردگار پالنے والا
 مفہوم: ایسے منظر میں ایک مضبوط انسان یعنی کسان جو کہ ترقی کا لام اور تہذیب کا پیدا
 کرنے والا ہے۔

تشریح: جوش ملیح آبادی نے کسان کے بارے میں بڑی گہری نظر سے مشعرہ کیا ہے،
 وہ کہتے ہیں کہ شام کے وقت جب ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔ سورج
 غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ اس وقت کہیتیاں دیران ہوتی ہیں لیکن ایک شخص ابھی
 بھی کام میں کس ہے۔ یہ کسان ہے۔ کسان کھیتوں کا بادشاہ ہے۔ کھیتی باڑی
 ایک مقدس پیشہ ہے۔ کسی ملک کی معیشت کا انحصار ہی اس کی زری پیداوار پر
 ہوتا ہے جس ملک کا کسان ترقی اور خوش حال ہو گا وہ ملک درجہ بدرجہ ترقی کی
 منازل طے کرتا ہوا بام عروج تک پہنچ جائے گا۔ کسی ملک کی تہذیب کسان ہی

آئینہ اردو لازمی (حصہ لثم) 384 برائے جماعت دہم

کی میں منت ہوتی ہے۔ کس کی ترقی کا امام سمجھا جاتا ہے۔ کسی ملک میں
کئی بھی صنعت ہو۔ بے شمار پیسے ہوں مگر اس میں سبزیاں اور پھل نہ ہوں،
ایک نہ ہو تو وہ دولت کس کام کی۔ اس کی بجائے وافر مقدار میں اناج، پھل
اور سبزیاں ہوں تو کسی بھی حال میں گزارہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا
ہے کہ کسان کسی بھی ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو تو اے دیہات ڈرا

تو، بھتی بھی تو، ہارن بھی تو، حاصل بھی تو

شعر نمبر 3: جلوہ قدرت کا شاہد، حسن فطرت کا گواہ

ماہ کا دل، مہر عالم تاب کا نور نگاہ

حل لغت

شاہد گواہ۔ ماہ: چاند۔ مہر عالم تاب: جہان کو روشن کرنے والا سورج
مفہوم: کسان قدرت کے جلووں کا گواہ ہے، وہ چاند کا دل اور دنیا کو روشن کرنے
والے سورج کی نگاہ کی روشنی ہے۔

تشریح: شاعر بیان کرتا ہے کہ کسان قدرت کے جلوے یا ظارے کا گواہ، مشاہدہ
کرنے والا اور محبوب ہے۔ وہ دلکش و دلربا قدرتی مناظر سے لطف اندوز
ہوتا ہے۔ وہ حسن فطرت کا گواہ ہے، یعنی فطری حسن کا خوب قدر دان اور محرم
ہے۔ کسان چاند کا دل یعنی چاند کا چہرہ اور پیارا ہے۔ وہ چاندنی راتوں میں
اپنے کھیتوں میں منت و مشقت کرتا ہے اور چاندنی سے خوب لطف اٹھاتا ہے۔
سورج تمام دنیا کو روشن اور منور کر دیتا ہے۔ کسان اسی سورج کا نور نگاہ،
نگاہوں کی روشنی یعنی چہرہ، لاڈلا اور منظور نظر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسان
فطری مناظر میں گہرا رہتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے اس کے ہمدرد،
ساتھی، دوست اور آشنا ہیں۔

آئینہ اردو لاری (حصہ نظم) 385 برائے جماعت دہم

شعر نمبر 4 لہر کھاتا ہے رگوں خاشاک میں جس کا لہو
جس کے دل کی آنچ بن جاتی ہے سیلہ رنگ و بو

حل لغت

رگ ریڑ۔ خاشاک کوڑا کرکٹ گھاس پھوس۔ آنچ آگ۔ سیلہ سیلاب
معنیوم: جس کا لہو زمین کے ریڑے میں بہر کھاتا ہے، جس کے دل کی آگ رنگ و خوشبو
کا سیلاب بن جاتی ہے۔

تشریح: کہتے ہیں کہ کسان اس قدر محنت و مشقت کا عادی ہوتا ہے کہ اس کا خون
گھاس پھوس اور کوڑے کرکٹ کی رگوں میں لہراتا ہے۔ یعنی وہ بے کھیتوں
میں اس قدر محنت اور مشقت کرتا ہے کہ خون پیٹنا ایک کر دیتا ہے۔ جب وہ
محنت کرتا ہے اور اس کا پیٹنا بہتا ہے تو اس پسینے میں اس کا لہو بھی شامل ہوتا
ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت زیادہ محنت کرتا ہے۔ گوہ ایک کسان مولانا الطاف
حسین حالی کے اس قول کی محلی تصویر چلی کرتا ہے

طال آدمی کو ہے کھاتا نہ پیٹا

نہ ہو ایک جب تک لہو اور پیٹنا

دوسرے مصرعے میں جوش طبع آدمی بیان کرتے ہیں کہ کسان ایک ایسی ہستی
ہے جس کے دل کی آنچ یعنی آگ یا حرمت رنگ و خوشبو کا سیلاب بن جاتی
ہے۔ یہی کسان کے دلی جذبہ اور سخت محنت کے نتیجے میں فصول، پہلوں اور
پہلوں کو رنگت و خوشبو میسر آتی ہے۔ فصلیں کسان ہی کی محنت سے لہلاتی ہیں،
پھول اسی کی نگرانی اور دیکھ بھال سے کھلتے ہیں اور پھل اسی کی مشقت سے
پکتے ہیں۔ جس طرح معمار کوئی عمارت بناتا ہے۔ وہ اپنا سارا ہنر اس پر صرف
کرتا ہے تو عمارت میں ایک دلکشی اور ہذیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح
جب پھولوں میں خوشبو اور ذائقہ بنتا ہے یا پھولوں میں خوشبو اور رنگت آتی ہے تو

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 386 برائے جماعت دہم

پتا چلتا ہے کہ کسان نے اس پر کتنی محنت کی ہوگی۔
شعر نمبر 5: دوڑتی ہے رات کو جس کی نظر اُٹلاک پر
دن کو جس کی اُٹھلیاں رہتی ہیں مغربِ خاک پر

حل لغت

اُٹلاک: فلک کی جمع، آسمان

معلوم: جس کی نظر رات کو آسمان پر دوڑتی ہے اور دن کو اس کی اُٹھلیاں خاک کی بخش پر ہوتی ہیں۔

تشریح: کہتے ہیں کہ کسان کو رات دن اسی بات کی فکر لاحق رہتی ہے کہ اس کی فصلیں صبح طوف پر اور سازگار ماحول میں پروان چڑھیں۔ وہ لگاتار موسم اور آب و ہوا کی تبدیلیوں پر نظر رکھتا ہے۔ رات کے وقت اس کی نگاہیں آسمان کی طرف لگی رہتی ہیں کہ بارش، آندھی یا طوفان کا امکان تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر مناسب تحفظ کرتا ہے۔ اسی طرح دن کی روشنی میں کسان کی اُٹھلیاں زمین کی بخش پر رہتی ہیں یعنی وہ زمین کی حالت و کیفیت کا مسلسل جائزہ لیتا رہتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ زمین سیراب ہے یا خشک، کاشت کے لیے تیار ہے یا نہیں؟ وہ ان تبدیلیوں کا جائزہ لے کر مناسب اقدامات کرتا ہے۔

شعر نمبر 6: سرنگوں رہتی ہیں جس سے قوتیں تخریب کی
جس کے بونے پر چلتی ہے کر تہذیب کی

حل لغت

سرنگوں رہتا: سر جھکائے رکھنا، مغلوب ہونا۔ تخریب: خراب کرنا، برباد کرنا۔ بونے

طاقت، ہمت۔ تہذیب: انسانیت، شائستگی، معاشرے میں رہنے کا طریقہ

معلوم: کسان کی وجہ سے تخریب کی قوتیں اپنے سر کو جھکائے رکھتی ہیں اور اسی کی ہمت پر تہذیب پھلتی پھرتی ہے۔

آخریہ اردو لازمی (حصہ نظم) 387 برائے جمعیت دہم

تشریح: کہتے ہیں کہ کسان ایک ایسی قابل قدر اور مفید ہستی ہے کہ اس کی بدولت مٹی
حکم کی شریک قوتیں مغلوب رہتی ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسان کی
بدولت مٹی پیداوار اور آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ قوی خزانہ منظم ہوتا ہے جس
کی وجہ سے ملکی انتظام اور نظم و نسق بہتر ہوتا ہے۔ جرائم اور تخریب کاری کا
سد باب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کسان ہی ہے جس کی نصیب شائق تہذیب و
تمدن کو پروان چڑھاتی ہے اور اعلیٰ اخلاقی اور انسانی قدریں فروغ پاتی ہیں۔
معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے اور قابل قدر روایات جم لیتی ہیں۔

شعر نمبر 7 جس کے بازو کی صلابت پر نزاکت کا مدار
جس کے گیس بل پر اکڑتا ہے غرور شہریار

حل لغت

صلابت مضبوطی، طاقت۔ نزاکت: نرم و نازک، مدار، دارو مدار، انحصار۔ کس
بل طاقت۔ شہریار بادشاہ

مفہوم: جس کے بازو کی قوت پر نازک پن کا انحصار ہے اور اس کی طاقت پر بادشاہ کا
غرور قائم ہوتا ہے۔

تشریح: کہتے ہیں کہ کسان کی قوت بازو پر نزاکت، بائگین اور مسن و بھال کا دارو مدار
اور انحصار ہے یعنی کسان کے بازوؤں کی طاقت مٹی پیداوار اور آمدنی میں
اضافہ کرتی ہے، جس کے نتیجے میں نزاکت اور بائگین کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس
طرح کسان کے دم خم اور رور و قوت کے باعث ہی بادشاہ غرور و ناز سے اکڑتا
ہے، یعنی بادشاہ کے غرور و غرور اور شان و شوکت کا انحصار بھی کسان کی قوت بازو
پر ہے۔ اگر کسان پیداوار میں اضافہ کر کے مالیت اور لگان ادا نہ کرے تو بادشاہ
کی بادشاہت قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ کسان ہی ہے جو لوگوں کو آرام و آسائش پہنچا
کرتا ہے اور بادشاہ اور حکمران کی شاں بڑھاتا ہے۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نغم) 388 برائے جماعت دہم

شعر نمبر 8 دھوپ کے تھلے ہوئے رخ پر مشقت کے نشان
کھیت سے پھیرے ہوئے گھر کی جانب ہے رداں

حل لغت

رخ: چہرہ۔ مشقت سخت محنت رداں چاری، چلا ہوا
مفہوم: کسان کے چہرے پر سخت محنت کے نشان نظر آتے ہیں جب وہ کھیت کے کام
سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوتا ہے۔
تشریح: کہتے ہیں کہ کسان گرمی کی شدت اور تیز دھوپ میں اس قدر محنت و مشقت
سے کام کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر اس سخت محنت کے واضح نشان نظر آتے
ہیں۔ بے چارے کا چہرہ مجلس گر سیاہ پڑ جاتا ہے اور چہرے کی روشنی و تازگی ختم
ہو جاتی ہے۔ وہ سارا دن اپنے کھیتوں میں سخت محنت کرتا ہے، جس کے نتیجے
میں وہ تھک کر پورا ہو جاتا ہے۔ وہ وہ کھیت سے موڑ کر اپنے گھر کی
طرف چل پڑتا ہے۔ گھر میں وہ اپنے بیوی بچوں میں گھل مل جاتا ہے، اس
طرح اس کا دل بہل جاتا ہے اور وہ اگلے روز کی محنت و مشقت کے لیے
تروتازہ ہو جاتا ہے۔

تجربہ

جوش خج آبادی نے بڑے فصیح و بلیغ طریقے سے ایک کسان کی زندگی کو بیان
کیا ہے۔ اس نے کسان کی محنت کا ذکر کرتے ہوئے اسے کسی بھی ملک کی
ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت دی ہے۔ کسان اپنے کام میں مگن رہتا
ہے۔ اسے اپنے کام سے عشق ہے۔ کسان جانتا ہے کہ کب ہادش ہوگی، کب
ہو چلے گی، کب اسے بیج بونا پڑے گا۔ اس طرح وہ ایک اچھی فصل حاصل کر
سکتا ہے۔ جوش خج آبادی کا مشاہدہ بہت تیز ہے۔ انھوں نے جزئیات کو مد
نظر رکھتے ہوئے کسان کی زندگی کا اجمالی خاکا بیان کیا ہے۔

حل مشقی سوالات

- 1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب لکھیے
- (الف) نظم کے دوسرے شعر میں شاعر نے کن الفاظ میں کسان کی خصیصہ کی ہے؟
- جواب جوش ملیح آبادی نے کسان کے بارے میں بڑی گہری نظر سے مشاہدہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ شام کے وقت جب ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔ سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ اس وقت کھیتیاں ویران ہوتی ہیں لیکن ایک شخص ابھی بھی کام میں لگن ہے۔ یہ کسان ہے۔ کسان کھیتوں کا بادشاہ ہے۔ کھیتی ہاڑی ایک مقدس پیشہ ہے۔ کسی ملک کی معیشت کا انحصار ہی اس کی زرعی پیداوار پر ہوتا ہے۔ جس ملک کا کسان محنتی اور خوش حال ہو گا وہ ملک درجہ بدرجہ ترقی کی منازل طے کرتا ہوا ہام مروج تک پہنچ جائے گا۔ کسی ملک کی تہذیب کسان ہی کی رہنمائی منت ہوتی ہے۔ کسان مٹی ترقی کا امام سمجھا جاتا ہے۔ کسی ملک میں کوئی بھی صنعت ہو۔ بے شمار پیسے ہوں مگر اس میں سبزیاں اور پھل نہ ہوں، نتائج نہ ہوں تو وہ دولت کس کام کی۔ اس کی بجائے دارمقدار میں نتائج اور پھل، سبزیاں ہوں تو کسی بھی حال میں گزارا کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کسان کسی بھی ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔
- (ب) "ملوہ قدرت کا شاہ" سے کون مراد ہے؟
- جواب ملوہ قدرت کا شاہ سے کسان مراد ہے۔
- (ج) بعض خاک پر انگلیاں رہنے کا کیا مطلب ہے؟
- جواب کسان کی انگلیاں زمین کی نہیں پر رہتی ہیں یعنی وہ زمین کی حالت و کیفیت کا مسلسل جائزہ لیتا رہتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ زمین سیراب ہے یا خشک، کاشت کے

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 380 برائے جماعت دہم

کر پڑا ہو جاتا ہے۔ اب وہ منہ کھیت سے سوز کر اپنے گھر کی طرف چل پڑتا ہے۔ گھر میں وہ اپنے بیوی بچوں میں گھل مل جاتا ہے، اس طرح اس کا دل بہل جاتا ہے اور وہ اگلے روز کی محنت و مشقت کے لیے تروتازہ ہو جاتا ہے۔

- (ا) شاعر نے کسے رنقا کا بیٹھا کہا ہے؟
جواب: شاعر نے کسان کو رنقا کا بیٹھا کہا ہے۔
(و) کون سی قومیں کسان سے سرنگوں رہتی ہیں؟
جواب: مغرب کی قومیں کسان سے سرنگوں رہتی ہیں۔
(ز) کھیت سے منہ پھیر کر کسان کہاں جاتا ہے؟
جواب: کھیت سے منہ پھیر کر کسان گھر کی طرف جاتا ہے۔
(ح) نظم کے آخری شعر میں شاعر نے کن پانچ چیزوں کا ذکر کیا ہے؟
جواب: نظم کے آخری شعر میں کسان نے ”بھوپ“، ”بھلے ہوئے رخ“، ”مشقت“، ”کھیت“ اور ”گھر“ کا ذکر کیا ہے۔

2- نظم ”کسان“ کا متن میں نظر رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں۔
(الف) نظم کا ابتدائی شعر ہے:

- (i) شام کا (ii) صبح کا
(iii) بھٹ پنے کا (iv) رات کا
(ب) کسان کی انگلیاں دن کے وقت رہتی ہیں:
(i) بل کی تھپی پ (ii) ٹخے کی سن پ
(iii) خاک کی بھپ پ (iv) انسری پ
(ج) کسان قدیمت کے جلوسے کا ہے:

- (i) فاض (ii) گواہ
(iii) مذاج (iv) شاہد
(د) کسان کھیت سے وزخ پھیر کر کہاں جاتا ہے؟
(i) گھر میں (ii) دیہانے میں
(iii) منڈیر کی طرف (iv) گاؤں میں

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 391 برائے جماعت دہم

- (ا) نظم "کسان" کس شاعر کی تخلیق ہے؟
 (i) جوش ملیح آبادی (ii) جمیل الدین حالی
 (iii) میر انیس (iv) دلاور نگر
 (ا) یہ نظم جوش کے کس مجموعہ کلام سے لی گئی ہے؟
 (i) حرف و حکایت (ii) شعلہ و شبنم
 (iii) جذبات و فطرت (iv) سنبل و ساسل
 (ج) شاعر نے تہذیب کا پروردگار کسے کہا ہے؟
 (i) عالم (ii) مزدور
 (iii) کسان (iv) مقم

(الف)	(i)	(ب)	(iii)	(ج)	(v)	(ج)	(i)
(و)	(i)	(و)	(ii)	(ج)	(iii)		

3- نظم "کسان" کا متن ذہن میں رکھ کر درست الفاظ کے ذریعے سے
 مصرعے مکمل کریں۔

- (الف) جلوۂ قدرت کا شاہد حسن فطرت کا گہلا
 (ب) دن کو جس کی انگلیاں رات ہی ہیں نبض خاک پر
 (ج) جس کے بوجے پر چلتی ہے کمر تہذیب کا
 (د) جس کے کس مل پر اکڑتا ہے غرور شہر یار
 (ا) دھوپ کے جیسے ہوئے زرخ پر مشقت کے نکلاں
 4- جوش نے کسان کی جو صفات بیان کی ہیں، ان کی فہرست بنا دیجئے۔
 جواب دیکھیے غلام

- 5- درج ذیل فہرست میں سے نہ کر موقوف الگ الگ کیجئے۔
 نظم، شوق، میدان، سماں، قاریج، نسیم، فطرت، تہذیب، دھوپ، فلک
 جواب نہ کر: میدان، سماں، قاریج، فلک
 مومضہ شوق، نظم، نسیم، فطرت، تہذیب، دھوپ
 6- مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں:

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 392 برائے جماعت دہم

الفاظ	جملوں میں استعمال
جھٹ پٹا	جھٹ پٹے کے وقت ایک ٹخا سا دیا ایک بڑھیا نے سر دلو روشن کر دیا
اضطراب	ماں اضطراب کی حالت میں بار بار بچے کی راہ دیکھتی رہی۔
ارتقا	انسان نے آہستہ آہستہ ارتقا کی منازل طے کی ہیں۔
سرنگوں	جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں صرافی سرنگوں ہو کر مجرا کرتی ہے پلانے
تغریب	آج کل ہر جگہ تغریب کاری عام ہے۔
مشقت	مشقت کی ذلت جنھوں نے اٹھائی جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی

7۔ درج ذیل الفاظ کے جوڑوں میں صوفی مشابہت ہے، لیکن ہر جوڑے کے

لفظ الگ الگ معنی رکھتے ہیں۔ ہر لفظ کے الگ الگ معانی لکھیں۔

آلم، علم، بعض، باز، پارو، پارو، روزہ، روضہ، تاش، کاش

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لم	دکھ، رنج، تکلیف	علم	جھنڈا، پرچم
بعض	کئی، چند، محدود	باز	ایک پرندہ، منہ
پارو	گلزار، حصہ	پارو	ایک سیال دھات
روزہ	صوم، اسلام کا تہیہ رکن	روضہ	باغ
تاش	گلزار، حصہ	کاش	انھوس کا کلہ

سرگرمیاں

1۔ جوش کی ایک اور مختصر سی نظم وضع کر پڑھیں اور کاپی پر نوٹ کریں۔

جواب: جوش شمع آہدی کی نظم ہدلی کا چاند

خورشید وہ دیکھو ڈوب گیا ظلمت کا نشان لہرانے لگا

مہتاب وہ لکے بادل سے چاندی کے درق برسانے لگا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 393 برائے جماعت دہم

لو ڈوب گیا پھر بادل میں بادل میں وہ خط سے دور گئے
لو پھر وہ گھٹائیں چاک ہوئیں فطرت کا قدم قہرانے لگا
بادل میں چھپا تو کھول دیے بادل میں وہ بچے ہیرے کے
گردوں پہ جو آیا تو گردوں دریا کی طرح بہرانے لگا
سُنی جو گھٹنا تاریکی میں چاندی کے سینے سے کے چدا
سُنی جو ہوا تو بادل کے گرداب میں غوطے کھانے لگا
غرفوں سے جو جھانکا گردوں کے امواج کی نبضیں تیز ہوئیں
حلقوں میں دوڑا بادل کے کہسار کا سر چکرانے لگا
پردہ جو اٹھایا بادل کا دریا پہ تبسم دوڑ گیا
چلن جو گرائی ہدی کی میدان کا دل گھبرانے لگا
ابھرا تو جلی دوڑ گئی ڈوبا تو لٹک بے نور ہوا
دلہا تو سیاہی دوڑا دی سلجھا تو ضیا برساے لگا
کیا کاوش نور و ظلمت ہے کیا قید ہے کیا آزادی ہے
انسان کی ترقی فطرت کا منہم سمجھ میں آنے لگا

2- ”کسان کی مشقت بھری زندگی“ کے عنوان سے طلبہ میں مضمون نویسی کا مقابلہ کروایا جائے۔

کسان کی مشقت بھری زندگی

جواب

کسان معاشرے کا ایک سود مند فرد ہے۔ اس کی زندگی بڑی کٹھن ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنے کام سے بہت مطمئن ہے۔ کسان مٹھ اندھیرے اٹھتا ہے۔ سب سے پہلے وہ بیلوں کو چارادیتا ہے پھر انھیں لے کر کھیتوں کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔ بیلوں کو مل میں جوتا ہے۔ زمین میں تل چلاتا ہے۔ اتنی دیر میں سورج کی روشنی نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ کسان بیلوں کو چھوڑ کر

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 394 برائے جماعت دہم

وضو کرتا ہے اور فجر کی نماز ادا کرتا ہے۔ بیلوں کو پانی پلانے کے لیے کنوئیں پر لے جاتا ہے۔ اسی اثنا میں کسان کی بیوی اس کے لیے روٹی لے کر آ جاتی ہے۔ کسان کے ناشتے میں لسی، مکھن اور اچار شامل ہوتا ہے۔ کھانا کھا کر کسان پھر کھیتوں میں چلا جاتا ہے۔ اگر ڈھیلے توڑنے کی ضرورت پیش آئے تو کسان ڈھیلے توڑتا ہے اور بیلوں کی مدد سے مل چلا کر زمین کو نرم اور ہموار کرتا ہے۔ وہ دوپہر تک کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ قریب قریب بارہ بجے اس کی بیوی دوپہر کا کھانا لے کر آ جاتی ہے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر کسان کچھ دیر درخت کے سائے تلے چار پائی پر لیٹ کر آرام کرتا ہے۔ وہ حقے کے کچھ کھ لیتا ہے۔ ایک گھنٹا آرام کرنے کے بعد کسان دوبارہ کام کرنے لگتا ہے۔ یہ تیار ہو جاتا ہے۔ وہ سورج غروب ہونے تک کام کرتا رہتا ہے۔ پھر بیلوں کو کھول کر انہیں چار دیتا ہے اور گھر کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ مگر پہنچ کر وہ بیوی بچوں کے ساتھ رات کا کھانا کھاتا ہے۔ کسان رات کو جلدی سو جاتا ہے کیوں کہ اسے صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے۔

3۔ طلبہ درست آہنگ میں یہ نظم پڑھیں۔
جواب: اساتذہ کرام جماعت کے کسی خوش الحان بچے سے یہ نظم ترنم کے ساتھ پڑھوائیں اور باقی بچوں سے کہیں کہ وہ اسے غور سے سیکھیں۔

تدریسی اشارات

1۔ نظم کے حوالے سے طلبہ پر محنت کی اہمیت واضح کی جائے۔ حدیث شریف (الکاسب محبوب اللہ) کا حوالہ دیا جائے۔

محنت کی عظمت

جواب

محنت کے سحر و کھ یا تکلیف برداشت کرنے کے ہیں۔ ہر انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے محنت کرے۔ قدرت کا منشا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 395 برائے جماعت دہم

یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھ پاؤں ہلا کر خود اپنے لیے آسائیاں پیدا کرے۔ ترقی کا راز اسی بات پر ہے اور محنت ہی سے عزت ملتی ہے۔

وہی لوگ پاتے ہیں عزت زیادہ
جو کرتے ہیں دنیا میں محنت زیادہ

دنیا کے ہر میدان میں کامیابی کے لیے محنت درکار ہے اور محنت کا پھل ضرور ملتا ہے۔ ایک طالب علم جب تک محنت نہ کرے کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ زمین دار اچھی فصل حاصل کرنے کے لیے بچ بڑا مل چلاتا، کھاد ڈالتا اور زمین کو پانی دیتا ہے۔ آخر اسے اپنی محنت کا پھل مل جاتا ہے اور وہ ڈھیروں نتائج حاصل کر لیتا ہے۔

ہر انسان کو اپنی جسمانی طاقت کے مطابق محنت کرنی چاہیے۔ اپنی ہمت سے بڑھ کر محنت کرنا سخت غلطی ہے۔ اگر انسان اپنی حد سے زیادہ محنت کرے تو اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور وہ پھر حریہ محنت کے قابل نہیں رہتا۔ بعض لوگ سارا سارا دن محنت کرتے ہیں اور آرام کے لیے کوئی وقت نہیں نکالتے۔ یہ طرز عمل آخر کار ان کے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

ہے محنت میں بہتر میاں وہی
اسی سے سے کامیابی جوی

دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ ہوئے ہیں انھوں نے محنت کی بدولت ہی کامیابی حاصل کی ہے۔ محنت کامیابی کی کنجی ہے۔ یہ دنیا کی رونق ہے۔ ہمارے ارد گرد باغات، سبزہ زار، ہری بھری فصلیں، شان دار جنگل، پکی سڑکیں اور خوب صورت عمارات محنت ہی کے کرشمے ہیں۔ اگر لوگ محنت نہ کرتے تو دنیا کی یہ رونق اور چمک پہل نہ ہوتی۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاک اپنی فطرت میں نہ لوری ہے نہ تاری ہے

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 396 برائے جماعت دہم

آج کا زمانہ سائنس کا زمانہ ہے۔ انسان نے اپنی سہولت کے لیے بہت سی ایجادات کی ہیں۔ ہوائی جہاز، بحری جہاز، ٹینک، توپیں، راکٹ، ٹی وی اور کمپیوٹر وغیرہ سب محنت کا کرشمہ ہیں۔ محنتی انسان دنیا میں اپنی قوت سے سب کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ طلبہ محنت نہ کریں تو کامیابی کیسے ملے۔ دنیا میں موجود ایجادات کرنے والوں نے محنت کی اور قدرت نے انھیں اس محنت کا پھل دے دیا۔ موجدوں کی محنت سے آپ ایک دنیا فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

عالمی علموں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ دن رات محنت کریں تاکہ وہ امتحان میں سنہری کامیابی حاصل کریں۔ محنت کرے سے معاشرے میں مقام بڑھتا ہے۔ طلبہ کامیابی حاصل کر کے نہ صرف اپنے اور رے بلکہ والدین اور اساتذہ کرام کی عزت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

جو دیا میں محنت کرے گا بھر
لے پھر اسے دہر میں سم و زر

2- کسان کے موضوع پر کسی اور شاعر کی نظم طلبہ کو سنائی جائے یا مزبور کے موضوع پر احسان داتش یا کسی اور شاعر کی نظم سنا کر محنت کی عظمت واضح کی جائے۔

جواب مجھے کسان کے موضوع پر لکھی گئی حلیہ جالندھری کی یہ نظم پسند ہے۔

سویرے اندھیرے اندھیرے اٹھا
لے پلے تیل کھیتوں کی جانب چلا
ہے سارا زمانہ ابھی سو رہا
مگر اس کا یہ وقت ہے کام کا
اسے ہر گھڑی کام ہی کا ہے دھیاں
بڑا محنتی ہے بہادر کسان
کبھی تیل کا دل بڑھاتا ہوا
کبھی موڑتا اور ہنکاتا ہوا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 397 برائے جماعت دہم

کبھی مل کی مٹھی دباتا ہوا
یہ چلتا ہے جب مل چلاتا ہوا
کوئی دیکھے تو اس گھڑی اس کی شان
بڑا نعتی ہے بہادر کسان
کڑی دھوپ چاروں طرف چھا گئی
ہوا جس کی گرمی سے گھبرا گئی
سے بیلوں کی جڑی جو گھبرا گئی
تو اس کی جگہ دوسری آ گئی
اکیلا کھڑا ہے مگر غصہ ہاں
بڑا نعتی ہے بہادر کسان
ہوئی مل چلائے ہوئے دوپہر
پیچھے سائے میں جا کے سب جانور
ہوا اس کا پنڈا پیچھے میں تر
نہیں ہے مگر اس کے دل پہ پھٹا ہوا
نہ چہرے پہ ہیں اندگی کے نشان
بڑا نعتی ہے بہادر کسان
ہے دنیا کی جست فقط اس کے پاس
یہ محنت سے کرتا ہے سب کام اس
یہ ترکاریاں، یہ اناج اور کھاس
پھلوں کا حرا اور پھلوں کی باس
اسی سے تو لیتا ہے سارا جہان
بڑا نعتی ہے بہادر کسان

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 398 برائے جماعت دہم

3۔ جوش کی نظم کوئی کی خوبیاں اور آہنگ سے طلبہ کو متعارف کرایا جائے۔
جواب: جوش کی نظم کوئی کی خوبیاں

انقلابی نظریات

جوش کو شاعر انقلاب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے برصغیر پاک و ہند کی تحریک آزادی کے زمانے میں بہت پر جوش اور انقلابی نظمیں لکھیں۔ ان کے کلام میں لہجے کی گہن گرج، الفاظ کا مناسب چناؤ اور جذبات و تخیلات کی بلندی کے سبب ان کا شعری مقام مسلسل بلند ہوتا گیا۔

نفسی اور تصویر کشی

جوش اور جدید کے بلند شعراء کی صف میں شامل ہیں۔ شاعری میں انقلابی اور روحانی رجحانات کی وجہ سے شاعر انقلاب اور شاعر شباب کہلائے۔ جوش کو شاعری کے فن اور زبان و بیان پر پوری قدرت حاصل ہے۔ ان کا کلام نفسی اور نفسی تصویر کشی میں یکساں ہے۔

حالات کی نگاہ

بلاشبہ جوش اُردو نظم کی ایک توانا آواز ہے۔ ان کی شاعری میں انقلاب اور انہماک خیالات برآمد بیان ہوئے ہیں۔ اسی لیے انھیں شاعر انقلاب کہا گیا۔ وہ اپنے عہد کے سیاسی میلانات اور نئے ادبی رجحانات سے بہت متاثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں یکتی اور لطافت کے ساتھ ساتھ حالات کی تلخی اور تنقید کی جھلک بھی موجود ہے۔ چنانچہ وہ اپنی انقلابی نظموں میں مزدوروں، محنت کشوں، کسانوں اور استحصال کے شکار مظلوموں کے لیے استعماری طاقتوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں۔ وہ حریت و آزادی اور وطن پرستی میں بھی بہت پر جوش ہیں۔ ان کا فلسفہ ”زندگی عشرتِ امرور“ ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنی رہائیوں میں فکر و نظر اور معرفت کے موضوعات بھی ادا کرتے ہیں۔

برائے جماعت دہم

399

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم)

ذخیرہ الفاظ

جوش اپنے انقلابی اور باغیانہ لہجے آراء فطرت اور بے پناہ ذخیرہ الفاظ کی وجہ سے اردو شاعری میں ایک منفرد مقام کے حامل شاعر تھے اور بیسویں صدی کی شاعری میں ان کا نام صف اول کے شعرا میں شمار ہوتا ہے۔ جوش کی نظموں میں ہوں تو مختلف موضوعات اور محسوسات کی عکاسی ہے لیکن خاص طور پر ان کی روحانی نظمیں زیادہ دلکش اور اثر انگیز ہیں۔

4- طلبہ پر واضح کیا جائے کہ حالات اور وقت کے ساتھ ساتھ جو معاشرۂ تبدیلیاں آتی ہیں ان سے شہر اور دیہات دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ لب مشین کاشت کاری بڑھ گئی ہے لیکن دور دراز کے دیہات میں اب بھی ایسی تصویریں مل جاتی ہیں۔

جواب شہر ہوں یا دیہات۔ ان دونوں کے مٹنے سے کسی ملک کا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ دیہاتی زندگی کی اپنی خصوصیات ہیں در شہری زندگی کی اپنی خصوصیات دونوں کے روشن پہلو بھی ہیں اور تاریک بھی۔ پاکستان کی ستر فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے جب کہ صرف تیس فیصد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ لہذا ہوتے ہوئے کمیت ہرے بھرے سایہ دار درخت کھلی فضا اور تازہ ہوا گاؤں والوں کے لیے قدرت کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ بھول احساں دانش

واہ رے دیہات کے سادہ تمدن کی بہار
سادگی میں بھی ہے کیا کیا تیرا دامن زر نگار
کھیتی باڑی گاؤں والوں کا ذریعہ معاش ہے۔ پرانے زمانے میں مل اور بیلوں کی مدد سے کھیتی باڑی کی جاتی تھی آج کل ان کی جگہ جدید مشینوں نے لے لی ہے۔ اب کسان بیلوں کی بجائے ٹریکٹر کی مدد سے مل چلاتا ہے۔ مشینوں ہی کی مدد سے کھیتوں میں بیج بکھیرتا ہے۔ ٹیوب ویل کے ذریعے آب

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 400 برائے جماعت دہم

پاشی کرتا ہے۔ اربابوں کے ذریعے سے فصل کاٹا ہے۔ غرض سب کام شیوں
 ی کے ذریعے سے ہوتے ہیں لیکن آج بھی دور دراز کے گاؤں میں پرانے
 طریقوں سے ہی کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔ پرانے طریقوں سے کام لے کر
 اناج کی پیداوار تو زیادہ نہیں ہوتی لیکن چیزیں حاصل ملتی ہیں۔ آج کل فصول
 بگڑ گئے ہیں۔ پچانے کے لیے ن پر زہریلی ادویات کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔
 سب پر روائیں انسان صحت کے لیے بھی مضر ہیں لیکن جوں جوں آبادی میں اضافہ
 ہوتا جا رہا ہے ہر چیز کی پیداوار میں تیزی آتی جا رہی ہے۔ جو کام پہلے ہاتھ کی
 مدد سے انوں میں ہوتا تھا اب وہی کام مشینوں کی مدد سے گھنٹوں میں ہو جاتا
 ہے۔ لیکن ان مشینوں نے ہمارے اندر سے احساس کی دولت کو آہستہ آہستہ ختم
 کر دیا ہے۔ بقول اقبال

ہے دلوں کے لیے موت مشینوں کی حکومت

احساسِ موت کو کچل دیتے ہیں آلات

5۔ طلبہ سے یہ نظم ترجمہ سے اور تحت اللفظ پڑھائی جائے۔

براب۔ اساتذہ کرام بچوں سے یہ نظم پڑھوائیں۔

اہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں۔

(الف) جھٹ پٹے کا نرم رو دریا اور اضطراب ہے

(i) بیلوں کا (ii) کسان کا

(iii) شفق کا (iv) سورج کا

(ب) کسان پیشوا ہے:

(i) ارتقا کا (ii) ساقیوں کا

(1,1) کھیتوں کا (iv) گلشن کا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لڑکی (حصہ نظم) 401 برائے جماعت دہم

- (ج) کسان شام ہے:
- (i) جلوہ قدرت کا (ii) حسن فطرت کا
(iii) نسیم صبح کا (iv) شمع کی سرجی کا
- (د) کسان حسن فطرت کا:
- (i) رکھوالا ہے (ii) چاہنے والا ہے
(iii) گواہ ہے (iv) دلدہا ہے
- (و) رات کو کسان کی نظر دوڑتی ہے:
- (i) اپنے کھیتوں پر (ii) افلاک پر
(iii) اپنے مویشیوں پر (iv) اپنے اناج پر
- (ز) کسان کے بولنے پر قلعہ ب کی کر:
- (i) لگتی ہے (ii) لگتی ہے
(iii) چبکتی ہے (iv) سبکتی ہے
- (ح) کسان کے بازو کی صلابت پر مار ہے:
- (i) حفاظت کا (ii) نزاکت کا
(iii) اطاعت کا (iv) عزت کا
- (ج) کسان کھیت سے منہ پھیر کر رواں ہو جاتا ہے:
- (i) دستوں کی طرف (ii) شیر کی طرف
(iii) چوپال کی طرف (iv) گھر کی طرف



نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(i)	(ج)	(i)	(د)	(ii)
(و)	(i)	(ز)	(ii)	(ح)	(iii)	(ج)	(iv)

جیوے جیوے پاکستان

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو ملی نغموں کی افادیت سے متعارف کروانا۔
- طلبہ کے دل میں وطن سے محبت کا جذبہ پیدا کرنا۔
- طلبہ کو وطن کے لیے جوش و جذبہ کا اظہار کرنے کی ترغیب دینا۔
- طلبہ کو پاکستان بننے کے پس منظر سے آگاہ کرنا۔
- جمیل الدین عالی کے حالات زندگی سے روشناس کروانا۔
- جمیل الدین عالی کے اسلوب کی وضاحت کرنا اور ان کے لکھے ہوئے ملی نغموں کے بارے میں بتانا۔

شاعر کے حالات زندگی

جمیل الدین عالی 20 جنوری 1926ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام سراج الدین تھا۔ 1940ء میں انھوں نے اینگلو میڈیکل کالج دہلی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسی کالج سے 1944ء میں معاشیات، تاریخ اور فارسی میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ 1951ء میں سی۔ایس۔ ایس کا امتحان پاس کیا اور پاکستان ٹیکسیشن سروس کے لیے نامزد ہوئے۔ 1959ء میں ان کا تقرر بطور افسر بکار خاص ایوان صدر میں ہو گیا۔ آپ انکم ٹیکس آفیسر بھی مقرر ہوئے۔ 1963ء میں وزارت تعلیم میں کاپی رائٹ رجسٹرار مقرر ہوئے۔ اسی دوران میں اقوام متحدہ کے ثقافتی ادارے یونیسکو میں فیلو منتخب

تذکرہ اردو لازمی (حصہ نظم) 403 برائے جماعت دہم

ہوئے۔ اس کے بعد انھیں دوبارہ وزارت تعلیم میں بھیج دیا گیا لیکن فوراً گورنمنٹ نے
عالی صاحب کو ڈپوٹیشن پر نیشنل پریس ٹرسٹ بھیج دیا جہاں پر انھوں نے پیکر ٹری کی
حیثیت سے کام کیا۔ 1967ء میں وہ نیشنل بینک آف پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔

جمیل الدین عالی جس طرح کئی سطحوں پر زندگی گزار رہے تھے وہی طرح انھوں
نے کئی سطحوں پر شاعری کی۔ کالم نگار بھی رہے اور نثر نگار بھی۔ ان کے تین سفر نامے شائع
ہو چکے ہیں جن کے نام ”دنیا میرے آگے“، ”قلمنا میرے آگے“ اور ”روزِ ہفتہ“ ہیں۔
اس کے علاوہ ان کے کالموں کے بھی تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن کے نام
”صد اکر چلے“، ”دعا کر چلے“ اور ”ولا کر چلے“ ہیں۔

ان دنوں جمیل الدین عالی کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

مرکزی خیال

اس مٹی نئے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ہمارا پیارا ملک پاکستان قیامت تک زندہ و
تابندہ رہے گا اور اس کے سائے تلے ہم متحد ہو کر زندگی گزاریں۔ ہمارے بزرگوں نے یہ
وطن بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ اب اس کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

خلاصہ

یہ نظم پاکستان کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ ہمارا دیس پاکستان ہے۔ یہ خوب
صورت وطن ہے۔ اس میں سرسبز و شاداب میدان، لالچے پہاڑ اور خوب صورت دریا
ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خوب صورت پھولوں سے بھئی ہوئی پھلواڑی ہو۔ سب لوگ
اس کی عظمت کے گیت گاتے ہیں۔ ہم نے یہ وطن ہزاروں جانوں کا نذرانہ دے کر
حاصل کیا ہے۔ اس نے تمام مسلمانوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم
پر انعام ہے۔ اب پاکستان قائم ہو چکا ہے جس کے لیے لاکھوں قربانیاں دی گئیں۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 404 برائے جماعت دہم

ہزاروں جانیں لیں۔ وہ لوگ تو آپے سے کا دکھ درد جھیل گئے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اسے سنواریں۔ اس کی حفاظت کریں اور اس کو مزید غم و غم سے بچانے میں منت سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ میرے وطن کو سدا آباد رکھے۔ آمین

سوی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد
تجے قدم قدم آباد

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نیوے	جیسے، زندہ رہے	مہکی	خوشبو سے بھری ہوئی
روشن	اجلی، چمکیلی، چمک دار	نیاری	نرالی، انوکھی، عجیب
رنگ برنگے	مختلف رنگوں کے	مچی ہوئی	آراستہ، سجاوٹ والی
پھولاری	کیاری، پھولوں کا باغ	من چمچی	دل کا پرندہ، مراد اسانی خواہشات
چمک	پہ	نر	آہنگ، گیت
دھن	لگن، شوق	نہرا	کاچا، لرزا
مرکز	عین وسط، درمیان	جھرمٹ	ستاروں کا گروہ، جھمکا
محنت کش	محنت کرنے والے، محنتی	جھیلنا	برداشت کرنا

اشعار کی تشریح

بند نمبر 1

پاکستان پاکستان جیوے پاکستان
مہکی مہکی روشن روشن نیاری نیاری
رنگ برنگے پھولوں سے اک مچی ہوئی پھولاری
پاکستان

حل لغت

سبکی سبکی خوشبو والی۔ نیاری۔ پیاری، خوب صورت۔ پھلواڑی۔ پھول
والی۔ جیوے آباد ہے

مفہوم: اے پاکستان! تو زندہ و پائندہ رہے۔ تیرے باغ کا ہر ایک کونہ روشن اور رنگ
برنگے پھولوں کی خوشبو سے مہکا رہے۔

تشریح: پاکستان ایک خوب صورت ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھے۔ اس
میں سرسبز و شاداب میدان ہیں جو بہت خوب صورت اور بھلے لگتے ہیں۔ اس
کی گھسیں روشن ہیں۔ اس کی شاخیں رنگین ہیں۔ مجھے اپنے وطن کا ذرہ ذرہ
جان سے پیارا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے بے شمار نعمتوں سے لودا ہے۔ میرا وطن اتنا خوب صورت
ہے جیسے باغ میں رنگ رنگ کے پھول کھلے ہوتے ہیں اور ان پھولوں کے
کھلنے سے باغ ایک حسین نظارہ پیش کرتا ہے۔ میرا دلیں پھولوں سے جی
سوئی پھلواڑی ہے۔ سدا جیے سدا آباد رہے۔

جنت سے کہیں بڑھ کے نہیں میرا وطن ہے
ہم سر ہے ملک کی جو زمیں میرا وطن ہے
ہے نور کا سیلاب یہ جتنے ہوئے دھارے
دل کش ہیں بہت اپنے گلستاں کے نگارے
یہ فرش زمیں عرش برسی میرا وطن ہے

بند نمبر 2 جیوے جیوے جیوے پاکستان

مس چمچی ہب بگہ ہلائے کیا کیا نہ بکھرائے
سنے والے نہیں تو اس میں ایک ہی ہم تھرائے

آئینہ اردو لازمی (حصہ علم) 406 برائے جماعت ہم

پاکستان

حل لغت

پہنچیں پرندہ۔ چمک پر۔ سر گیت
 مفہوم: پاکستان ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ دل کا پرندہ کوئی بھی آہنگ بکیرے لیکن سننے
 والے جب سیں تو انھیں ایک ہی لفظ سنائی دے اور وہ لفظ ہے پاکستان۔
 تشریح: پاکستان ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ شاعر جمیل امین علی نے اس بند میں پاکستان
 کے ساتھ پیار کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم اس کی عظمت کے گیت گاتے
 ہیں۔ جب بھی ہمارے سر سے کوئی نغمہ نکلتا ہے تو وہ اپنے وطن کے لیے ہوتا
 ہے۔ سننے والے جب بھی ہمارے من سے کچھ سنیں تو وہ پاکستان سے ہی متعلق
 ہوتا ہے۔ ہم اپنے وطن کے لیے ہیں اور وطن ہمارے لیے ہے۔ ہمارے
 ہونٹوں پر جب بھی کسی کا ذکر آئے تو اسے وطن دہاتے لیے ہی ہوتا ہے۔
 سننے والے سیں تو ان میں ایک ہی دھن لہرائی جائے کہ سدا بار رہے۔ میرا
 پیارا وطن سدا قائم رہے۔

جگ جگ جیے میرا پیارا وطن
 لب پہ دعا ب دل میں گھن

بند نمبر 3 جیوے جیوے جیوے پاکستان

کمرے ہوؤں کو چمچرے ہوؤں کو اک مرز پہ لایا

کتے ستاروں کے جھرمٹ میں سورج بن کر آیا

پاکستان

حل لغت

جھرمٹ۔ ستاروں کا ایک جہا اکٹھا ہونا

مفہوم: پاکستان ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ پاکستان نے سب کو متحد کیا اور خود کتنے

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 407 برائے جماعت دہم

ستاروں کے بحرِ مٹ میں سورج بن کر چکا ہے۔
تشریح: مسلمان آزاد ہونے سے پہلے انگریزوں کے غلام تھے۔ انگریزوں کے ساتھ
ساتھ ہندو بھی ان پر قابض تھے۔ مسلمانوں کو من حیث القوم ختم کرنے کی
کوششیں جاری تھیں۔ ان پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے
تھے۔ سکولوں میں مسلمانوں کے مذہب کے خلاف تعلیم دی جاتی تھی۔ ان سے
چاندیس ہتھیالی گئی تھیں۔ مسلمان پریشان حال تھے۔ ایسے وقت میں انھیں
راہنما کی ضرورت تھی جو انھیں ایک مرکز پر اکٹھا کرے۔ قائد اعظم محمد علی
جناحؒ نے تمام مسلمانوں کو ایک پیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور پاکستان حاصل
کرنے کے لیے عہدِ جدِ شروع کی۔ اس کی کوششیں رنگ لائیں اور پاکستان
معرضِ وجود میں آگیا۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ پاکستان ہی تھا جس نے مجھے بے ہوش
کو ایک جگہ جمع کیا۔ پاکستان ایک سورج کی مانند ہے۔ اس کی کرنیں ہر طرف
پھیلی ہوئی ہیں۔ پاکستان میرا پیداویں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم دائم رکھے۔

اے وطن تو ہمیشہ ہمیشہ رہے
تو ہے، تو بڑھے، تو پہلے اسے وطن

بند نمبر ۴ جیوے جیوے جیوے پاکستان
سب محنت کش گلے ملے اور ابھرا اک پیغام
اس پیغام کو سمجھو یہ ہے قدرت کا انعام
پاکستان

حل لغت

محنت کش محنت کرنے والے۔ قدرت اللہ تعالیٰ
مفہوم: پاکستان ہمیشہ قائم دائم رہے۔ سب محنت کرنے والے آپس میں گلے ملے ہیں
تو ایک پیغام سامنے آیا ہے۔ یہ پیغام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 408 برائے جماعت دہم

ایک نعمت ہے۔ اس نعمت کا نام پاکستان ہے
تشریح: پاکستان ہمیشہ قائم دائم رہے۔ پاکستان میرا دیس ہے۔ اسے ہزاروں قربانیوں
کے بعد حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک انعام ہے۔ یہ پیارا پاکستان ہے۔ محنت
کشوں کا دیس ہے اور ہر طرف کی پیغام ہے کہ تمام دیس ہمارا ہے۔ ہم اس
کے لیے جان بھی قربان کر دیں گے۔ یہ دیس قدرت کی طرف سے ایک انعام
میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دیس ہمیں لاکھوں قربانیاں دینے کے بعد عطا کیا
ہے۔ اللہ تعالیٰ ۔ یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھے۔ تمام لوگ اکٹھے ہو
کے ہیں۔ بھائی بھائی ہیں۔ ملک کے کسی گوشے میں کسی نسل کا بندہ ہو دو بھائی
ہے۔ سب آپس میں محبت اور اتفاق سے رہتے ہیں۔

اے وطن تو ہمیشہ ہمیشہ رہے
تیرے فرزند دھرتی کے دساز ہیں
تیرے حرور محنت کے ہمارے ہیں
تیرے ہر د جوان ہمارے ہمارے ہیں
اے وطن تو ہمیشہ ہمیشہ رہے
بند نمبر 5 جیوے جیوے جیوے پاکستان
جھیل مے دکھ جھیلنے والے اب ہے کام ہمارا
ایک رکھیں گے ایک رہیں گے ایک ہے نام ہمارا
پاکستان

حل لغت

دکھ درد۔ تکلیف۔ جھین برداشت کرنا
مفہوم: پاکستان ہمیشہ قائم دائم رہے۔ دکھ برداشت کرنے والوں نے دکھ برداشت کر
لیا۔ سب ہماری باری ہے۔ اب ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس ملک کی دل و

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 409 برائے جماعت دہم

جان سے حفاظت کریں۔
 تشریح: پاکستان ہمیشہ قائم دائم رہے۔ پاکستان حاصل کرنا کسی خواب سے کم نہ تھا۔ اس کا خواب علامہ اقبالؒ نے دیکھا تھا، جس کی تعبیر قائد عظمیٰؒ نے پوری کی۔ پاکستان کا قیام ہمارے بزرگوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ ماؤں نے اپنے بیٹوں کو قربان کیا۔ عورتوں نے اپنا سہاگ لٹایا۔ بہوں نے اپنے بھائیوں کو کھویا۔ ہزاروں قیمتی ہوئے۔ لاکھوں بے گھر ہوئے۔ ہندوستان سے ہجرت کرتے وقت طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر ہوئے۔ بھوک سے بے حال ہو کر جان دی۔ دکھ جھیلنے والے اپنے صے کے دکھ جھیل گئے ہیں، اب ہماری ہاری ہے۔ اب یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں۔ اس پر آجج نہ آنے دیں۔ اس کو سفاریں۔ اپنے بزرگوں کی محنت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اس کا نام روشن کرنے کے لیے دن رات محنت کریں۔ اسے خوب صورت بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن کو قائم دائم رکھے۔

م یہ وطن تمہارا ہے تم ہو پاساں اس کے

تجربہ

شاعر نے نہایت عقیدت و محبت سے اپنے پیارے وطن پاکستان کے لیے نیک جذبات کا اظہار کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرا ملک پاکستان قیامت تک رند و پائندہ رہے۔ اس کے ہارے پھولوں سے بچے رہیں۔ کلام میں بڑی شگفتگی، جذبہ و جوش اور فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے۔ اس نئے میں ملک کے لیے دعا کی گئی ہے۔

حل مشقی سوالات

- ۱۔ درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے۔
 (الف) اس نظم کے پہلے بند میں نیاری، پھلوری قائلے ہیں۔ اس نظم کے بقیہ توانی قائلے ترتیب سے لکھیں۔
 جواب نیاری، پھلوری۔ بھوڑا۔ تھرا۔ لالا، آلا۔ پیغام، انعام۔ کام، نام
 (ب) جھیل گئے دکھ جھیلنے والے اب ہے کام ہمارا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 410 برائے جماعت دہم

اس مصرعے کا مضمون بیان کریں۔

جواب اس مصرعے سے مراد یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہمارے لیے بہت ڈکھ برداشت کر گئے ہیں۔ انھوں نے بہت سی قربانیاں دے کر ہمارے لیے یہ ملک حاصل کیا ہے۔ وہ تو اپنا فرض ادا کر گئے ہیں، اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ملک کی دل و جان سے حفاظت کریں اور اس کی ترقی کے لیے دن رات کوشش کرتے رہیں۔

۳۔ نظم ”جیوے جیوے پاکستان“ کا متن ملاحظہ کر کے درج ذیل جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) شاعر نے پاکستان کو رنگ برنگے پھولوں سے سجایا ہے:

(i) ٹوکری (ii) پھولاری (iii) دُکھ بھیتی (iv) مٹری

(ب) پاکستان نے پھڑے اور پھڑے ہواؤں کو:

(i) متحد کیا (ii) ایک مرکز پر لا کھڑا کیا (iii) شاد کام کیا (iv) مگر دیا

(ج) پاکستان ستاروں کے جھرمٹ میں ہے:

(i) سورج (ii) چاند (iii) مرکزہ (iv) روشن ستارہ

(د) سب محنت کش

(i) کام میں لگ گئے (ii) متحد ہو گئے (iii) لگے لگے (iv) تعمیر وطن پہ لگ گئے

(e) جمیل کے دکھ بھیلے والے سے مراد ہے۔

(i) محنت کش (ii) مزدور (iii) کسان (iv) پاکستان بنانے والے

(f) ”جیوے جیوے پاکستان“ کا حقیقی کار ہے:

(i) جمیل الدین علی (ii) جوش ملیح آبادی (iii) حفیظ جالندھری (iv) اسد وارث

(الف)	(ii)	(ب)	(iii)	(ج)	(i)	(د)	(iii)
(e)	(iv)	(d)	(i)				

3۔ درج ذیل مرکبات کا مضمون تفصیل سے لکھیے۔

من پنچھی، ستاروں کے جھرمٹ، اک پیغام، دکھ بھیلے والے

مرکبات	مضمون
من پنچھی	دل کا پرندہ، یہاں مراد ہے دلی خواہشات

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لاری (حصہ نظم) 411 برائے جماعت دہم

ستاروں کے جہرمت	ستاروں کے گراہ، کہکشاں، یہاں مراد پاکستان کے باشندے
اک پیغام	اس کا مطلب ہے برصغیر کے مسلمان متحد ہوئے اور ایک پیغام نمایاں ہوا کہ اپنے لیے الگ وطن حاصل کرنا ہے اور غلامی سے نجات حاصل کرنی ہے۔
دکھ بھیلنے والے	مراد وہ لوگ جنہوں نے ملک پاکستان حاصل کرنے کے لیے بے شمار قربانیاں دیں

4- مندرجہ ذیل الفاظ کو اس طرح جملوں میں استعمال کریں کہ ان کے معنی
کی وضاحت ہو جائے:

پھلوری، پٹھانی، دھن، جہرمت، پیغام قدرت، جھینا، مرز

الفاظ	جملوں میں استعمال
پھلوری	میرے ہاتھ میں کئی خوب صورت پھلوریاں ہیں۔
پٹھانی	خوداک کی تلاش میں جانے والے پٹھانی شام کو لوٹ آتے ہیں۔
دھن	علی اپنی دھن کا بکا ہے۔
جہرمت	ہات کے دھت شل کی جانب سٹاپ کا جہرمت نظروں کو بہت بھاتا ہے۔
پیغام	پیغام صبا لالی ہے مگزار نی سے آیا ہے جلاوا مجھے دربار نی سے
قدرت	قدرت کسی قوم کی اجتماعی لٹھی کو معاف نہیں کرتی۔
جھینا	پوڑھی عورت کو جوان بیٹے کی سوت کا صدمہ جھینا چڑا۔
مرز	میری سوچی کا محور، مرکز اپنی تعلیم کا منصوبہ ہے۔

5- اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

جواب دہیے غلام

آئینہ اُردو لازمی (حصہ لثم) 412 برائے جماعت دہم

6- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

روشن، پیاری، جیوے، بکھرے، پھڑپھڑے، اجڑا، انعام

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
روشن	تاریک	پاری	نفرین
جیوے	مرے	بکھرے	سنے
پھڑپھڑے	طے	بجڑ	دا
انعام	سزا		

7- نظم ”جیوے جیوے پاکستان“ کے مطابق درست لفظ کا کمرے سے مکمل کریں۔

(الف) مہکی مہکی روشن روشن، پیاری پیاری پیاری پیاری

(ب) سن پھمکی جب بنگہ ملائے کیا کیا نر بکھرائے

(ج) اس پیغام کو سمجھو یہ ہے قدرت کا انعام

(د) سننے والے سنیں تو ان میں ایک ہی دھن

(ه) ایک رہیں گے، ایک رہے گا، ایک ہے نامِ خدا

سرگرمیاں

1- طلبہ اس ٹی ٹی کے کو ذہانی یاد کریں۔

جواب طلبہ خود کریں۔

2- چند طلبہ مل کر کورس کی شکل میں یہ ٹی ٹی لکھ جائیں۔

جواب اساتذہ کرام، بچوں کو یہ ٹی ٹی کورس کی شکل میں پڑھنے کے لیے کہیں۔

3- جماعت میں ٹی ٹی لکھنے پڑھنے کا مقابلہ منعقد کروایا جائے۔

جواب اساتذہ کرام ٹی ٹی لکھنے پڑھنے کے مقابلے کا اہتمام کریں۔

4- اس نظم کو ذہن میں رکھتے ہوئے حب وطن کے مضمون پر ایک مضمون لکھ کر بھیجیے۔

جواب حب وطن

پتھر کی موتوں میں تو سمجھا کہ خدا ہے

خاک وطن کا مجھ کو مر ڈرہ دیوتا ہے

جس جگہ انسان کی پیدائش ہوتی ہے، وہ جوان ہوتا ہے اور تقسیم ہوتے

ذریعے سے اپنی روزی کمانا ہے وہ جگہ انسان کا وطن کہلاتی ہے۔ اپنے وطن سے محبت ہر انسان کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ صرف انسان ہی پر کیا موقوف حیوان بھی اپنی جائے رہائش سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ "وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔" جب آپ ﷺ کو مکے سے ہجرت کر کے مدینے جانا پڑا تو آپ ﷺ کو مکہ شہر چھوڑنے کا بہت دکھ ہوا۔ ہجرت کی رات جب آپ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے شہر کی طرف دیکھ کر بڑے اداس لہجے میں کہا "اے مکہ! میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، تیری جدائی مجھے گوارا نہیں لیکن تیرے لوگوں نے میرا یہاں رہنا ناممکن بنا دیا ہے۔"

اسلام میں وطن کا تصور یہ ہے کہ جس جگہ مسلمان موجود ہیں وہ جگہ ان کا ملک ہے۔ اس کے لیے ملکوں کی سرحد کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے دیکھا کہ مکہ کے لوگ اسلام قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں جب کہ مدینے میں لوگ روز بروز مسلمان ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے مکہ چھوڑ کر مدینے جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکے۔ وطن سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے وطن کی ہر چیز سے محبت کریں۔ اپنے ہر کام کو جیسے چھوڑ کر اپنے وطن کی ترقی کے لیے کام کریں۔ ہمارے کام ہماری اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ ہمارے ملک کی ترقی اور وطن کے لوگوں کے لیے ہوں۔ ملک کی حفاظت سب پر لازم ہے۔ اگر کبھی کوئی ایسا موقع آ جائے کہ وطن کی حفاظت کے لیے ہمیں اپنی جان کی قربانی دینا پڑے تو ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

ہمارے نوجوان قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ مستقبل کی عظیم ذمہ داریاں اُسی نوجوانوں نے سنبھالنی ہیں۔ اس سلسلے میں طلبہ پر ہماری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ قائد اعظم طلبہ کو قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے اور ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ قوم کو اچھے (اکثریوں) انجینئروں، حکمرانوں اور دیگر اعلیٰ تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہے۔ اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ وہ پوری محنت اور لگن کے ساتھ اپنی تعلیم کی طرف توجہ دیں تاکہ ملک و قوم کا مستقبل درخشندہ

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 414 برائے جماعت دہم

و تاجپاک ہو سکے اور تکمیل پاکستان کے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل ہو سکے۔ بقول علامہ اقبالؒ

صبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو رالتے ہیں کند
5۔ اپنا کوئی پسندیدہ ملی نغمہ اپنی ڈائری میں درج کریں۔
جواب۔ مجھے جمیل الدین عالی کا لکھا ہوا یہ نغمہ بہت پسند ہے۔

اے وطن کے سچے جوانو
میرے نئے تمہارے لیے ہیں
سرفروشی ہے ایمان تمہارا
جراتوں کے پرستار ہو تم
جو حفاظت کرے یہ خدوں کی
وہ لک بوس دیوار ہو تم

اے شجاعت کے زندہ نشانو
میرے نئے تمہارے لیے ہیں
بیویوں ، ماؤں ، بہنوں کی نظریں
تم کو دیکھیں تو یوں جھکائیں
جیسے خاموشیوں کی زباں سے
دے رہی ہوں وہ تم کو دعائیں

قوم کے اے جری پاسانو
میرے نئے تمہارے لیے ہیں
تم پہ جو کچھ لکھا شاعروں نے
اس میں شامل ہے آواز میری
اڑ کے پہنچو گے تم جس افق پر
ساتھ جائے گی پرواز میری

آئینہ اردو لازمی (حصہ علم) 415 برے جماعت دہم

چاند تاروں کے اے رازدلو!
میرے ملے تمہارے لیے ہیں

اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ پر قومی اور ملی نفسوں کی اہمیت واضح کریں۔
جواب ملی نئے کسی بھی زندہ قوم کی پہچان ہیں۔ یہ نئے میدان جنگ میں غازیوں اور سپاہیوں کا دل بڑھانے کے لیے گائے جاتے ہیں۔ اصل میں فوجی جوان اپنے گھر والوں سے دور سرحدوں پر ملک کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں۔ ان کے شب و روز اسی کام میں گزرتے ہیں۔ انھیں جب اپنے گھر والوں کی یاد آتی ہے تو وہ اس ہو جاتے ہیں لیکن اپنے فرض کی ادائیگی کے سلسلے میں وہ کسی بات کی پروا نہیں کرتے۔ ایسے میں ان کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ملی نئے گائے جاتے ہیں۔ ان نفسوں کو سن کر ان میں جوش اور دلولہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ملک کو ان کی بہت ضرورت ہے۔ وہ اپنا کام زیادہ تندہی سے سرانجام دیتے ہیں۔

2- جمیل الدین حالی کی ادبی خدمات سے طلبہ کو آگاہ کیا جائے۔

جواب دیکھیے حالات زندگی

3- طلبہ کو بتایا جائے کہ قومی اور ملی نئے اس لیے کہے جاتے ہیں کہ کڑے

وقت میں ان کے ادرے دفاع کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

ان کا مورال بڑھایا جائے۔ اس سے وطن سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

جواب دیکھیے اساتذہ کرام کے لیے نمبر 1

آئینہ آرزو لازمی (حصہ نظم) 416 برائے جماعت دہم

4- طلبہ کو 1965ء کی جنگ میں ریڈیو سے نشر ہونے والے ملی اور قومی نعروں کے اثرات سے آگاہ کریں۔

جواب 1- 6 ستمبر 1965ء کو ہمارے بڑوں دشمن ملک بھارت نے رات کی تاریکی میں ہمارے ملک پر حملہ بول دیا۔ دشمن سمجھ رہا تھا کہ مسلمان خواب خرگوش میں مست ہوں گے لیکن وہ اس بات سے نا آشنا تھا کہ مسلمان شیر کی طرح ایک آنکھ سے سوتا ہے۔ دشمن نے داماگہ بارڈر کے راستے حملہ کیا تو ہمارے بہادر فوجی ان کے سامنے سپر پٹائی ہوئی دیوار بن گئے۔ انھوں نے دشمن کو ناکوں پنے چبوا دیے۔ ایسے میں فوجی جوانوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ہر طرف ملی نغمے گونج رہے تھے، ان نعروں کے ذریعے سے فوجی جوانوں کا حوصلہ بڑھایا جا رہا تھا۔ ان نعروں میں درج ذیل نغمے زیادہ مشہور تھے۔

اے وطن کے چلیے جوانو

میرے نغمے تمہارے لیے ہیں

ہم نعروں نے ہمارے فوجی جوانوں کے حوصلے کو چند کیا۔ ان میں جوش اور انگ بھری۔ یہاں تک کہ جیسے دن بعد دشمن بھاگ کھڑا ہوا اور اقوام متحدہ سے جنگ بندی کے لیے مقرر کرنے لگا۔

5- چند اور نغمے مثلاً — میں بھی پاکستان ہوں — وغیرہ جماعت کے کمرے میں طلبہ سے کورس کی شکل میں سنے جائیں اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

جواب میں بھی پاکستان ہوں

میں بھی پاکستان ہوں، تو بھی پاکستان ہے

تو تو میری جان ہے تو میرا ایمان ہے

میں بھی پاکستان ہوں، تو بھی پاکستان ہے

آئینہ اردو لازمی (حصہ لکھن) 417 برائے جماعت دہم

کہتی ہے یہ راو غل آؤ ہم سب ساتھ چلیں
مشکل ہو یا آسانی ہاتھ میں ڈالیں ہاتھ چلیں
سورج ہے سرحد کی زمیں، چاند بلوچستان ہے
میں بھی پاکستان ہوں، تو بھی پاکستان ہے

اہم معروضی سوالات

سچی کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں۔

(الف) رنگ پر گئے پھولوں سے گل ہوتی:

(i) کیاری (ii) روش

(iii) پھلوری (iv) ٹوکی

(ب) سن پنچھی جب ہلاتا ہے:

(i) دم (ii) بک

(iii) سر (iv) تانگیں

(ج) کتنے ستاروں کے جبرمٹ میں آیا۔

(i) سورج بن کر (ii) چاند بن کر

(iii) کہکشاں بن کر (iv) اجالا بن کر

(د) صحت کشوں سے ملنے والا پیغام انعام ہے:

(i) مزدوروں کے لیے (ii) قدرت کی طرف سے

آئندہ اردو لازمی (حصہ نظم) 418 برائے جماعت دہم

(iii) بڑا بھاری (iv) راہنماؤں کا

(a) دکھ بھیلے والے دکھ بھیل گئے ہیں اب کام ہے

(i) سیاست دانوں کا (ii) امیروں کا

(iii) پڑھے لکھے لوگوں کا (iv) لوہا

(a) قومی غور ملی لئے لکھے جاتے ہیں

(i) بچوں کو خوش کرنے کے لیے (ii) سکول میں پڑھانے کے لیے

(iii) نو جوانوں کو حوصلہ دینے کے لیے (iv) تقریبات پر پڑھنے کے لیے

(z) ”جوئے جوئے پاکستان“ نئے کے خالق ہیں

(i) حفیظ جالندھری (ii) جمیل الدین مانی

(iii) صوفی غلام مصطفیٰ تبسم (iv) جمیل الدین مانی

نکلیں

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(ii)	(ج)	(i)	(د)	(ii)
(ا)	(iv)	(د)	(iii)	(د)	(ii)		

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 418 برائے جماعت دہم

دلاور نگار

(1929ء تا 1998ء)

اونٹ کی شادی

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو مزاج سے روشناس کروانا۔
- کسی موضوع سے مزاج کے پہلو نکالنے کے بارے میں آگاہ کرنا
- مختلف قسم کے محاورات کو شعروں میں سونا۔
- تمثیلی انداز سے طلبہ کو متعارف کروانا۔
- دلاور نگار کے فن کے بارے میں آگاہ کرنا۔
- دلاور نگار کے حالات زندگی سے آگاہ کرنا۔

شاعر کے حالات زندگی

دلاور نگار 8 جولائی 1929ء کو ہمایوں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے ان کا نام دلاور حسین تجرید کیا۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم ہمایوں میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے آگرہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا 1969ء میں پاکستان آ گئے۔ 1975ء میں ان کی تعیناتی بطور صدر شعبہ اردو ہمدون کالج کراچی میں ہو گئی۔ دلاور حسین نے غزل گوئی سے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ ابتدا میں انھوں نے دلاور حسین شہاب کے قلمی نام سے لکھنا شروع کیا لیکن بعد میں انھوں نے اپنے لیے دلاور نگار کا نام زیادہ سوزوں خیال کیا۔ غزل گوئی سے جلد ہی اکتا گئے۔ یہ اکثریت انھیں طنز و مزاح کی طرف لے آئی اور پھر ساری زندگی طنز و مزاح نگاری میں ہی لکھتے رہے۔ ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ ”حادثات“ 1954ء میں شائع ہوا جسے شائقین ادب نے بہت پسند کیا۔ ان کا دوسرا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 420 برائے جماعت دہم

شعری مجموعہ جو مزاحیہ گیتوں، نظموں اور رباعیوں پر مشتمل تھا ”ستم ظریفان“ کے نام سے 1963ء میں شائع ہوا۔ ملازمت کے دوران میں بھی شاعری کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران میں ان کی ایک نظم ”شاعر اعظم“ منظر عام پر آئی۔ درحقیقت یہ نظم فن کے حق میں اہم ہاسکی ثابت ہوئی اور یہی نظم ان کی شہرت کا اولین سبب میل بھی کہی جاسکتی ہے۔

تصانیف: دلاور فگار کی تصانیف میں ”آداب عرض“، ”نکلیاں فگار اپنی“، ”شامت اعلان“، ”مطلع عرض ہے“، ”خدا جھوٹ نہ بوائے“ اور ”سینچری“ شامل ہیں۔

وفات: دلاور فگار نے 1998ء میں وفات پائی۔ انھیں کراچی میں سپرد خاک کیا گیا۔

نوٹ: دلاور فگار کی کتاب ”مطلع عرض ہے“ کے مطابق دلاور فگار کی تاریخ پیدائش 8 جولائی 1928ء ہے۔

مرکزی خیال

شاعر نے بڑے مزاحیہ انداز میں ایک اونٹ کی شادی کا نقشہ کھینچا ہے۔ یہ ایک انہونی بات ہے مگر دلاور فگار نے اسے تمثیلی انداز میں پیش کیا ہے۔ دلاور فگار نے اونٹ سے متعلق محاورے شامل کر کے نئی نظم کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس نظم کا مقصد محض مزاح پیدا کرنا ہی نہیں بلکہ بچوں کو محاورات سے آگاہ کرنا بھی ہے۔

خلاصہ

آج کے اخبار میں ایک انہونی خبر ہے کہ ایک اونٹ کی شادی ہو رہی ہے یعنی اب اونٹ کے گھر میں بھی بہار آئے گی، لیکن اس سے اونٹ پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جائے گا۔ شادی کرنے سے اونٹ کی آزادی ختم ہو جائے گی۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ اب اصل میں اونٹ پہاڑ کے نیچے آیا ہے۔ مجھے جلدی سے اس یاد کی تصویر بھیج

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 421 برائے جماعت دہم

دیں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ ہر شادی کا کیا انجام ہوا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مکھ کھلا	خلاف معمول بات کرتا، فساد کرتا، آفت لانا، الزام دینا	بچہ	کاغذ، یہاں مراد ہے اخبار
بہلاتا	اونٹ کا خوشی میں مست ہو کر بولنا	سہرا	موتیوں یا پھولوں کی لڑی جو دولہا کے ہاتھ پر باندھتے ہیں
شتر	اونٹ	بے بہار	آدارہ، قابو سے باہر
پیام بہار	بہار کا پیغام	ہکا	دولہا
خوش گوار	خوشیوں سے بھری	گھڑی	وقت، ساعت
تکیل	اونٹ کی بہار، اونٹ کے ناک کی رسی	لید آرادی	آزادی کا ختم ہونا
اونٹ پہاڑ سے آتا	اپنے سے زیادہ زبردست سے پالا پڑنا	جھٹ ہٹ	فورا
اونٹ کس کوٹ پٹھتا ہے	دیکھیے معاملے کا کیا انجام ہوتا ہے	بیاہ	شادی

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 نیا یہ آج کے بچے نے مکھ کھلایا ہے

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 422 برائے جماعت دہم

کہ سہرا باندھ کے اک اونٹ بلایا ہے

حل لغت

پرچہ۔ خیار۔ ٹھل کھلانا انہونی بات کرنا، فرد والی بات کرنا۔ سہرا سوتیلوں یا ہار کی وہ لڑی جو دودھ کے ماتھے پر باندھی جاتی ہے۔ بلیدنا اونٹ کا خوش ہو کر آوازیں نکالنا

مفہوم: آج کے اخبار میں ایک انہونی خبر ہے کہ وٹ سہرا باندھ کے خوش ہو رہا ہے۔ تشریح: دلاور نگار بہت بڑے مزاح نگار ہیں۔ وہ لفظی اور واقعاتی دونوں قسم کے مزاح پر پوری گرفت رکھتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے واقعات کو ایسے مزاحیہ انداز سے پیش کرتے ہیں کہ پڑھنے والا مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نظم میں انھوں نے ایک اونٹ کی شادی کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس نظم میں لفظی اور واقعاتی دونوں قسم کا مزاح موجود ہے۔ وہ ایک اونٹ کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج کے اخبار میں میں نے ایک انہونی خبر پڑھی ہے۔ یہ خبر ایک اونٹ کی شادی سے متعلق ہے۔ اخبار میں لکھا ہے کہ ایک اونٹ کی شادی ہو رہی ہے۔ اونٹ باقاعدہ سہرا باندھ کر نہایت جوش و خروش کے ساتھ اپنی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہے۔

شعر نمبر 2 شتر کے گھر میں پیام بہار سے سہرا
کبھی کبھی تو بڑا بے مہار ہے سہرا

حل لغت

شتر وٹ۔ پیام بہار بہار کا پیغام۔ بے مہار آوارہ، قابض سے ماہر
مفہوم: اونٹ کے گھر میں بہار کا پیغام آیا ہے لیکن اونٹ کبھی کبھی قابض سے ماہر بھی بناتا ہے۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ ہفتم) 423 برائے جماعت دہم

تشریح: اونٹ اپنی شادی سے بہت خوش ہے۔ یہ شادی اس کے لیے خوشیوں کا پیغام لے کر آئی ہے۔ ہر طرف خوشی کے شادیاں بچ رہے ہیں۔ بہار ہی بہار ہے لیکن کہتے ہیں کہ اونٹ کی کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی یہ اونٹ قابو سے باہر بھی ہو جاتا ہے۔ یہاں دلاور نگار نے لفظ "مہار" کو بڑی خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ مہار اس ری کو کہتے ہیں جسے اونٹ کی ناک میں ڈال کر اسے قابو میں کیا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ کبھی کبھی اونٹ اس ری کو تر وادیتا ہے۔

شعر نمبر 3: میرے بچے کو مہارک پہ خوشگوار گھڑی
کہ مژ کا درد بڑھا ناک میں نکیل پڑی

حل لغت

بنا دوہا۔ خوشگوار خوشی سے بھرپور۔ گھڑی ساعت، وقت۔ نکیل اونٹ کے ناک میں ڈالنے والی ری جس سے اسے قابو میں کیا جاتا ہے۔

مفسوم: میرے دو لہے کو یہ خوشیوں بھری گھڑی مہارک ہو کہ اس کے ناک میں نکیل پڑ گئی ہے لیکن اس سے درد میں اضافہ ہو گیا ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ میرے دو لہے یعنی اونٹ کو اس کی شادی مہارک ہو۔ اس کی آواز گئی کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ اس کو قابو میں کر لیا گیا ہے۔ ان باتوں سے اس کے سر کے درد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ درد پہلے سے کئی گنا بڑھ جائے گا۔ اب اونٹ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اس میں یہ پوری نظم ہی ایک تشبیلی نظم ہے۔ دلاور نگار اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ شادی سے انسان قابو میں آ جاتا ہے۔ اس کی اپنی مرضی کے ساتھ دھروں کی مرضی بھی شال ہو جاتی۔ یہاں ناک میں نکیل ڈالنے سے مرد اونٹ کا قابو میں آ جاتا ہے۔

شعر نمبر 4: سمجھ لیا تھا جسے حانور سواری کا
وہ اونٹ بوجھ اٹھائے گا ذمہ داری کا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 424 - برائے جماعت دہم

حل لغت

بوجھ ورن۔ ذمہ داری کسی کام کو اپنے ذمے سے کرنا۔
مفہوم: جس جانور کو ہم سواری کا جانور سمجھ رہے تھے وہ اونٹ اب ذمہ داری کا بوجھ اٹھائے گا۔

تشریح: اونٹ سواری کا جانور ہے۔ اس کے علاوہ یہ بوجھ اٹھانے کے کام آتا ہے۔
شاعر بڑے طنز یہ انداز میں کہتا ہے کہ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ اونٹ صرف اپنے جسم پر بوجھ لا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکتا ہے مگر اس اخباری خبر سے پتا چلتا ہے کہ اب اونٹ گھرداری کا بوجھ بھی اٹھائے گا۔ اس پر پورے گھر کی ذمہ داری کا بوجھ ہو گا۔ پرانے وقتوں میں اگر کوئی بچہ ملائی ہوتا تھا تو اس کے گھروالے کہتے تھے کہ اس کی شادی کر دو تاکہ اسے ذمہ داریوں کا احساس ہو کہ ایک گھر کی ذمہ داری کیا ہوتی ہے۔ اس بات کو بنیاد بنا کر دلاور نگار کہتے ہیں کہ اب اونٹ ان ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے گا۔

شعر نمبر 5 میاں خیر کو مبارک یہ رشتہ شادی
اسی کو کہتے ہیں اردو میں قید آزادی

حل لغت

مبارک باعث برکت۔ رشتہ شادی شادی کا بندھن۔ قید آزادی آزادی کا ختم ہونا

مفہوم: میاں اونٹ کو یہ شادی کا رشتہ مبارک ہو۔ اس کو ہی اردو میں آزادی کی قید کہتے ہیں۔

تشریح: دلاور نگار نے بڑے حراہ انداز میں اونٹ کو مثال بنا کر کہا ہے کہ ہمیں یہ شادی کا رشتہ مبارک ہو۔ اصل میں اب تمہاری آزادی کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس رشتے کے بندھن میں باندھ دیا گیا ہے۔ اصل میں وہ کہنا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 425 برائے جماعت دہم

چاہتے ہیں کہ جب ایک آدمی شادی کرتا ہے تو اس کی آزادی کے دن ختم ہو جاتے ہیں۔ دوست احباب سے ملنا جلنا کم ہو جاتا ہے۔ اسے ہر وقت اپنے گھر کا فکر رہتا ہے۔ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ شادی سے پہلے اسے جو آزادی حاصل ہوتی ہے اس پر پھرے لگ جاتے ہیں۔

شعر نمبر 6: مہیاں شہر نئی گاڑی لیے سفر کو چلے
مجھے خوشی ہے کہ تم آگئے پہاڑ تلے

حل لغت

اونٹ پہاڑ تلے آتا۔ اپنے سے زیادہ زبردست سے پالا پڑتا۔
مفہوم: مہیاں اونٹ نئی گاڑی میں سفر کو چلے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ آج اونٹ پہاڑ تلے آگیا ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اونٹ شادی کروانے جا رہا ہے۔ فی الحال تو اونٹ بہت خوش ہے۔ وہ نئی گاڑی میں بیٹھ کر اپنی زلفیں جھانکنے جا رہا ہے۔ درحقیقت اس کا واسطہ اپنے سے زیادہ زور آور سے پڑنے جا رہا ہے۔ یہاں بھی دلاور نگار نے اونٹ کو بنیاد بنا کر نوجوانوں کو مخاطب کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کل بڑی شوہر سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ وہ اپنی بات منوائی لیتی ہے۔ شادی کے بعد مرد کو بی بی من مان کا موقع نہیں ملتا۔ صل میں تو شادی وہ خاندانوں کا ملاپ ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی بات ماننے سے ہی یہ بندھن مضبوطی سے بندھا رہتا ہے۔ وہ نمیشلی خاندان میں کہتے ہیں کہ اونٹ پہلے اپنی من مانی کرنا تھا مگر اب اسے بیوی کا پابند ہونا پڑے گا۔ اب اسے پتا چلے گا کہ کوئی مجھ سے بھی زیادہ زبردست ہے۔

شعر نمبر 7: مجھے پیار کی تصویر بھیج دیں جھٹ پٹ
یہ دیکھنا ہے کہ بیٹھے ہیں آپ کس کروٹ

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 426 برائے جماعت دہم

حل لغت

ہوا شادی۔ جھٹ پٹ۔ فوراً، اسی وقت۔ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹتا ہے
 دیکھیے اس معاملے کا کیا انجام ہوتا ہے۔
 مفہوم: مجھے اس شادی کی تصویر جلد ز جلد بھیج دیں تاکہ میں دیکھوں کہ اس شادی کا
 کیا انجام ہوا ہے۔

تشریح: "مگر میں دلاور نگار کہتے ہیں کہ آج سے پہلے کبھی ایسی انہونی بات نہیں ہوئی
 کہ کسی اونٹ کی شادی ہوئی ہو۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس شادی
 سے پوری طرح واقفیت ہو۔ مجھے اس شادی کے موقع پر لی گئی لوٹ کی تصویر
 بھیج دی جائے تاکہ میں دیکھوں کہ اونٹ کی شادی کس انجام سے دو چار ہوئی
 ہے۔" یہاں دلاور نگار نے محاورے کو بڑی خوب صورتی سے استعمال کیا ہے۔
 محاورہ ہے، "دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹتا ہے۔" اس محاورے کا مفہوم یہ ہے
 کہ سب بتا چکے ہیں کہ اس معاملے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسا معاملہ جس کے
 انجام کا پتا نہ ہو بلکہ اس کے بارے میں صرف قیاس ہی کیا جاسکتا ہو۔ شاعر
 کہتا ہے کہ چونکہ پہلے کبھی کسی اونٹ کی شادی نہیں ہوئی اس لیے میں اس
 معاملے کے انجام کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے مجھے اونٹ کی شادی کی
 تصویر بھیج دیں۔

تبصرہ

دلاور نگار ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ انھیں موضوع پر پوری گرفت حاصل
 ہے۔ انھوں نے تمثیلی انداز میں اونٹ کی شادی کا ذکر کر کے ہمارے
 محاشرے پر گہرا اثر کیا ہے۔ مثالیں بھی خوب ہیں۔ محاورات کا استعمال بھی
 بروقت ہے جس نے نظم میں بڑی سوز و غمیت پیدا کر دی ہے۔ آسان الفاظ میں
 بڑی گہری باتیں کی ہیں جنھیں پڑھ کر ہنسی بھی آتی ہے اور ان میں چھپا ہوا طنز
 نثر کا کام بھی کرتا ہے۔

حل مشقی سوالات

- ۱۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔
 - (الف) نظم میں شاعر نے "نیا گل کھلائے" کا ذکر کر کے کس طرف اشارہ کیا ہے؟
جواب: شاعر نے اخبار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اخبار نے ایک انہونی اور عجیب و غریب خبر شائع کی ہے کہ ایک اونٹ کی شادی ہے۔
 - (ب) نگیل پڑنے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
جواب: نگیل پڑنے سے شاعر کی مراد یہ ہے کہ اب اونٹ قابو میں آ گیا ہے۔
 - (ج) شاعر نے سرکا درد بڑھنے کی وجہ کیا بتائی ہے؟
جواب: شاعر کہتا ہے کہ اونٹ کو نگیل پڑنے سے اس کے سرکا درد بڑھ گیا ہے۔
 - (د) نظم کے آخر میں شاعر نے کس ضرب لفظ کی طرف اشارہ کیا ہے؟
جواب: نظم کے آخر میں شاعر نے اس ضرب لفظ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ "دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے" یعنی اس انہونی شادی کا کیا انجام ہوتا ہے۔
- ۲۔ نظم "اونٹ کی شادی" کا مشن مد نظر رکھ کر درست جواب پر (س) کا نشان لگائیں:
 - (الف) نظم "اونٹ کی شادی" شاعر نے لکھی ہے

(i) سید میر جعفری	(ii) سید محمد جعفری
(iii) دلاور بخار	(iv) محمود سرحدی
 - (ب) نظم کے پہلے مصرعے میں آج کے پسے سے مراد ہے

(i) آج کا اخبار	(ii) رسالہ
(iii) امتحانی پرچہ	(iv) پولیس کا پرچہ (FIR)
 - (ج) کھانا کا مطلب ہے۔

(i) پھول کھانا	(ii) عجیب و غریب کام کرنا
(iii) نئی بات کہنا	(iv) نکشف کرنا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 428 برائے جماعت دہم

(د) نحر کے گھر میں کیا آیا ہے؟

(i) ہوا کا جھونکا (ii) خوش کن پیغام

(i) پیغام بہار (iv) ایک اور دن

(و) اردو میں قید آزادی کسے کہتے ہیں:

(i) قید ہاشقت کو (ii) شادی خانہ آبادی کو

(iii) جرم کی سزا کو (iv) آزادی کے خاتمے کو

(الف)	(iii)	(پ)	(i)	(ج)	(iv)	(د)	(iii)	(و)	(ii)
-------	-------	-----	-----	-----	------	-----	-------	-----	------

3- نظم کا متن ذہن میں رکھ کے حسب ذیل معرے مکمل کریں:

(الف) کہ سہرا ہندہ کے ایک اونٹ بلہایا ہے

(ب) کہ سرکار رو بڑھاناک میں ٹکیل پڑی

(ج) اسی کو کہتے ہیں اردو میں قید آزادی

(د) مجھے خوشی ہے کہ تم آگے پیاز تھے

(و) مجھے یاہ کی تصویر بھیج دیں جھٹ پٹ

4- درج ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ کریں:

بلہایا، خوش گوار، ٹکیل، شتر، کروٹ۔

بلہایا، خوش گوار، ٹکیل، شتر، کروٹ۔

5- نظم کے قوافی ترجیب سے لکھیں۔

کہلایا بلہایا، پیغام بہار، بے مہار، کٹری، پڑی، سواری، ذمہ داری،

روئے شادی، قید آزادی، چلے، تلے، جھٹ پٹ کروٹ

6- درج ذیل کا مفہوم واضح کیجیے:

گل کھلانا، بے مہار، ٹکیل پڑنا، قید آزادی، کسی کروٹ بیٹنا

مفہوم	الفاظ
کوئی نئی بات ہو، خلاف معمول کوئی عمل ہو۔ آفت مانا، عجیب و غریب کام کرنا، فساد کھڑا کرنا، الزام دینا	گل کھلانا

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 429 برائے جماعت دہم

سے بہار	آوارہ ہوتا، قابو میں نہ رہتا
تھکیں پڑتا	قابو میں آتا، ہے بس ہوتا، آزادی قسم ہو جاتا
قید آزادی	آزادی کی قید، مراد آزاد ہوتے ہوئے بھی کسی دوسرے کا پابند ہوتا
کسی کر دت بیٹھنا	سناٹے کو سلجھانا، سناٹے کو انجام تک پہنچانا

۱۔ نظم کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب۔ دیکھیے خلاصہ

سرگرمیاں

۱۔ لاجپوری سے دلاور ٹکار کی کوئی ایک کتاب (ستم ظریفان، شامیت اعمال، مطلع عرض ہے یا کلیات دلاور ٹکار) لے کر مطالعہ کریں اور اپنی پسند کے اشعار اپنی کاپی میں صحت کریں۔

جواب مجھے دلاور ٹکار کی یہ حریہ نظم زیادہ پسند آئی ہے جو ان کی کتاب مطلع عرض ہے سے لی گئی ہے۔

دلاور ٹکار کی نظم ”گھروں کے نام“

اس کراچی میں جہاں طاقت ہے مال و در کا نام
ایک صاحب نے نفس رکھا ہے اپنے گھر کا نام
یہ نہیں معلوم اس بچے میں کون آباد ہے
اس کے بلبل کیسے ہیں، کس قسم کا عباد ہے
اس نفس کے پیچھے کے ہر بندھے ہیں یا کھلے
اس میں کتنی بہیں ہیں نور کتنے بلبلے
اس مکان کے شاعرانہ نام سے قطع نظر
نام ہو گھر کا تو ایسا ہو جو کر لے دل میں گھر
شوق ہیں گھر کے ایسے نام پر اب زباں
خانہ ذخیرہ، چنیا گھر، کرایے کا مکان

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 430 برائے جماعت دہم

نام گھر کے یہ بھی رکھ سکتے ہیں اربابِ نشاط
مقبرہ مرقد، عدم آباد، مرگھٹ، پل صراط
نام گھر کے سیکڑوں جیسے چراغِ رہگداز
خانہ دیراں، حریم ناز، خالد جی کا گھر

3- ہر طالب علم اپنی مرضی سے کوئی مزاحیہ تحریر یا شعر لکھے اور ساتھیوں کو سنائے۔
جواب مجھے پروفیسر ایاز اسفر شہین کی نظم ”میں بھی اور بکر بھی“ بہت زیادہ پسند ہے۔
اسے میں اپنی ڈائری میں لکھ رہا ہوں اور آئندہ جسے کو اپنے ٹیوٹوریل گروپ
میں اپنے دوستوں کو بھی سناؤں گا۔ یہ نظم ٹی وی پر بھی سنائی جا چکی ہے۔
میں بھی اور بکر بھی

ہیں دونوں صاحب ایمان ' میں بھی اور بکر بھی
کہ ہوں گے عید پر قریان ' میں بھی اور بکر بھی
مجھے کشت نے رشتی چھڑا کر خوب دوڑایا
ہوئے ہیں بے طرح ہنگام ' میں بھی اور بکر بھی
تھی ضدِ بیگم کی لے آؤ ' فریڈر تم بھی قسطوں پر
بیس گے قید کا سامان ' میں بھی اھ بکر بھی
ہوئی ہے جیب کی ساری رقم صرف خرید مکی
بکے ہیں برسر میدان ' میں بھی اھ بکر بھی
وہ چلے مگر "سین سن" سے ' تو میں اس شعر گوئی سے
ہوئے ہیں صاحب دیوان ' میں بھی اور بکر بھی
نا ہے آئیں گے وہ بھی یقیناً عید ترپاں پر
کریں گے پیش پھر دل ' جان ' میں بھی اور بکر بھی
ذبح عشق ہے وہ ' اور میں کشتِ محبت کا
ہیں رکھتے ایک سی ہم شان ' میں بھی اور بکر بھی
ازدہی دان اک ' قصاب ' نے پائے ' بھی پیسے ' بھی
بے ہیں خبر کی پہچان ' میں بھی اور بکر بھی

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 431 برائے جماعت دہم

چلو کچھ دیر تو شاہین ماہم منگلو ہو کی
ہے میری نظم کا عنوان ' میں بھی اور بکرا بھی
ساتھ کرام کے لیے

1- طلبہ پر طنز اور مزاح کا فرق واضح کریں
جواب طنز و مزاح

طنز و مزاح مجیدگی کے ساتھ ساتھ زندگی کا اہم پہلو ہے۔ زندگی کو تو وزن میں رکھنے میں اس کا بڑا حصہ ہے۔ اگر فنی مزاح میں سلیقہ مدی ' شائستگی' مہذبانہ انداز، غور و فکر اور زکاوت کا عنصر موجود نہ ہو تو وہ شست مزاح کی بجائے ہلکا پھلکا اور فضول بن جاتا ہے۔ ایک اچھے مزاح نگار کی یہ خواہ ہے کہ اس کی تحریروں میں شائستگی کا عنصر کارفرما ہو۔ مزاح میں زندگی کی ناہمواریوں پر ہمدردانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔ مزاح نگار مزاح پیدا کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا ہے۔ دوسری طرف طنز میں نفرت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ طنز معاشرتی یا اجتماعی فائدے کے لیے ہو تو گورا ہوتا ہے لیکن شخصی ہو جائے تو مذموم اور نامقبول ٹھہرے گا۔ مزاح نگاری کے میدان میں غالب کے غلطوط کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے اپنے غلطوط کے ذریعے سے ہلکا پھلکا مزاح پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ طنز و مزاح میں پطرس بخاری اور فرحت اللہ بیگ کا نام کسی قارئین کا محتاج نہیں۔ طنز و مزاح میں نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1- سلیقہ مندی 2- زکاوت 3- غور و فکر 4- مہذبانہ انداز 5- شائستگی
اردو کے چند مزاح نگار درج ذیل ہیں

- | | |
|------------------------|------------------------|
| 1- احمد شاہ پطرس بخاری | مفہمیں پطرس |
| 2- فرحت اللہ بیگ | مصہمیں فرحت |
| 3- شفیق الرحمان | مزید حقیقتیں |
| 4- مشتاق احمد یوسفی | چراغ تلے |
| 5- دین انشا | کیا واقعی دنیا گول ہے؟ |
| 6- کریم محمد خاں | پتنگ آمد |

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 432 برائے جماعت دہم

- 2- دلاور نگار کے مزاح کی فی خواہاں طلبہ کو بتائیں۔
جواب دلاور نگار ایک منفرد مزاح نگار ہیں۔ وہ واقعاتی مزاح پیش کر کے ایک ایسا نقشہ کھینچتے ہیں کہ پڑھنے والا بے اختیار مسکرا اٹتا ہے۔ وہ طنز کے تیز تیر کو مزاح کی چاشنی میں ڈبو کر استعمال کرتے ہیں کہ مزاح ہی مزاح میں معاشرے کے ڈھلے چھپے ناسور کی جراحی ہو جاتی ہے۔ سمجھنے والا لطف اٹھانے کے ساتھ ساتھ اس میں موجود طنز کی کبر لکی تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ یہی چیز انھیں صنف اول کے مزاح نگار کے دوش بدوش کھڑا کر دیتی ہے۔
دلاور نگار نے زیادہ تر کراچی کے حالات پر قلم اٹھایا ہے لیکن ایسا لگتا ہے جیسے ان کی آواز پورے پاکستان کی آواز ہو۔ دوسرے مزاح لکھنے والوں کی طرح دلاور نگار نے مختلف واقعات کو منظم کر کے ان میں ادبی چاشنی بھر دی ہے۔
3- طلبہ پر واضح کیا جائے کہ فطرت اور معمول سے ہٹتی ہوئی صورت حال ہماری فہمی کو تحریک دیتی ہے۔ یہ صورت حال حریفہ کہلاتی ہے۔
جواب دیکھیے برائے اساتذہ نمبر 1
4- طلبہ کو بتایا جائے کہ مزاح نگار کیسے (صورت واقعہ اور الفاظ وغیرہ سے) مزاح پیدا کرتا ہے۔
جواب دیکھیے برائے اساتذہ نمبر 1
5- طلبہ کو بتایا جائے کہ مزاح نگاری الگ سے صعب ادب نہیں بلکہ کسی بھی صنف میں مزاح لکھا جاسکتا ہے۔
جواب مزاح نگار اپنے الفاظ سے عبارت یا نظم میں مزاح پیدا کرتا ہے۔ مزاح کسی بھی صنف میں لکھا جاسکتا ہے۔ نظم ہو یا غزل، یا مہر نثر کسی بھی صنف میں مزاح نگار اپنے مشاہدات کی مدد سے مزاح پیش کر سکتا ہے۔ شاعری میں مزاح کے لیے نہ تو خاص بحر کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی خاص صنف کی۔ بہت سے مزاح نگاروں نے نظم، غزل، رباعی وغیرہ میں مزاح پیش کیا ہے۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نلم)
434
برائے جماعت دہم

جن کو انگریز کا قانون ہو ازہ ان سے
اور سب پوچھ کر شرع کے احکام نہ پوچھ
ریڈلو میں بھی جو قرآن کی تلاوت نہ سنیں
ان مسلمانوں کی اولاد کا اسلام نہ پوچھ
☆☆☆

سید ضمیر جعفری

اکہ میں ملت بیٹا ہوا کد جا ہر جا
ہی قسم میں لکھا ہا چکا ہے تیرا درجا
مچائش کو دیکھ اس میں نہ تو مردم بندی کر
نگوئی کس ندا کا نام لے کس جا سواہی کر
بٹھ گئے کی یہ کوشش کہ ہیں گئے نفوس اس میں
کہ نکلے گا ہر عنوان تیرا بھی جلوں اس میں
وہ کھڑکی سے کسی نے مورچہ بندوں کو دکھایا
پھر اپنے ر کا گھر دوروں کے سر پہ دے مارا
کسی نے دوسری کھڑکی سے جب دیکھا یہ نظارا
زمین پہ آہا "دھم" سے کوئی تاج سردارا
یہ سارے کھیت کے گئے کٹا لایا ہے ڈبے میں
وہ گھر کی چارپائی تک اٹھا لایا ہے ڈبے میں
کھڑے تھے مع جتاہ آتش دان تو کیمو
یہ قوم ہے ر و سامان کا سامان تو دیکھو
مراچی سے گھڑا روٹی سے دسر خوان لڑتا
سافر خود نہیں لڑتا مگر سامان لڑتا ہے

آئینہ اردو لازمی (حصہ لکھم) 433
6۔ طلبہ کو چند دیگر مزاح نگار شعرا (سید محمد جعفری، محمود سرحدی، سید ضمیر جعفری، انور مسعود، نیاز سواتی وغیرہ) کا کلام سنایا جائے۔
مزاح نگاروں کا کلام

جواب
سید محمد جعفری
لہو سرخ آرت کی دیکھی تھی نرائش میں نے
کی تھی از رلا مردت بھی ستائش میں نے
آج تک دونوں گناہوں کی سزا پاتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ کیا دیکھا تو شرما ہوں
ایک تصویر کو دیکھا جو کمال فن تھی
بیلنس کے جسم پر اک اونٹ کی سی گردن تھی
ہانگ تھپکی تھی کہ مسواک جسے کہتے ہیں
ٹاک وہ ٹاک خطرناک جسے کہتے ہیں
ایک تصویر کو دیکھا کہ کیا رکھا ہے
درت صاف تہ رگھوں کو مرزا رکھا ہے
اس سائش میں جو اطفال چلے آتے تھے
ڈر کے پاؤں کے پلجے سے لپٹ جاتے تھے
میں نے یہ کام کیا، سخت مزاحیہ ہونے کا
یہ نرائش نہ تھی اک خواب تھا دہانے کا

محمود سرحدی
نوکری کے لیے اخبار کے اعلان نہ پڑے
جان پہچان کی اعمی ہیں، کہا مان، نہ پڑے
جن کو ملتی ہو، انہیں پہلے ہی مل جاتا ہے
بس دکھاوے ہی کے ہوتے ہیں یہ فرماں نہ پڑے
☆☆☆

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 435 برائے جماعت دہم

انور مسعود

کتاب سے ہے عزیزوں کا رابطہ قائم
وہ اس سے اب بھی بہت فائدہ اٹھاتے ہیں
کبھی کلاس میں آتے تھے ساتھ لے کے اسے
اب امتحان کے کمرے میں لے کے جاتے ہیں
☆☆☆

جو چوٹ بھی لگی ہے وہ پہلے سے بڑھ کے تھی
جہنم خرب کرناک پہ میں تھلا اٹھا
پانی کا سوئی تیس کا بجلی کا فون کا
بل تھے لگائے ہیں کہ میں بلبلا اٹھا
☆☆☆

آپ بے جرم بھیٹا ہیں مگر یہ فردی
آج اس کام پہ مامور بھی مجبور بھی ہے
عید کا روز ہے کچھ آپ کو ویٹ ہو گا
رم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

نیاز سواتی

کھانے کو مل رہا ہے جو کھانا خراب ہے
اس واسطے تو حال تمہارا خراب ہے
ہر اہلیہ کی ٹو ہے کہ شوہر سے یہ کہے
مدار سے جو لائے ہو سورا خراب ہے
کہتے ہیں جب گولے سے "پٹا ہے دورہ کیوں"
کہتا ہے ہم سے بھینس کا چارہ خراب ہے

آئینہ اوردو لازمی (حصہ نظم) 436 برائے جماعت دہم

وہ کھا گیا ہے میرے بھی حصے کی سب غد
اور یہ بھی کہ رہا ہے کہ معدہ خراب ہے
کرے گا علاج مرا جب سے ڈاکٹر
پچلے سے میرا حال زیادہ خراب ہے
ہر چہ حال ہی میں بنایا گیا ہے وہ
پھر بھی ہمارے گاؤں کا رستہ خراب ہے
ایسا کوئی نہیں جو کہے میں ہوں خود خراب
ہر شخص کہ رہا ہے زمانہ خراب ہے
وہ ٹیک سی مشین کے پڑے نہیں خراب
اب تیار آدے کا آوا خراب ہے

اہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے دستِ چپ کی (✓) سے نشان دہی کریں۔

(الف) آج سہرا پانچھ کر آیا ہے:

(i) گھوڑا (ii) کدوا

(iii) دھن (iv) شیر

(ب) کبھی کبھی بڑا بے مہار ہے

(i) لونٹ

(ii) سہر

(iii) ہار

(iv) ٹانگ

(ج) سر کا دوا پڑھا اور ٹاک میں:

(i) خون آیا

(ii) زخم آیا

(iii) درد ہوا

(iv) تکمیل پڑی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

- آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 437 برائے جماعت دہم
- (د) اونٹ اب بوجھ اٹھائے گا۔
(i) بہت کم (ii) ذمہ داری کا
(iii) غیروں کا (iv) بہت زیادہ
- (ه) اب اصل میں اونٹ آیا ہے۔
(i) گلی میں (ii) سہیے میں
(iii) جنگل میں (iv) پہاڑ تلے
- (و) مجھے جھوٹ پت بھیج دیں۔
(i) اونٹ کا کاج نامہ (ii) دعوت نامہ
(iii) بھاد کی تصویر (iv) اونٹ کی تصویر
- (ز) دیکھیے اونٹ بیٹھتا ہے۔
(i) کس کروٹ (ii) کس دن
(iii) کس کے گھر (iv) کس وقت
- (ح) "اونٹ کی شادی" نظم لکھی ہے۔
(i) مرزا محمود سرمدی نے (ii) دلاور ٹکڑ نے
(iii) سید ضمیر جعفری نے (iv) انور مسعود نے



سبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(پ)	(ii)	(ج)	(iv)	(ز)	(ii)
(ا)	(iv)	(ز)	(iii)	(د)	(i)	(ح)	(ii)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 438 برائے جماعت دہم
مرزا محمود سرحدی
(1913ء تا 1967ء)

مال گو د ا م روڈ

تدریسی مقاصد

- ① طلبہ کو طنز و مزاحیہ شاعری سے آگاہ کرنا۔
- ② طلبہ کو طنز اور مزاح کے مابین موجود فرق سمجھانا۔
- ③ طلبہ کو واقعاتی مزاح سمجھانے میں معلومات دینا۔
- ④ طلبہ کو مزاحیہ انداز میں معاشرتی خرابیاں سے آگاہ کرنا۔
- ⑤ طلبہ کو مرزا محمود سرحدی کے فن شاعری سے آگاہ کرنا۔
- ⑥ طلبہ کو مرزا محمود سرحدی کے حالات زندگی سے روشناس کروانا۔

شاعر کے حالات زندگی

مرزا محمود سرحدی کا اصل نام عبداللطیف تھا۔ شاعری میں محمود بھی کہلاتے تھے۔ پاکستان کے سرحدی صوبے سے تعلق تھا، اس لیے مرزا محمود سرحدی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مرزا محمود سرحدی یکم جنوری 1913ء کو مردان میں پیدا ہوئے۔ مرزا صاحب بڑی بڑا و بہار قسم کی شخصیت تھے۔ بہایت فطرت تھے۔ لطیف ہر وقت ان کے فک و زبان سے نکلتے۔ وہ جس محفل میں بھی بیٹھتے اسے کشت زعفران بنا دیتے۔ انھوں نے طالب علمی کے زمانے سے ہی شعر کہنا شروع کر دیے تھے۔ آغاز بخیرہ غزل سے کیا لیکن بعد میں ان کا رجحان مزاحیہ نظمیں اور قصائد لکھنے کی طرف ہو گیا۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد مرزا صاحب فوج میں بھرتی ہو گئے لیکن یہاں ان کا دل نہ لگا۔ جلد ہی انھوں نے فوج کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ 1948ء میں ان کا کلام پشاور سے شائع

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 439 برائے سماعت دہم

ہونے والے ایک ادبی بچے "سنگ میل" میں شائع ہوا تو مرزا صاحب کی ادبی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی۔

مرزا صاحب نے مالی طور پر کوئی زیادہ آسودہ حال زندگی نہ گزاری۔ فیلڈ مارشل ایوب خاں کے دور میں حکومت نے مرزا صاحب کے لیے 250 روپے ماہوار کا وظیفہ منظور کیا تھا لیکن اتنی کم رقم میں گزارہ مشکل تھا۔ مرزا صاحب نے مجرد زندگی ہی گزار دی۔ انھوں نے شادی نہیں کی تھی۔

مرزا صاحب کی شاعری کا پہلا مجموعہ "سنگ میل" تھا، جو 1956ء میں شائع ہوا۔ ان کا دوسرا مجموعہ "گلشن شہزاد" کے نام سے شائع ہوا۔ دوسرا مجموعہ کلام ان کی وفات کے بعد 1970ء میں نادر علی بخاری نے مرتب کیا تھا۔

وفات: مرزا صاحب کو دسے کی بھاری تھی۔ چونکہ کھانے پینے میں پریز کے زیادہ تھاکے نہیں تھے اس لیے ہمیشہ کھانتے رہتے تھے جہی سے ان کی سانس اکڑ جاتی تھی۔ مرزا صاحب نے 1967ء میں صرف چار سال کی عمر میں وفات پائی۔

مرکزی خیال

مرزا محمود سرحدی نے پشاور کی مال روڈ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سڑک نہایت خراب ہے۔ اس پر سفر کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ معلوم نہیں کب حکومت اس سڑک کی بد حالی کو دور کرنے کی طرف توجہ دے گی۔

خلاصہ

دیسے تو میرے شیر میں ہے شمار سڑکیں ہیں لیکن اس میں مال گودام روڈ ایک سے مثال سڑک ہے۔ اس سڑک پر کئی تانگلے آلت چکے ہیں اور کئی کھوڑوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس سڑک کے آس پاس رہنے والے لوگ بھی پریشان ہیں۔ شام کو اس سڑک پر گھیزوں کی وجہ سے رونق ہو جاتی ہے۔ اس سڑک پر انسانوں کی بجائے گاڑیوں کی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نغم) 440 برائے جماعت دہم

تعداد زیادہ ہے۔ ایسی ایسی کہانیاں ہیں کہ مرنے کے بعد انہیں ان میں دفن بھی ہو سکتا ہے۔ مختلف قسم کی سواریاں اس سڑک سے متاثر ہوتی ہیں۔ اگر بارش آجائے تو اس سڑک پر کشتیاں بھی چل سکتی ہیں۔ ڈھلوانیں ہیں جو حادثے کا سبب بن سکتی ہیں۔ اگر کسی کو اس سڑک پر سر کرنے کا اتفاق ہو تو اس کے وہیں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں سوچتا ہوں کہ میرے وظیفے کی طرح حکومت کو کب اس سڑک کی بد حالی کا خیال آئے گا۔

مکمل الفاظ کے معانی

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
مانند، طرح	مثال	میشہ رہنے والی	لازوال
مرچانا، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا	انتقال		جہاتی
بے آبا۔	وہان	ارد گرد	آس پاس
گیدڑ	انتقال	پہل حالت	خستہ حال
کوئی کوئی	خال خالی	بس	لاری
ملاحظہ ہوں مراد مرنے سے ہے	وصال	مگر مہما	کھائی
باقی رہنا	سلامت	لوکھڑا	ڈمکھانا
عام طور پر	اکثر	ہمت	جہاں
اترائی	ڈھلوان	اندیشہ	احتمال
اپنے کام میں ماہر	ہاکمال	کاچنا	لرزنا
حکومتی امداد	وظیفہ	کسی موقع پر، اچانک، غیر متوقع طور پر	اتفاق سے

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1,2: یوں تو میرے شہر میں سڑکیں کئی ہیں لازوال
لیکن یک ایسی سڑک بھی ہے نہیں بس کی مثال
اس کی چھاتی پر کئی تانگے الٹ کر رہ گئے
سیکڑوں گھوڑوں کا اس پر ہو چکا ہے انتقال

حل لغت

لازوال: ہمیشہ ہتی رہنے والا۔ مثال نظیر۔ چھاتی سینٹ الٹ کر رہ جانا
اوندھا ہونا۔ انتقال مر جانا، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا
مفہوم: ویسے تو میرے شہر کی کئی سڑکیں ہمیشہ خراب رہنے والی ہیں لیکن ایک ایسی
سڑک بھی ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ اس کے سینے پر کئی تانگے اونڈھے
ہوئے ہیں اور سیکڑوں گھوڑوں کا اس سڑک پر انتقال ہو چکا ہے۔

تشریح: مرزا محمود سرحدی طنز و مزاح میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے
ارد گرد کی معکمہ خیز باتوں پر بڑی گہری نظر رکھی اور اسے اپنی شاعری کا حصہ
بنایا ہے۔ پشاور کی اس گودام روڈ کی انتہا کی حالت کو دیکھتے ہوئے انھوں نے یہ نظم
لکھی ہے جو واقعاتی مزاح کی عمدہ مثال ہے۔ لکھتے ہیں کہ میرے شہر کی کئی
سڑکیں ایسی ہیں جو عرصہ دراز سے تراب پڑا ہیں۔ یہ سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہیں۔
ان سڑکوں کا کوئی بھی بڑا سارا حال نہیں۔ نہ ہی کسی نے ان سڑکوں کی حالت کو
بہتر بنانے کے لیے ان کی طرف کبھی توجہ دی ہے۔ یہ ہمیشہ سے نئی حالت
میں ہیں اور شاید ہمیشہ بری حالت میں رہیں۔ ان سڑکوں میں سے سب سے
برا حال مائل گودام روڈ کا ہے۔ یہ سڑک اتنی زیادہ خراب ہے کہ اس کی مثال
منا مشکل ہے۔ اس سڑک کی خرابی کی وجہ سے کئی تانگے الٹ چکے ہیں اور ان

سینہ اردو لازمی (حصہ نغمہ) 442 برائے جماعت دہم

کے اٹنے کی وجہ سے تاگوں میں جے ہوئے گھوڑے مچکے ہیں۔ اس کے
وجود سڑک کی بہتری اور مرمت کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی ہے۔
شعر نمبر 3,4 آس پاس اس کے جو بستے ہیں نہ ان کی پوچھیے
جس قدر ویراں ہے یہاں اس قدر وخت حال
روفتیں ہی روفتیں ہیں جس طرف بھی دیکھیے
چیننے لگتے ہیں اس پر شام ہوتے ہی شعل

حل لغت

آس پاس اور گھمکتے ہیں مقیم ہیں رہتے ہیں۔ ایران بے آباد، بخر۔
خستہ حال ترقی حالہ، ترقی حالہ۔ رات، چل پھل، گھما گھسی۔ شعل، میوز
مفہوم: اس سڑک کے آس پاس جو لوگ رہتے ہیں ان کی حالت بھی اس ایران سڑک
کی طرح تکی ہے۔ جس طرف بھی دیکھیے رات ہی رات نظر آتی ہے اور شام
ہوتے ہی اس پر گیدڑوں کی چیخ و پکار شروع ہو جاتی ہے۔
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اس سڑک کے ارد گرد جو مکین ہیں ان کی زندگی بھی عجیب ہے۔
جس قدر اس سڑک کی حالت بری ہے ویسی ہی بری حالت یہاں رہنے والے
لوگوں کی بھی ہے کیوں کہ انھیں روزانہ اسی ٹوٹی پھوٹی بڑکتی سیڑھی اکر اپنے
گھر جانا ہوتا ہے۔ یہاں ایران سے مراد خستہ حال سڑک ہے چونکہ یہ لوگوں
کے گھر یہاں ہیں اس لیے اس سڑک پر سفر کرنا ان لوگوں کی مجبوری ہے۔ اس
کے بعد شاعر کہتا ہے کہ صبح کے وقت تو اس سڑک پر کافی رات رہتی ہے۔ چل
پھل اور گھما گھسی ہوتی ہے لیکن شام کے وقت اس سڑک پر گیدڑوں کا قبضہ ہو
جاتا ہے۔ وہ اس سڑک پر آ کر چیننے چلانے لگتے ہیں۔ گیدڑوں کے بارے
میں مشہور ہے کہ وہ ویراں جگہ پر آ کر چھٹیں مارتے ہیں۔ شاعر نے اسی طرف
اشارہ کیا ہے کہ شام کو یہ سڑک ویراں ہو جاتی ہے۔

آئید اُردو لازمی (حصہ نظم) 443 برائے جماعت دہم

شعر نمبر 5. لاریاں پٹرول کی دیکھو مے اس پر صبح و شام
ورنہ نساں تو نظر آتا ہے اس پر خل خال خال

حل لغت

لاریں ہں۔ خال خال کوئی کوئی

مفہوم: پٹرول والی بسیں تو اس سڑک پر صبح و شام نظر آتی ہیں ورنہ انسان تو کوئی کوئی
نظر آتا ہے۔

تشریح: شاعر اس سڑک کی اطاعت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس سڑک سے صبح و
شام بہت سی گاڑیاں گزرتی ہیں۔ لوگ ان گاڑیوں میں سڑک کے لپنے اپنے
کاموں پر جاتے ہیں۔ یہ لپک مصروف شاہراہ ہے۔ یہاں انسانوں سے زیادہ
گاڑیاں چلتی ہیں اس لیے ہمدردی سڑک کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا۔
اس کی مرمت کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ لوگ پریشانی کا شکار ہیں مگر سڑک
بنانے والوں کو اس کا خیال نہیں آتا۔ یہاں مسیحا صاحب حکومتی اداروں پر گہرا
غور کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عوام کی سہولت کے کاموں کی طرف حکومت کوئی
توجہ نہیں دیتی۔

شعر نمبر 6، 7. اس میں ایسی کھائیاں ہیں ایسے ایسے غانا

دفن ہو سکتا ہے جن میں آدمی بعد از اصال
ڈمکا جائے ہیں ریڑھے لٹکھڑا جاتی ہے بیپ
واپس - جائے سلامت سائیکل کی کیا مجال

حل لغت

کھائی گڑھا۔ اصال لفظی مطلب ملنا لیکن یہاں مراد مرنے سے ہے یعنی
مرنے کے بعد انسان اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ ڈمکنا لٹکھڑا۔ سلامت باقی
رہنا۔ بچل ہمت

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 444 برائے جماعت دہم

مفہوم: اس سڑک پر ایسی کھائیاں اور غار ہیں کہ سرنے کے بعد آدمی ان میں دھن بھی ہو سکتا ہے۔ اس سڑک سے گزرنے والے ریزے اور جھپیں لڑکھڑاتی ہیں اور سائیکل سوار کی سائیکل سلامت نہیں رہتی۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ سڑک نری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ جگہ جگہ گڑھے پڑے ہیں۔ کچھ گڑھے تو اتنے بڑے ہیں کہ سرنے کے بعد آدمی ان گڑھوں میں دھن بھی کیے جاسکتے ہیں۔ ان کے لیے قبر کھودنے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ گڑھے غاروں کا منظر پیش کرتے ہیں۔ شاعر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سڑک بری طرح ٹوٹ چکی ہے۔ سڑک کی حالت اتنی بُری ہے کہ اس پر پلنے والی سائیکل ٹوٹ جاتی ہے۔ اس کا حل بُرا ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی پرزہ سلامت نہیں رہتا۔ سائیکل سوار پریشان ہوتا ہے کہ سائیکل کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا ہے۔ پھر اسے پتا چلتا ہے کہ اس کی سائیکل کی یہ خراب حالت ٹوٹی ہوئی سڑک کی مرہوں منت ہے۔

شعر نمبر 8 مینہ برس جائے تو چل سکتی ہیں اس پر کشتیاں
ذوب جانے کا بھی ہو جاتا اکثر احتمال

حل لغت

مینہ بارش۔ اکثر عام طور پر۔ احتمال اندیشہ، ارہ خطرہ

مفہوم: بارش ہو جائے تو اس سڑک پر کشتیاں بھی چل سکتی ہیں۔ اکثر اوقات ان کشتیوں کے ذوب جانے کا خطرہ بھی رہتا ہے۔

تشریح: ایک تو سڑک کی حالت ویسے ہی بہت خراب ہے۔ ایسے میں گر بارش ہو جائے تو حالت مزید خراب ہو جاتی ہے۔ نکاسی آب کا مناسب انتظام نہ ہوئے کی وجہ سے سڑک پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 445 پرانے جماعت دہم

پانی میں کشتیاں بھی چلائی جاسکتی ہیں بلکہ یہ پانی اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اس میں چلنے والی کشتیاں ڈوب بھی سکتی ہیں۔ یہاں مرزا صاحب مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں۔ دانش کے پانی میں کشتیاں نہیں چلائی جاسکتیں۔ ان کا مقصد صرف سڑک کی بد حالی کو بیان کرنا ہے۔

شعر نمبر: 9,10 اس کی دھلوانوں پہ موٹر کا دھڑک جاتا ہے دل
اس کے موڑوں پر لرر جاتے ہیں اکثر باکمال
اس پہ جانے کا کبھی ہوتا ہے جس کو اتفاق
اس کے لوٹ آنے کا پیدا ہی نہیں ہوتا سوال

حل لغت

دھوان ڈھلان، اترائی۔ لرزنا کھپنا۔ باکمال اپنے کام میں ماہر۔ اتفاق سے اچانک سے، غیر متوقع طور پر۔ لوٹ آنا واپس مڑنا
مفہوم: اس سڑک کی اترائی پر موٹر کا دل دھڑک جاتا ہے۔ اس سڑک پر جو موٹر آتے ہیں، ان سے اکثر باکمال لوگ بھی کانپ جاتے ہیں۔ جو کوئی اچانک اس سڑک پر سفر کرتا ہے وہ واپس لوٹ کر اس سڑک پر نہیں آتا۔

تشریح: شاعر مال گورام روڈ کی حالت زار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سڑک بالکل سیدھی نہیں ہے بلکہ اس سڑک پر جگہ جگہ اترائیاں ہیں۔ انہی اترائیاں ہیں جن پر چلتے ہوئے گاڑی بھی گھبرا جاتی ہے۔ اس کے دل میں خطرہ بکھا ہو جاتا ہے کہ کہیں میں الٹ نہ جاؤں۔ وہ ڈرائیور جو ٹرن ڈرائیوری میں ماہر ہیں یعنی جن کی ڈرائیونگ بہت عمدہ ہے وہ بھی اس سڑک کے موڑوں سے گھبرا جاتے ہیں کیوں کہ یہ موڑ بہت خطرناک ہیں۔ چاہی نہیں چلتا کہ مخالف سمت سے کوئی گاڑی آ رہی ہے۔ یہ خطرناک موڑ بھی حادثے کا سبب بنتے ہیں۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 446 برائے جماعت دہم

اکثر لوگ انجانے میں اس سڑک پر سفر کرتے ہیں لیکن وہ بھول کر بھی دوبارہ اس سڑک پر سفر کرنے کا نہیں سوچتے بلکہ اگر انہیں اسی راستے سے واپس بھی آنا پڑے تو وہ اس کی بجائے کوئی اور راستہ اپنا لیتے ہیں خواہ وہ راستہ اس راستے سے طویل ہی کیوں نہ ہو۔ سڑک کی خستہ حالی انہیں دوبارہ اس سڑک پر سفر کرنے سے روکتی ہے۔

شعبہ نمبر 11 سوچنا رہتا ہوں کب میرے وظیفے کی طرح

اپنی بد حالی کا سہا ہے حکومت کو خیال

حل لغت

وظیفہ: حکومتی امداد۔ بد حالی: بُری حالت

مفہوم میں سوچنا ہوں کہ میرے وظیفے کی طرح حکومت کو کب اس سڑک کی بُری حالت کا خیال آتا ہے۔

تشریح۔ مرزا محمود سرحدی پشاور ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ اس سے پہلے دو فوج میں ملازمت کرتے تھے۔ صدر ایوب کے دور حکومت میں انہیں حکومت کی طرف سے گزرا ہوا رقم کے لیے وظیفہ ملتا تھا۔ وظیفے کی رقم 250 روپے تھی۔ دو روپے کے مریض تھے۔ انہوں نے شادی نہیں کی ایک دفعہ انہیں کافی دنوں تک حکومت کی طرف سے ملنے والا وظیفہ نہ ملا۔ انہوں نے اپنا اور مال گودام روڑ کا معائنہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح عدم توجہی کی بنا پر یہ سڑک بد حالی اور فحش پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے، اسی طرح حکومتی امداد نہ ملنے کی وجہ سے میری زندگی بھی مشکلات کا شکار ہے۔ نہ حکومت کو اس سڑک کی مرمت سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی میرے وظیفے کا کچھ خیال ہے۔ معلوم نہیں کب حکومت کو میری حالت زار پر رحم آئے گا اور میرے وظیفے کی رقم کا اجرا کیا جائے گا اور پتا نہیں کب اس سڑک کی مرمت کی طرف دھیان دیا جائے گا۔

آئینہ اردو لاری (حصہ لثم) 447 برائے جماعت دہم

تعمیر

یہ ایک طرزِ نظم ہے۔ مرزا محمود سرحدی نے پشاور کی ایک سڑک کی حالت رار بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سڑک بدم تو جی کا شکار ہے انھوں نے حکومت پر گہرا طنز کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت یک معروف ترین سڑک کی مرمت پر توجہ نہیں دے رہی۔ آسان الفاظ میں انھوں نے ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے اور حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے۔

حل مشقی سوالات

- 1- متدرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجئے
(الف) شاعر کس سڑک کو بے مثال کہہ رہا ہے؟
جواب شاعر پشاور کی مال گودام روڈ کو بے مثال کہہ رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔
- (ب) مذکور سڑک پر گھوڑوں پر کیا ہوتی؟
جواب: اس سڑک پر جوتا گئے پتے ہیں وہ اٹ جاتے ہیں اور ان میں پتے ہوتے گھوڑے اٹھال کر جاتے ہیں۔
- (ج) سڑک پر چلنے والی کن سوار یوں کا علیہ بگڑتا ہے؟
جواب سڑک پر چلنے والی سوار یوں میں سے ریزے اور جھپوں کا علیہ بگڑ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سائیکل بھی صحیح سلامت نہیں رہتی۔ وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔
- (د) سڑک پر جسے جاتا پڑے، اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟
جواب اس سڑک پر جسے بھی جانے کا اتفاق ہو، اس کے دلہن آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 448 برائے جماعت دہم

(۱) شاعر نے نظم کے آخری شعر میں کسے توجہ دلائی ہے؟
جواب شاعر نے نظم کے آخری شعر میں حکومت کو اپنے وظیفے اور سڑک کی بد حالی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ حکومت کو نہ تو میرے مقرر کردہ وظیفے کا خیال ہے اور نہ ہی اس سڑک کی بد حالی کے بارے میں کچھ سوچتی ہے۔

2- نظم میں مثال، اطلاق، حال، شغل، اور وصال ہم آواز الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ایسے الفاظ کیا کہلاتے ہیں؟

جواب ایسے الفاظ جو صوتی اعتبار سے ایک جیسے ہوں انہیں ہم آواز الفاظ کہا جاتا ہے۔

3- متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) شاعر کے پیش نظر یہ نظم کسے کا مقصد ہے

(i) تنقید برائے تنقید (ii) مزاح

(iii) طنز برائے اصلاح (iv) مبالغہ آرائی

(ب) نظم ”مال گودام روڈ“ کسے ہے؟

(i) جمیل الدین عانی نے (ii) وہود دھار نے

(iii) محمود سرحدی نے (iv) ضمیر جعفری نے

(ج) جو شخص اس سڑک پر گیا پھر:

(i) تھک کر پکار ہوا (ii) زخمی ہو کر آگیا

(iii) کبھی لوٹ کر نہ آیا (iv) پھسل پڑا

(د) یہ نظم کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

(i) اندرِ عین شہر (ii) مطلع عرض ہے

(iii) سبکدوش (iv) فی سبیل اللہ

(ه) شاعر نے کس سڑک کا متحکمہ اڑایا ہے؟

(i) مال روڈ (ii) مال گودام روڈ

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئندہ اردو لازمی (حصہ نظم) 449 برائے جماعت دہم

- (iii) چاقی روڈ (iv) بند روڈ
 (و) اس سڑک پر ٹانگے اٹھ جانے سے گھوڑوں پر کیا پھرتی ہے؟
 (i) بھاگ جاتے ہیں (ii) بے ہوش ہو جاتے ہیں
 (iii) سر جاتے ہیں (iv) بیٹھ جاتے ہیں
 (و) سڑک پر شعل کے پھینکنے سے واضح ہوتا ہے
 (i) دیرانی (ii) آمدورفت بند
 (iii) روٹنی زیادہ (iv) جنگل



نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(iii)	(ج)	(iii)	(د)	(i)
(و)	(ii)	(ر)	(iii)	(ز)	(i)		

4۔ نظم کو ذہن میں تازہ کریں اور درج ذیل مصرعوں کو مکمل کریں:

- (الف) جس قدر دیراں ہے یہ، ہیں اس قدر وہ۔۔۔۔۔
 (ب) رُخ ہو سکتا ہے جن میں۔۔۔۔۔ بعد از وصال
 (ج)۔۔۔۔۔ جاتے ہیں ریزے، لڑکھڑا جاتی ہے جیپ
 (د) اس پہ جانے کا کبھی ہوتا ہے جس کو۔۔۔۔۔
 (و) سوچتا رہتا ہوں کب میرے۔۔۔۔۔ کی طرح
 جواب: (الف) جس قدر دیراں ہے یہ، ہیں اس قدر وہ خستہ حال
 (ب) رُخ ہو سکتا ہے جن میں آدمی بعد از وصال
 (ج) لڑکھا جاتے ہیں ریزے، لڑکھڑا جاتی ہے جیپ
 (د) اس پہ جانے کا کبھی ہوتا ہے جس کو اتفاق

آئینہ اردو لازمی (حصہ نظم) 450 برائے جماعت دہم

(د) سوچنا رہتا ہوں کب میرے اچھے کی طرح
نظم کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے غلام۔

6- نظم کا مرکزی خیال دو ٹوٹا جملوں میں لکھیے۔
جواب: دیکھیے مرکزی خیال

سرگرمیاں

1- کسی اور حواجہ شاعر کی ایک نظم جماعت میں سنائی جائے۔
جواب: مجھے سید ضمیر جعفری کی یہ نظم بہت پسند ہے۔

کھڑا ڈنر

”نئے“ دعوت ‘ پ بولیا گیا ہوں

پیش قدمی کے بھلایا گیا ہوں
کبھی باتوں میں الجھایا گیا ہوں

کبھی کسی سے ٹھکرایا گیا ہوں
نہ آئی پر نہ آئی میری باری

پاؤں تک بہت آیا گیا ہوں
کہلوں کی دکان دھوڑنے کو

کئی بیلوں میں دوڑایا گیا ہوں
برائے فتنی قتلہ ہائے مای

نخری کانٹے سے لڑوایا گیا ہوں
مڑکے واسطے جب کی سز گشت

تو ”آلو گشت“ میں پایا گیا ہوں

آئینہ اردو لازمی (حصہ نغم) 451 برائے جماعت دہم

نیافت کے بہانے درحقیقت

مشقت کے لیے لایا گیا ہوں

2- یہ نظم اپنی کاجیوں پر لکھیں۔

جواب: طلبہ اپنی اپنی کاجی پر یہ نظم لکھیں اور استاد صاحب کو دکھائیں۔

3- شاعر نے اس نظم میں سڑک کا حراجہ اعزاز میں ذکر کیا ہے۔ پطرس بخاری نے جی ٹی روڈ کا جو طیبہ ہے مضمون "لاہور کا جغرافیہ" میں بیان کیا ہے، استاد صاحب کی مدد سے وہ تلاش کر کے جماعت میں سنایا جائے۔

جواب: لاہور کا جغرافیہ از پطرس بخاری

جو سیاح لاہور شریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو یہاں کے آمدورفت کے ذرائع کے متعلق چند ضروری باتیں ذہن نشین کر لینی چاہیے، تاکہ وہ یہاں کی سیاحت سے کچھ اثر پذیر ہو سکیں۔ جو سڑک بل کھاتی ہوئی لاہور کے بازاروں میں سے گزرتی ہے، تاریخی اقدار سے بہت اہم ہے۔ یہ وہی سڑک ہے جو شیر شاہ سوری نے بنوائی تھی۔ یہ تاریخی قلعہ میں شمار ہوتی ہے اور بے حد احترام کی نظروں سے دیکھی جاتی ہے، چنانچہ اس میں کسی قسم کا ردوبدل گوارہ نہیں کیا جاتا۔ وہ قدیم تاریخی گڑھے اور خندقیں جن کی قوت موجود ہیں جنہوں نے کئی سطحوں کے تختے لٹ دیے تھے۔ آج کل بھی کئی لوگوں کے تختے یہاں اٹتے ہیں اور منسوب رفتہ کی یاد دلا کر انسان کو عبرت سکھاتے ہیں۔ بعض لوگ زیادہ عبرت پکڑنے کے لیے ان تختوں کے نیچے کہیں کہیں دو ایک پیسے لگا لیتے ہیں اور سامنے دو گنگ لگا کر ایک گھوڑا ٹانگ دیتے ہیں۔ اصطلاح میں اس کو ٹانگ کہتے ہیں، شوقین لوگ اس پر موسم ہمارے منڈھ لیتے ہیں، تاکہ چھلنے میں سہولت ہو اور بہت زیادہ عبرت پکڑی جائے

اصلی اور خالص گھوڑے لاہور میں خوراک کے کام آتے ہیں، قصابوں کی

آئینہ اردو لازمی (حصہ نغم) 452 برائے جماعت دہم

دکانوں پر انھی کا گوشت ہکتا ہے اور زمین کس کر کھایا جاتا ہے، تاکوں میں ان کی بجائے بناہتی گھوڑے استعمال کیے جاتے ہیں۔ بناہتی گھوڑے گل و صورت میں دم دار ستارے سے ملتے ہیں کیوں کہ ان گھوڑوں کی ساخت میں دم زیادہ اور گھوڑا کم پایا جاتا ہے۔ حرکت کے وقت اپنی دم کو دہلیتا ہے اور اس سے اپنے رتار میں ایک سنجیدہ اعتدال پیدا کرتا ہے تاکہ سڑک کا ہر تاریخی گڈھا اور تانگے کا ہر پھکولا اپنے نقش آپ پر ثبت کرتا جائے، اور آپ ہر ایک مقام لطف اندوز ہو سکتے۔

اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ کو بتایا جائے کہ حراح نگار صورتحال واقعہ سے کس طرح حراح پیدا کرتا ہے۔

جواب کے لیے دیکھیے قلم ”ادب کی شادیاں“ برائے اساتذہ نمبر 4

2- طلبہ کو بتائیں کہ بات پر لطف اعتدال میں کیسے کھی جا سکتی ہے۔

جواب۔ کسی بات کو فطرت اور معمول سے ہٹ کر بیان کیا جائے اور پڑھنے والا یا سننے والا اس کے انجام سے بے خبر ہو یا انجام اس کی توقع کے خلاف ہو اور فطرت سے بھی ہٹ کر ہو تو بات میں حراح پیدا کیا جا سکتا ہے۔ حراح میں دعویٰ کی تاہوار یوں پر ہمدردانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔ حراح نگار حراح پیدا کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا ہے جیسے آپ کوئی لطیفہ سنیں اور آخری جملہ آپ کی توقع کے خلاف ہو اور فطرت کے بھی خلاف ہو تو یقیناً آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جائے گی

حراح دو طرح کا ہوتا ہے۔ لفظی حراح اور واقعاتی حراح

واقعاتی حراح میں اپنے کسی مشاہدے کو دلچسپ انداز میں بیان کرنا ہوتا ہے یا لفظوں کے پیر پھیر اور دہرے مفہوم کو اس طرح بیان کرنا کہ اس میں حراح

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 453 برائے جماعت دہم

- کارنگ غالب ہو
- 3- طلبہ کو بتائیں کہ عام نظم اور حراجہ نظم میں کیا فرق ہوتا ہے۔
- جواب عام نظم کسی ایک مرکزی خیال کے گرد گھومتی ہے اس میں زندگی کے مسائل یا کوئی واقعہ بالکل سیدھے سادے انداز میں پیش کیا جاتا ہے جب کہ حراجہ نظم میں تمثیلی انداز اختیار کیا جاتا ہے اور مذاق ہی مذاق میں کسی عجیبہ واقعہ کی نشان دہی کی جاتی ہے۔
- 4- طلبہ سے دریافت کریں کہ انھوں نے اور کوئی حراجہ نظم پڑھی ہے تو وہ رسالہ، کتاب وغیرہ جماعت میں لا کر دوسروں کو سنائیں۔
- جواب دیکھیے سرگرمیاں نمبر 1

اہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں۔

(الف) مال گو دام روڈ پر الٹ کر رہ گئے:

- | | | | |
|-------|-----------------|------|-----------|
| (i) | کئی سائیکل سوار | (ii) | کئی تانکے |
| (iii) | کئی ریڑھے | (iv) | کئی ٹرک |

(ب) اس سڑک پر انتقال ہو چکا ہے:

- | | | | |
|-------|------------------|------|------------------|
| (i) | کئی راہگیروں کا | (ii) | ہزاروں اوتوں کا |
| (iii) | بے شمار گدھوں کا | (iv) | سیکڑوں گھوڑوں کا |

(ج) "فعال" کا مطلب ہے:

- | | | | |
|-------|--------------|------|-----------|
| (i) | گیدڑ | (ii) | مغفل |
| (iii) | مشغلہ اپناتا | (iv) | مصرف رہتا |

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E NAZAM)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ نظم) 454 برائے جماعت دہم

- (د) اس سڑک پر خال خال نظر آتے ہیں:
- (i) گھوڑے (ii) ٹرک
(iii) تانگے (iv) انسان
- (e) اس سڑک سے سلامت واپس نہیں آتی
- (i) کار (ii) جیپ
(iii) بس (iv) سائیکل
- (f) حکومت کو اس سڑک کی بدحالی کا خیال نہیں آتا:
- (i) دوسری سڑکوں کی طرح (ii) میرے وطن کی طرح
(iii) حوام کی بدحالی کی طرح (iv) میری صحت کی طرح



نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(ب)	(iv)	(ج)	(i)	(د)	(iv)
(و)	(iv)	(د)	(ii)				

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

برائے جماعت دہم

458

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل)

مولانا حسرت موہانی

(1875ء تا 1951ء)

مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو غزل سے واقفیت دلانا۔
- طلبہ میں غزوں کو سمجھنے کا شعور پیدا کرنا۔
- طلبہ کو غزل کی مائیت کے بارے میں بتانا۔
- طلبہ کو مطلع اور مطلع سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو حسرت موہانی کے حالات زندگی سے آگاہ کرنا، خاص طور پر قید کے دوران میں لکھی گئی صہباتی شاعری سے روشناس کروانا۔
- طلبہ کو حسرت موہانی کے اسلوب بیان سے آشنا کرنا۔

شاعر کے حالات زندگی

نام سید لعل حسن الحسن اور تخلص حسرت تھا۔ اودھ کے قصبہ موہان میں پیدا ہوئے۔
اسی نسبت سے حسرت موہانی مشہور ہو گئے۔ والد کا نام سید اعظم حسن تھا۔ حسرت کا سلسلہ نسب امام علی ابن موسیٰ رضا سے ملتا ہے۔ حسرت کے دادا سید محمود فیض آباد سے موہان آئے تھے۔ حسرت کی ابتدائی تعلیم پانی پور میں ہوئی۔ قرآن حکیم اور فارسی کی مسجد میں اپنے علاقے کے ملا سے پڑھیں۔ اس کے بعد موہان ہل سکول میں داخل ہو گئے۔
حسرت کے والد کی کچھ جائیداد فتح پور میں تھی، جس کے انتظام کے لیے وہ فتح پور منتقل ہوئے۔
قیام فتح پور میں رہتا تھا۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے والد کے پاس چلے گئے اور گورنمنٹ ہائی سکول، فتح پور سے میٹرک کا امتحان خاص امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ غزل) 467 برائے جماعت دہم

جس پر سرکاری وظیفہ بھی ملا۔ یہیں سے انھوں نے عربی و فارسی تعلیم کی تکمیل کی۔ یہاں کی آپ وہ حسرت کی ادبی تعلیم کے لیے بہت داس آئی۔

کچھ عرصہ بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ ڈاکٹر غیاث الدین کی دعوت پر علی گڑھ پہنچے۔ یہاں ان کے ہم جماعتوں میں مولانا محمد علی جوہر کے بڑے بھائی مولانا شوکت علی اور سید سجاد حیدر، یلدرم جیسے نامور سیاستدان اور ادیب بھی شامل تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے حسرت نے عربی اور ریاضی کے امتیازی مضامین کے ساتھ بی۔ اے کیا۔ علی گڑھ کے علمی اور ادبی ماحول نے حسرت کی اہلیت و صلاحیت کو مزید جلا بخشی اور خاص طور پر ان کی علمی دلچسپیوں کی وجہ سے وہ دور ان کے ادبی اور سیاسی رجحان کا شہرہ ہو گیا۔

حسرت کی سیاسی دلچسپی بھی غالب علی کے زمانے سے شروع ہو چکی تھی۔ 1908ء میں حسرت کو سماجی معاملات میں حصہ لینے کی وجہ سے نیدرلینڈ کی سربراہی ملی اور انگریزی حکومت نے انھیں باقی گزار دیا۔ اس قید و بند کے عرصہ تک کا جت جت ذکر بھی حسرت کی غزل میں ملتا ہے۔ ان کا مضمون شعر ہے۔

ہے معنی غنم ہاری، بھگی کی شفق بھی

اک طرز تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

وہ پہلے کانگریس اور پھر مسلم لیگ میں ہاتھ دھو رہے تھے اور انگریزی سیاست کے شدید ترین مخالفوں میں شامل تھے۔

سیاسی مشاغل کے باوجود حسرت شعر و ادب کی برابر خدمت کرتے رہے۔ -
”انتخاب غنم“ کے نام سے گیارہ جلدوں میں تمام ممتاز قدیم و جدید شعرائے نئے و قدیم کا انتخاب بھی شائع کیا۔ وہ نہایت پاکیزہ منش، بااصوں اور عسکر المرافق انسان تھے۔ حسرت، تسلیم قلعہ کی شاعر تھے۔ تسلیم، نسیم، دیوی اور حکیم مومن کے شاگرد تھے۔ اس لیے حسرت نے ابتداء میں حکیم و مومن کے رنگ میں شعر کہا شروع کیا اور ولی سکول کے طرز کو پسند کیا۔ بعد کی غزلوں میں حسرت کا اپنا رنگ پایا جاتا ہے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لاری (حصہ غزل) 458 برائے محبت دہم

مشکل الفاظ کے معانی

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
محبیت	آفت	راحت فرا	خوشی کو زیادہ کرنا
آرہو	تسرا، خواہش	راہ نما	راہبر
ریار	کچھ گلی، ٹکڑے شہر	دقا	محبت
باد	ہوا	مرمر	آندگی
صبا	صبح کی ٹھنڈی ہوا	درماندہ	قافلے سے چھڑا ہوا
بارگاہ	دربار	عطا ہوا	لما، عطا ہوا
گنہ گار	گناہ کرنے والا	خطا	نقصی
رتبہ	مرتبہ	رتبہ دہان محبت	محبت کا بلند مقام و مرتبہ جاننے والا
انہا	آخری حد	ابتدا	شروع

غزل کا مفہوم اور تشریح

غزل کے لغوی معنی ہیں عشق و محبت کی باتیں کرنا یا محفلوں سے باتیں کرنا، شہر کے وقت ہوں کے منہ سے جو فریاد نکلتی ہے اس کو بھی غزل کہتے ہیں۔ مولانا حالی لکھتے ہیں کہ محبت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انسان کو انسان سے اپنے ملک اور قوم سے اور سب سے بڑھ کر خدا سے محبت ہو سکتی ہے۔ اس لیے اسے صرف محبت کی اصطلاح تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔

اشعار کی تشریح کیسے کی جائے؟

غزل کی تشریح نظم کی تشریح سے بالکل قطع ہوتی ہے۔ نظم میں کوئی واقعہ یا

www.

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آرد لازمی (حصہ غزل) 439 برائے جماعت دہم

شعر بیان کیا جا رہا ہے جب کہ غزل میں شاعر اپنے جذبات و احساسات کو پیش کرتا ہے۔ اس لیے غزل کی تشریح کے لیے ضروری ہے کہ پہلے شاعر کے جذبات و احساسات کو سمجھا جائے۔ تمام انسانوں کے جذبات قریب قریب یکساں ہوتے ہیں اور ایک کامیاب شاعر اسی جذبات انسانی کی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔ جوں کا توں

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس سے کہا

میں نے یہ بات کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

غزل کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(1) شعر کے صرف ظاہری الفاظ کو نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ ان الفاظ کے پردے

میں کیا جذبہ اور احساس پوشیدہ ہے۔ اس جذبے یا احساس کو کچھ کر اپنے الفاظ

میں بیان کر لیں۔

(2) شاعر اپنے جذبے کو وہ مصرعوں میں بیان کرتا ہے۔ وہ اس پر مجبور ہے لیکن

آپ مجبور نہیں ہیں۔ آپ بھی چاہیں تشریح کریں۔ ایک اچھا شاعر انسانی

جذبات کی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔ آپ ان جذبات کو سمجھیں اور پھر انہیں

اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(3) پہلے شعر کے ظاہری سنی بیان کریں پھر دیکھیں کہ اس کے حقیقی معنی کیا ہیں؟

دوسرے لفظوں میں پہلے ہمازی (دہاوی) معنی لیں اور پھر حقیقی سنی بیان

کریں۔ ہمازی معنی کے لیے لیلیٰ مجنوں کی مثال سامنے رکھیں۔ اس سے مفہوم

سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گی اور پھر اس سے حقیقی معنی مراد لیں جسے شعر لکھنے والا

شعر ہے۔

جو تھوہر نہ بیٹے کو کہتے تھے ہم

سو اس حمد کو اب وہ کر چلے

آپ پہلے اس شعر کو لیلیٰ مجنوں سے منسوب کریں۔ گویا مجنوں یہ بات کہتا ہے

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آرزو لازمی (حصہ غزل) 460 عے جماعت دہم

کہ میں لعل کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اب میں نے اپنی جان کی باری لگا کر اپنے اس مہم کو پورا کر دکھایا ہے۔ یہ ہماری معنی ہیں۔ حقیقی معنی یہ ہوں گے کہ ایک بندہ مومن بھی جس کے دل میں عشق جاگزیں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ہدایت میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ بے دریغ اپنے محبوب حقیقی کا وصال حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتا ہے۔ بعض اشعار کے مہازی اور حقیقی دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں اور بعض کے صرف مہازی یا حقیقی۔

(4) غزل کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے مہذب اور شائستہ الفاظ استعمال کریں۔ چبے معشوق اور معشوقہ کی بنائے محبوب اور دوست کے الفاظ استعمال کرتے چائیں۔ اس کے علاوہ میثاق استعمال نہ کریں۔ تشریح کے الفاظ جان دار ہونے چائیں تاکہ دیکھنے والے کو پتا چل سکے کہ طالب علم کا مطالعہ وسیع ہے۔

(5) ہر شعر کا مرکزی خیال سمجھنے کی کوشش کریں۔ جب آپ سے سمجھ لیں گے تو پھر تشریح میں آسانی رہے گی۔ مرکزی خیال شعر کی جان ہوتا ہے۔ اگر مرکزی خیال سمجھ میں آجائے تو پھر اس کے مطابق تشریح کرنی چاہیے۔

(6) آپ کو ایسے ایسے شعر یاد ہونے چائیں تاکہ شعر کی تشریح میں ہم موزوں شعر لکھ سکیں۔ اس طرح تشریح کے زیادہ نمبر ملتے ہیں۔ سخن کو پتا چلتا ہے کہ طالب علم نصاب کی کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں سے بھی دلچسپی رکھتا ہے۔ تشریح میں استعمال ہونے والے شعر معیاری ہونے چائیں۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 مصیبت بھی راحت فزا ہو مگی ہے

تری آرزو رہنا ہو مگی ہے

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 461 برائے جماعت دہم

حل شد

مصیبت، مشکل، آفت۔ راحت، نرا: خوشی کو بلاعتا آرزو تھنا، خواہش۔

راہنما، راہبر، راستا دکھانے والا

معلوم: مصیبت بھی خوشی کو زیادہ کرنے والی ہو گئی ہے۔ کیوں کہ میری تھامیری راہبر ہو گئی ہے۔

سرت سوبانی اردو منزل کے ایسے شاعروں میں شامل ہیں جنہوں نے اردو

غزل کی کشادہ دہائی میں حربہ اضافہ کیا ہے۔ انگریزوں کے خلاف سیاست

میں حصہ لینے کی پادش میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن

دوران قید بھی شاعری کا فضل جاری رہا۔ اس شعر میں کہتے ہیں کہ مجھ پر آنے

وال مصیبت میرے لیے مصیبت نہیں رہی بلکہ میں تو اس مصیبت سے بھی

خوشیوں کا درس کھینچ کر لیتا ہوں۔ کوئی کام سلسل کیا جائے تو انسان اس کا عادی

ہو جاتا ہے، مگر انسان کو اس کام میں لطف آنے لگتا ہے۔ جہول مرزا غالب

۔ رنج سے فکر ہو انسان تو صحت پاتا ہے رنج

ٹھکیں آتی پڑیں مجھ پر کہ آجیں ہو ٹھکیں

اسی طرح حسرت سوبانی کہتے ہیں کہ مجھ پر آنے والی مشکلات اب میرے

لیے خوشیوں کی طرح ہیں کیوں کہ میں ان مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں۔

۔ علاج درد میں بھی درد کی لذت پہ مرتا ہوں

جو تھے پاؤں میں کاسے نوک سون سے نکالے ہیں

حسرت کہتے ہیں کہ مجھے اب حسوں برد ہے جیسے یہ مصیبت میری جان لے

لے گی۔ میرے لیے تو اس میں بھی خوشی کا پہلا نماں ہے۔ اس طرح تو میری

اللہ تعالیٰ سے ملنے کی آرزو پوری ہو جائے گی یعنی میری قسمت ہر حال میں

میرے لیے اچھی ہی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری تھامیری راہبر ہو گئی ہے، مجھے

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ نازی (حصہ نزل) 482 برائے محبت و ہم

راستے کا نشان مل گیا ہے۔ میں ہنسی خوشی اس راستے پر چلا جا رہا ہوں کیوں کہ
اس راستے کا اہتمام ایک اچھی منزل پر ہے۔ وہ منزل اللہ تعالیٰ سے رسال کی
منزل ہے۔

شعر نمبر 2 یہ وہ راستا ہے دیوار وفا کا
جہاں باد صبر ، مہا ہو گئی ہے

حل لغت

دیوار وفا: محبت کی گلی، یار کا کوچہ۔ باد صبر تیز آمدگی۔ مہا صبح کی ٹھنڈی ہوا
مہم: یہ دیوار وفا کا وہ راستا ہے جہاں سے گزرتے ہوئے تیز آمدگی بھی صبح کی ٹھنڈی
ہوا کسی سلیم ہوتی ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اگر منزل اچھی اور مرضی کے مطابق ہو تو راستے کی دشواریوں کو
خطر میں نہیں لایا جاتا بلکہ یہ مصیبتیں تو محسوس ہی نہیں ہوتیں۔ دل میں لگن اور
شوق ہو، منزل پر پہنچنے کی تمنا ہو تو ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ محبوب کے در
تک جانے والا راستا نہایت مختصر اور آسان محسوس ہوتا ہے۔ یہ حقیقی شعر ہے۔
حسرت سہل کی کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے مانگا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے
ملاقات کی ایک ہی صورت ہے کہ میری یہ فانی زندگی ختم ہو جائے۔ میری زندگی
کے دن پورے ہو جائیں اور میں رب تعالیٰ کا دیدار کروں۔ ایک دن ایک دن
میری زندگی کے دن پورے ہو جائیں گے۔ اگرچہ یہ دن تلخیوں سے بھرے
پڑے ہیں لیکن یہ دنیاوی تلخیوں پر روزہ ہیں۔ میرے ذہن میں ایک لمبی
منزل کا تصور ہے۔ اس لیے یہ دنیا کی تکالیف مجھے ڈرا نہیں سکتیں بلکہ میں انہیں
تکالیف سے لطف اٹاتا ہوں۔ مجھے تیز آمدگی بھی صبح کی ٹھنڈی ہوا جیسی سلیم
ہوتی ہے یعنی دنیا کی مصیبتیں بھی میرے لیے خوش کام ثابت ہوتی ہیں۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آمد لاری (حصہ غزل) 403 اسے جماعت دہم

شعر نمبر 3 میں دیکھو اس بارگاہِ خطا کا
گنہ گار ہوں، اک خطا ہو گئی ہے

حل لغت

دیکھو، قافلے سے چھڑا ہوا، جدا ہوتا۔ بارگاہِ خطا اللہ تعالیٰ کا دربار، لفظی معنی
ہیں جہاں سے جگہ ملتا ہو۔ گنہ گار، گناہ کرنے والا۔ خطا غلطی
معلوم: میں اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا ہو گیا ہوں۔ میں کہ گار ہوں مجھ سے ایک
غلطی ہو گئی ہے۔

تشریح: سحر نے اس شعر میں حضرت آدمؑ کے جنت سے نکالے جانے والے واقعہ کی
طرف اشارہ کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو انہیں
جنت میں بھیج دیا اور کہا ”مجھ جاؤ یہاں سے کھاؤ پئیں خردار اس درخت
کے قریب مت جانا“ مراد یہ کہ اسی درخت کا پھل نہ کھانا لیکن شیطان نے
حضرت آدمؑ کو دھوکا دیا اور دھوکے سے متح کے گئے درخت کا پھل کھانے پر
بجھ کر حضرت آدمؑ نے اس درخت کا پھل کھا لیا اور اللہ تعالیٰ کی عتاب و عتاب
کی پاداش میں جنت سے نکلتا ہوا اور اسی زمین پر بھیج دیا گیا۔ شاعر کہتا ہے
کہ میں یعنی آدمؑ اللہ تعالیٰ کے دربار سے چھڑا ہوا ہوں۔ ایک غلطی ہو گئی تھی
یعنی غلطی سے متح کے گئے درخت کا پھل کھا لیا جس کی وجہ سے آدمؑ گنہ گار
کیا۔ میں اس غلطی کی عتاب کر کے، اللہ تعالیٰ کے عتاب پر ہل کر اسی مقام پر
پہنچا جاتا ہوں۔ وہی میرا اصل مقام ہے۔

شعر نمبر 4 تیرے رتہ جانِ محبت کی حالت
تیرے خلق میں کہا سے کیا ہو گئی ہے

حل لغت

رتہ جانِ محبت: رتے کو پچھانے والا۔ حالت کیفیت

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 484 برائے جماعت دہم

مفہوم: حیرتِ محبت کا بلند مقام اور مرتبہ جانے والے کی حالتِ محبت سے ملنے کے شوق میں کیسی ہو گئی ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی پہچان کے لیے پیدا کیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو سمجھے اور میرے مقام کو جانے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی قدر و قیمت کو سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر میری راہ لہری کی ہے۔ وہ مجھ سے بڑی محبت رکھتا ہے کیوں کہ وہ میرا خالق ہے۔ میں اس بات کو سمجھ گیا ہوں۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے بہت محبت رکھتا ہوں کیوں کہ میں اس کا بندہ ہوں۔ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے بے کی خواہش بھی وہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے عطا کات کا شوق رکھتا ہوں۔ اس شوق میں ہر دم جی آرزو کرتا ہوں کہ مجھے وہب تعالیٰ کا دہرا ہو جائے۔

شعر نمبر 5: پہنچ جائیں گے اچھا کو بھی حسرت
جب اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے

حل لغت

انجامِ آخری حد۔ ابتدا آغاز و شروع

مفہوم: اچھا کو بھی حسرت پہنچ جائیں گے۔ اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے۔
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ ہم اپنی منزل پر پہنچ ہی جائیں گے کیوں کہ ہمارے سفر کی ابتدا ہو گئی ہے۔ ہم نے سفر شروع کر لیا ہے۔ اس شعر میں حسرت نے انسانی دماغ کا غلط بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی راہی کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ جو انسان اس دنیا میں آیا ہے اس نے راہی بھی جاتا ہے۔ موت جتن ہے۔ کسی نے جلد تو کسی نے دیر آخر کار اس دنیا سے جاتا ہی ہے۔ بقول شاعر

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 485 برائے جماعت دہم

آتے ہوئے لڑاں ہوئی جاتے ہوئے نماز
اتنے قبل وقت میں آئے جیسے کئے
حسرت کہتے ہیں کہ ہمیں ایک خاص وقت تک کے لیے اس دنیا میں قیام
کرنا ہوتا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے واپسی کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ انسان کی
پیدائش کے ساتھ ہی یہ وقت کم ہوتا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسی گنتی شروع ہو جاتی
ہے۔ کم ہوتے ہوئے آخر ایک دن یہ وقت ختم ہو جاتا ہے۔ زندگی کا سفر تمام
ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

ہے تو کٹ ہی جائے گا سر آہستہ آہستہ
ہم اس کے پاس جاتے تھے مگر آہستہ آہستہ

تبصرہ

حسرت سوبانی کی یہ غزل حقیقی ہے۔ اس میں زندگی کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔
انداز نہایت سادہ مگر دل چھنی ہے۔ ہر چھوٹی اور قافیے آسان ہیں۔ شعروں
میں روانی ہے۔ سادگی اور سلاست کے ساتھ حسرت کا کلام گفتگو جانی کا اہل
مومن ہے۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ پھولوں کا کلدستہ تھک رہا ہو۔ ان کی زبان
مستند اور معیاری ہے۔

حل مشقی سوالات

- 1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے
(الف) شاعر کے ہاں مصیبت کے "راحت فرما" ہونے کی کیا وجہ ہے؟
جواب شاعر کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تمنا ہے۔ اس راہ میں کیسی عساکرت
حکالت کیوں نہ پیش آئیں مجھے اپنی خواہش پوری کرتی ہے۔ اس لیے شاعر کو
دنیوی مصیبتیں راحت فرما معلوم ہوتی ہیں۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لاری (حصہ غزل) 486 برائے جماعت دہم

- (پ) کون سے راستے پر چلنے سے مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے؟
جواب محبوب کے در کی طرف جانے والے راستے پر چلنے سے مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہاں محبوب سے مراد محبوب خلیفی جیسی ہلکے تعالیٰ ہے۔
- (ج) شاعر منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے بڑے امید ہے، کیوں؟
جواب شاعر اس لیے منزل پر پہنچنے کے لیے بڑے امید ہے کہ اس نے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ اس سفر کا اختتام منزل پر ہی ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں آتا ہے اور اس کے سفر کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ اس سفر کی انتہا یعنی اس سفر کی منزل آخرت کی زندگی ہے۔ اس منزل پر ہر ایک نے پہنچنا ہے۔ اس لیے شاعر اس منزل پر پہنچنے کے لیے بڑے امید ہے۔
- 2۔ قوسیمیا میں وہ بے گئے مولوں لفظ سے خالی جگہ پُر کیجیے:
(الف) محبوب کی _____ رہنما بن گئی۔ (محبت، جہاں، آلودہ)
(ب) غزل کے چوتھے شعر میں حالت بد سے مراد حالت کا _____ ہوتا ہے۔ (خیر، بھڑ، بدتر)
- (ج) اس غزل میں ہم کافی الفاظ کی تعداد _____ ہے۔ (بھی، سرت، آٹھ)
جواب (الف) محبوب کی آلودہ رہنما بن گئی۔
(ب) غزل کے چوتھے شعر میں حالت بد سے مراد حالت کا بدتر ہونا ہے۔
(ج) اس غزل میں ہم کافی الفاظ کی تعداد بھی ہے۔
- 3۔ سرت سہلی کی غزل کے متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیں
(الف) کون سی چیز ماحضت خواہ ہو گئی ہے:
(i) رنج (ii) مصیبت
(iii) کالی (iv) سرت
(ب) شاعر نے کس چیز کو رہنما ٹھہرایا ہے؟
(i) سہلی محبوب (ii) محبوب کی تن
(iii) غزل کی نصیحت (iv) غم روزگار
(ج) کون سا راستہ ہے جہاں یاد سرسراہٹ ہو گئی ہے؟
(i) راو محبت (ii) دیوار وفا

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اورد لادنی (حصہ غزل) 467 برائے جماعت دہم

(i)	(ii)	(iii)	(iv)
فہم روزگار	رودیاں فیر	ایک ایک کی شرط کیا ہے	ایک ایک کی شرط کیا ہے
(v)	(vi)	(vii)	(viii)
چند سلسل	ابتدا کرنا	ایثار	جماعت اور محنت

(الف)	(ب)	(ج)	(د)	(ه)
-------	-----	-----	-----	-----

4۔ سر سے سونہی کی اس غزل کے قوافی اور ردیف آگ آگ کر کے لکھیں۔
جواب: اس غزل کے قوافی درج ذیل ہیں۔

فراہ رہنما، مہا، حطا، کیا، ابتدا

اس غزل کی ردیف "ہو مٹی ہے" ہے۔

5۔ غزل کے تیسرے شعر اور مطلع کی تخریج کریں۔
جواب: دیکھیے تخریج

6۔ درج ذیل الفاظ و تراکیب کا مفہوم واضح کیجئے۔

راحت، لڑا، سرم، درمادہ، درگاہ، عطا، انتہی

الفاظ و تراکیب	مفہوم
راحت لڑ	خوشی کو دوہلا کرنا۔ خوشی کو زیادہ کرنا، بڑھانا
سرم	آندھی، تیز ہوا، تھوڑا سا ہوا، جھو
درمادہ	کالے سے چمرا ہوا، آگ ہو جانے والا، جدا ہو جانے والا

7۔ اس غزل کا جو شعر آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو، اسے اپنی کاپی پر غزل
عطا لکھیں اور پسندیدگی کی وجہ بھی تحریر کیجئے۔

جواب: مجھے اس غزل کا یہ شعر زیادہ پسند ہے۔

میں درمادہ اس درگاہ عطا کا

گن گار ہوں اک حطا ہو مٹی ہے

یہ شعر مجھے اس لیے پسند ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے اس دنیا میں

واقف کی طرف اشارہ ہے جب وہ جنت سے نکال کر دنیا میں بھیجے گئے تھے۔

Visit www.downloadclassnotes.com for Notes, Old Papers, Home Tutors, Jobs, IT Courses & more.
(Page 14 of 62)

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ فرد و مازلی (حصہ فزون) 489 برائے جماعت دہم

مطلع ہائی

آخر ہو مکے غفلت میں دن جوانی کے
بہار عمر کب ہوئی نزاں نہیں سلوم

مسن مطلع

کما کیا فریب دل کو دے اضطراب میں
ان کی طرف سے آپ کہے خط ابواب میں

مطلع

شوئی نے تم کو ڈال دیا اضطراب میں
کچھ محنت کا لطف نہ دیکھا شباب میں

مطلع ہائی

مر وہ نہ آئیں گے تو اہل آئے گی ضرور
تکسیر لی ہوئی ہے سے اضطراب میں

مسن مطلع

مطلع کی مزید مثالیں

مطلع کے لغوی معنی ہیں کانا چین شاعری کی آئینہ فرد و مازلی میں غزل اور قصیدے
کے آخری شعر کو جس میں شاعر نے اپنا ٹھکانا استعمال کیا ہو، مطلع کہلاتا ہے جیسے

اے دارِ کوئی مجھ سا نہ ہو گا گمراہ گمراہ
ہے معصیت سے میری جہنم عذاب میں

(دار)

آج تک ہے قرار ہے صرّت
کیا وہ اہلوں کا یار میں تھا

(صرّت)

اگر شعر کے آخری مصرعے میں شاعر نے اپنا ٹھکانا استعمال نہ کیا ہو تو وہ مطلع

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ فرل) 470 برائے جماعت دہم

نہیں کہائے گا۔ اسی طرح شاعر اگر اپنا گھس کسی ایسے شعر میں استعمال کرے
ہے جو آخری نہیں ہے تو اسے بھی مطلع نہیں کہیں گے۔ مطلع کے بعد غزل کا
قصیدے کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شاعر ایک مطلع کہنے کے بعد پھر اسی
زمین اور کافہ ردیف میں شعر کہنا چاہتا ہے تو اسے ایک یا مطلع سو کر دوبارہ
غزل کہنا پڑتی ہے۔ شاعر اپنے کمال فن کا مظاہرہ کرنے کے لیے دو غزلے، دو
غزلے بلکہ چار غزلے تک بھی کہتے ہیں۔ لی زمانہ یہ درجوں ختم ہو چکا ہے۔

پیرنگیں

1۔ انگریزوں یا کسی دیگر ذریعے سے حسرت سہانی کی تصویر تلاش کریں۔ تصویر
چارٹ پر لٹائیں اور حسرت کے تین اشعار خوش فہم لکھیں۔

2۔ اب طلبہ حسرت سہانی کی تصویر تلاش کریں۔

حسرت سہانی کے تین شعر بھی دیں ہیں۔

ہے مشقِ فنِ جلدی، بجلی کی شفت بھی

اک طرف تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی

نکاہ دار جسے آٹھ گانے لگے

”اپنی غزلی قسمت پہ کیوں نہ لگے“

۔ اسی کا جلوہ بر جانب میاں ہے

موسمِ حسن ہے صورت کہاں ہے

2۔ ہر طالب علم کو شعر ذہانی یاد کرے۔

جواب مجھے یہ شعر یاد ابھی لگتے ہیں۔

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی

جا پٹ جا لہر سے دویا کی کچھ پروا نہ کر

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آرزو لازمی (حصہ غزل) 471 بجائے جماعت دہم

لاؤں وہ نکلے کہاں سے آشیانے کے ہے
بجلیاں ہے تب ہوں جن کو جلانے کے ہے
یہ دستور زباں بندی ہے کیا تیری مغل میں
یہاں تو بات کرنے کو رستی ہے زباں میری

اساتذہ کرم کے لیے

1- حسرت نے اپنی شاعری کو کئی قسموں مثلاً عاشقانہ دور عاشقانہ وغیرہ میں بانٹا ہے۔ اس کی وضاحت کی جائے

جواب حسرت نے اپنی شاعری کو مختلف جہتوں میں تقسیم کیا ہے۔ حسرت معاملہ بندی کے بہترین شاعر ہیں۔ معاملہ بند اس شاعر کو کہتے ہیں کہ جو معلومات مطلق نظم کرے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ”مومن، جدت کی طرح معاملہ بند ہیں۔“ حسرت نے معاملہ بندی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا ہے۔ لیکن حسرت کی معاملہ بندی مطلق یا کھار سے عہدہ ہے۔ وہ حقیقی انسانی جذبات کی بہترین ترجمانی کرتے ہیں۔ حسرت امید ورجا کے شاعر ہیں۔ وہ محبت میں ہمیشہ پر امید رہتے ہیں۔ وہ مایوس و نامرادی سے نا آگاہ ہیں۔ ان کی بندہ بندی شاعری میں مخصوص نشاط آمیز تازگی اور پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان کے ہیں سرِ بخشاں لم پندی نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ غانی جہاد علی کی یاس و حسرت۔ اسفر کوہِ دی کی پاکیزگی، گھر کی درد لطافت، جگر کی سرمستی اور سرشاری کے اجزاء حسرت نے اس طرح کلام میں سموئے ہیں کہ اس کی نظیر طبعی مشکل ہے۔ اس انفرادیت میں موجود کسی شاعر سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اندولازی (حصہ غزل) 472 برائے جماعت دہم

2- حسرت موہانی کے زمانے کے سیاسی و سماجی حالات طلبہ کو بتائے جائیں اور اس کے پیش منظر میں اس غزل کا مطالعہ کروایا جائے۔

جواب دیکھیے حالات زندگی

3- طلبہ کو حسرت کی سیاسی جدوجہد، رکن پارلیمنٹ ہونے اور قید و بند کے بارے میں بتایا جائے۔

کتاب حسرت کی سیاسی دلچسپی بھی طالب علمی کے زمانے سے شروع ہو چکی تھی۔

1908ء میں حسرت کو سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی وجہ سے قید و محنت کی

مزا بھی ملی اور انگریزی حکومت نے انہیں باقی قرار دیا۔ اس قید و بند کے

مصائب کا جتہ جتہ ذکر بھی حسرت کی غزل میں ملتا ہے۔ ان کا مشہور شعر ہے

۔ ہے مٹل غنم چارہ، بگلی کی مشقت بھی

اک طرف لکھا ہے، حسرت کی طبیعت بھی

وہ پہلے کانگریس اور پھر مسلم لیگ میں باقاعدہ حصہ لینے رہے اور انگریزی

سیاست کے شدید ترین مخالفوں میں شامل تھے

4- حسرت موہانی کی کم از کم دو غزلیں طلبہ کو سنائی جائیں۔

جواب حسرت موہانی کی غزلیں

ہر حال میں رہا جو تیرا آسرا مجھے

ماہیں کر سکا نہ کلام

رہتا ہوں غرق ان کے قصوں میں روز و شب

مستی کا چاٹ گیا ہے کچھ ایسا حرا مجھے

کافی ہے ان کے پائے حیات کا خیال

ہاتھ آئی خوب سوز جگر کی دوا مجھے

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA - E - GHAZAL)

آئینہ اردو لائبریری (حصہ غزل) 473 برائے جماعت دہم

کیا کہتے ہو کہ دل نگاہوں کسی سے دل
تم سا نظر بھی آئے کوئی دھرا مجھے
اس بے نظاں کے طے کی حسرت ہوئی اسید
آپ جتا سے بڑھ کے ہے زہر قہ مجھے
ہے عشق غمی چاہی بھی کی مشقت بھی
نک طرف تماشاً ہے حسرت کی طبیعت بھی
پتھو ہے دھندوں پر ان کا یہ کرم نکمر
سے سائی جاں پرور کہ لطف و عنایت بھی
رکتے ہیں مہم سول پر کیوں تھمب بے تاب
ہاں ہنر منظر کی جب مجھ میں ہو قوت بھی
ہر ہند ہے دل شہدا صمد کمال کا
مخلد دعا لیکن ہے قہر و عبت بھی
ہیں شاد و ملی شاعر یا شوق و وفا حسرت
پھر ضامن بکھر ہیں اقبال گھبراہٹ بھی

ہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (س) سے نشان دہی کریں۔

(الف) راحت لدا ہو گئی ہے

(i) دولت (ii) عزت

(iii) شہرت (iv) مصیبت

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 474 برائے سماعت وسم

- (ب) شاعر کے بقول رہنما ہو گئی ہے
- (i) راستے کی شکل (ii) آرزو
(iii) بحر (iv) خوشبو
- (ج) دو مصرعہ بیاہ جاتی ہے
- (i) صبح کے وقت (ii) شام کے وقت
(iii) دیارِ وفا میں (iv) خوشی کے لمحات میں
- (د) شاعر کے مطابق وہ دربارہ ہے
- (i) پارک گاہ عطا کا (ii) دہلی کا
(iii) مائتھیل کا (iv) اتر پردیش کا
- (و) غزل کا آخری مصرع جس میں شاعر اپنا نقشِ استہلال کرتے کہتا ہے
- (i) کھنڈ (ii) ردیف
(iii) مطلع (iv) منقطع
- (ز) شاعر کے مطابق اب سڑکی انتہائی بھولنے کی کیوں کر
- (i) گاڑی ابھی مل گئی ہے (ii) سڑکی ابتدا ہو گئی ہے
(iii) ہم سڑک پہنچے ہیں (iv) سڑک ہم پہنچا ہے

سُر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	سُر	جواب
(الف)	(iv)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(i)
(ا)	(iv)	(و)	(ii)				

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اوردو لازمی (حصہ غزل) 475 برائے جماعت دہم

جگر مراد آبادی

(1890ء تا 1958ء)

آدمی آدمی سے ملتا ہے

نذر کی مقاصد

- ⑤ غزل کے محسن سے طلبہ کو عارف لہذا۔
- ⑤ طلبہ میں شعر کو سمجھنے کا شعور پیدا کرنا۔
- ⑤ طلبہ کو سہل معنی سے آگاہ کرتے ہوئے اس کی مزید مثالیں بتانا۔
- ⑤ طلبہ کو جگر مراد آبادی کی شاعری کے اسلوب سے واقفیت کروانا۔
- ⑤ طلبہ کو جگر مراد آبادی کے حالات زندگی سے آگاہ کرنا۔
- ⑤ ردیف اور قافیے کے مابین فرق کو واضح کرنا۔

شاعر کے حالات زندگی

علی سکندر نام، جگر تھیں تھا۔ 1890ء میں مرہٹاؤ میں پیدا ہوئے۔ بن کا خاندان، شاہان مظفر کے دربار میں آرٹ درس پڑھتا تھا۔ جگر کے والد مولوی علی نذر بھی صاحب دیوان شاعر تھے اور خواجہ وزیر لکھنؤی کے شاگرد تھے۔ جگر کے والد بھی غزل کو شاعر تھے۔ اس طرح جگر ایک طرح سے پیدا ہوئے شاعر تھے۔ شاعری میں انفر کوئی بھی شاعر نہ تھے۔ یہ وہ دور تھا، جب ملک میں مرزا داغ دہلوی کی عاشقانہ غزلوں کی دھوم مچا ہوئی تھی۔ جگر کا مزاج بھی عاشقانہ تھا۔ انہوں نے ہوش سنبھالتے ہی غزل کی صورت میں قافیہ پیمانی شروع کر دی۔

جگر کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ مرنے والے باپ کی ذمہ داری کے تحت ملا تھا۔ ابتدا میں اپنے والد سے اصلاح لی۔ بعد میں داغ دہلوی اور نسیم لکھنؤی کو کلام

دیکھانے لے۔

۴۔ شکل الفاظ کے معانی

معانی	لفظ	معانی	الفاظ
بقیہ	ہی	علم	سم
رہا	سلسلہ	سادہ دلی	سادگی
قیمت و مانعہ	قیمت و قیمت	راز قدہ و پادہ	فروش قافسی

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لاری (حصہ غزل) 477 پرانے محنت و ہم

بے غری	ہوش میں نہ رہتا لیکن	مساچی	مسا پہ ہوتا، قریب رہتا
نوٹ کر	منقطع ہو کر، الگ ہو کر	سنورتا	دور رہتا، لچک رہتا

اشعار کی تشریح

آوی آوی سے دل ہے
دل مگر کسی سے دل نہیں ہے

علیحدت

آوی انہیں

مفہوم

آوی تو آوی سے ملتا ہے مگر کسی سے دل نہیں ہے۔

تشریح

جگر مراد آبادی کی یہ سادہ گل غزل ماحظہ اندر وسیع معنی سمجھنے والی ہے۔ اس شعر میں پھولے سے شعر میں انہوں نے کشائی قلبیات کو بیان کیا ہے۔ اس شعر میں وہ دنیا کی خود غرضی کا کر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم بظاہر تو ایک دوسرے سے عداوت رکھتے ہیں لیکن دل سے کسی کے ساتھ ملا نہیں چاہتے۔ ہمارے دل میں کینہ بھرا ہوا ہے۔ یہاں جگر لوگوں کے قول و فعل میں تضاد کو بیان کر رہے ہیں۔ ہم ہاتھ سے ہاتھ تو ملا لیتے ہیں مگر ہمارے دل دھڑکنے کے دل سے نہیں ملتے ہیں۔ بقول شاعر

۔ یہ چمن عام ہے اس دور کے انہوں کا

ماصلے دل میں رکھے اور ہنسی کیر ہوئے

یعنی اگر ہمارا کوئی دوست ہم سے ملنے آ جائے تو ہم بظاہر اس کی بہت آؤ بھگت

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لائبریری (حصہ اول) 478 ہائے جماعت دہم

کرتے ہیں لیکن دس میں بھی سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کاش یہ جلدی ہی یہاں
سے ہٹا جائے تاکہ ہم اپنے دوسرے کام دیکھیں۔ انسانوں میں سے خلوص قسم
ہوتا جا رہا ہے اور اس کی جگہ اب ظاہر داری نے لے لی ہے۔
شعر نمبر 2 بھول جاتا ہوں میں ستم اس کے
وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

علی ملت

ستم ظلم۔ سادگی۔ سادہ دلی

مطبوعہ

میں اس کے ستم بھول جاتا ہوں جب وہ سادہ دلی سے ملتا ہے۔

تشریح

اس شعر میں شاعر اپنے محبوبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرا محبوب مجھ
پر بہت ظلم و ستم کرتا ہے۔ محبوب کی طرف سے سب سے زیادہ ستم اس کا نہ ملنا
ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں تمہاری جھڑپوں میں یہ ذلیل لایا ہوں کہ جب
میری ملاقات اپنے محبوب سے ہوگی تو سب سے پہلے میں اس کی بے رخی کا ٹکڑہ
کروں گا۔ اس کے بعد اس کی ہدائی میں گزارے ہوئے ہیں اس کے گوش گزار
کروں گا۔ اس کی ہدائی میں میرا جو حال ہوا ہے اس کے پتہ میں بتاؤں گا۔
ہدائی میں شاعر کو محبوب کی طرف سے کیا گیا ہر ظلم و ستم یاد آگیا ہے مگر جب اس
کی ملاقات اپنے محبوب سے ہوتی ہے تو وہ ساری باتیں بھول جاتا ہے۔ کچھ
کو سامنے پا کر ہر ظلم و ستم ذہن سے محو ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر
سوائے اس کے کہنے کی ہیں مگر اُس کے دور
اک چپ نیچے نظر گویا ہیں شرمائے ہوئے

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اُردو غازی (حصہ غزل) 479 برائے جماعت دہم

ای مضمون کا ساغر صدیقی نے کچھ اس طرح باندا ہے۔
ہے آدابِ بہت کے قحطے ساغر
لب لے اور شکایت نے دم توڑ دیا
شعر نمبر 3 آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا
رنگ ، تیری ہنسی سے لگا ہے

رنگ دروپ، گل و صورت

طبیع

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا رنگ دروپ تیری ہنسی جیسا ہے۔

تشریح

یہ تشبیہ کا شعر ہے۔ شاعر پھولوں کے گلنے کو محبوب کی ہنسی سے تشبیہ دیتے ہوئے
کہتا ہے کہ زندگی میں بہلا آگئی ہے ہر طرف پھول ہی پھول کھلے ہیں اور
ان پھولوں کا رنگ دروپ میرے محبوب کی ہنسی جیسا ہے۔ جب میرا محبوب کسی
بات پر خوش ہوتا ہے تو اس کے ہونٹوں پر ہنسی آ جاتی ہے۔ مجھے یہ ہنسی بہت
بھاتی ہے۔ بارش میں آج ایسا کیا بات ہے کہ پھولوں کا رنگ دروپ گھر کا
ہے۔ مجھے یوں مسکون ہو رہا ہے جیسے پر پھول نہ کھلے ہوں بلکہ میرا محبوب مسکرا
ہو کیوں کہ پھولوں کا گلنا میرے محبوب کی ہنسی جیسا ہے۔

شعر نمبر 4 سلسلہ ، نکتہ قیامت
تیری خوش فاقی سے فاقی ہے

عملی نکتہ

سلسلہ ربط۔ نکتہ قیامت قیامت کا ساتھ۔ خوش فاقی دراز قد ہونا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 480 برائے جماعت دہم

مفہوم

قیامت کے سانچے کا سلسلہ تیرے لیے قد سے بنا ہے۔

تشریح

شاعر اپنے محبوب سے غائب ہو کر کہتا ہے کہ تیری خوش قسمتی میرے دل پر
غائب و حاضری ہے۔ مختلف شعرا نے اپنے محبوب کے مختلف اجزائے جسمانی کی
تہنیت میں شعر لکھے ہیں۔ کسی نے اپنے محبوب کے ہونٹوں کی تہنیت کی ہے
کسی نے اپنے بوب کی رگوں پر غور ہے کسی نے اپنے محبوب کی آنکھوں کی
تہنیت میں زمین آسمان کے قفا پہ ملانے ہیں تو کوئی اپنے محبوب کے دانتوں
کو مٹاتی ہے۔ خواجہ میر تقی میر کہتے ہیں۔

میتھ دھب دندان یار
ہم ہاں سوتی پروا کیا
میر تقی میر یوں کہتے ہیں۔

ہاں کی کیا کہی
بھڑکی اک گلاب کی سی ہے
اے فرات اپنے محبوب کی آنکھوں کی تہنیت۔ ان کا غلط بھی کرتے ہیں۔
ہاں کی آنکھوں کو بھی غور سے دیکھا ہے قہار

سوئے دانتوں کی طرح جانے دانتوں بھی
اس طرح جگر مراد آبادی اپنے محبوب کی خوش قسمتی کی تہنیت کرتے ہوئے
کہتے ہیں کہ میرے محبوب کا دراز قد میرے دل پر قیامت ڈھاتا ہے۔ مجھے
اپنے محبوب کا خوش قسمت ہونا بہت بھاتا ہے۔ سے دیکھ کر میرا دل اٹھ
پھٹل ہو جاتا ہے۔ جب میں اپنے محبوب کو دیکھتا ہوں تو میرا اپنے دل پر قابو
نہیں رہتا۔ اس پر ایک قیامت سی گزر جاتی ہے۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 481 برائے جماعت دہم

شعر نمبر 5 مل کے بھی جو بھی نہیں ملتا
نوٹ کر دل ، اسی سے ملتا ہے

حل لغت

ملتا پھیر ہوتا۔ نوٹ کر مایوس ہو کر، شہد سے، سداہل منتظر رہ کے

مفہوم

جول کے بھی کبھی نہیں ملتا، اسی سے دل نوٹ کر ملتا ہے۔

تفسیر

یہ معرفت کا شعر ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہر طرف ہے۔ جس چیز کو بھی دیکھیں اس میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نمایاں ہوتا ہے۔ دودھے دڑے دڑے میں
نہاں ہے پھر بھی وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ بقول شاعر

- اپنی چھان کی خاطر ہے بنا سب کو
سب کی نظروں سے مگر خود کو چھپا رکھا ہے

انسان دنیا میں آ کر بے شمار کام کرتا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں سے بہت سی
امیدیں وابستہ کر لیتا ہے لیکن بسا اوقات اس کی یہ امیدیں پوری نہیں ہوتیں۔
ایسے میں وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر مایوسی کے اس عالم میں وہ اللہ
تعالیٰ سے ٹوٹتا لیتا ہے۔ یہ شعر اہل تسبیح کی عمدہ مثال ہے۔ شاعر نے "نوٹ
کر" کو دہرے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ نوٹ کر ملنا محاورہ ہے جس کا
مطلب ہے کسی ایک سے قطع تعلق کر کے کسی دوسرے سے جاملنا۔ مثلاً جب
انسان کا تعلق اس دُنیا سے نوٹ جاتا ہے اور وہ اس دنیا سے قطع تعلق کر لیتا ہے
تو پھر وہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ نوٹ کر ملنا کا ایک اور مطلب ہے "تلاش
کوشش سے ملنا۔" اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ انسان اس دنیا میں آ کر اس کی
دیکھنوں میں کھو جاتا ہے۔ وہ اپنا دنیا میں آنے کا مقصد بھول جاتا ہے۔ جب

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو مارچی (حصہ غزل) 482 برائے محامد دم

اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال آتا ہے تو وہ بڑی شدت اور گرم جوشی سے
اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

شعر نمبر 6 کاروبار جہاں سنورتے ہیں
وہ جب ہے خودی سے مبرا ہے

مل لفت

کاروبار جہاں دنیا کے کام۔ سنورتا جہاں مناسب ہوتا۔ بے خودی اپنے آپ
میں نہ رہتا یہاں مراد ہے جذبہ عمل پیدا ہوتا

مطہ

جیسا کہ کام اس وقت سنورتے ہیں جب انسان میں کام کرے کا جذبہ پیدا
ہوتا ہے۔

تشریح

انسان دنیا میں آکر مختلف قسم کے کام سرانجام دیتا ہے۔ کچھ کام تو پایہ تکمیل تک
پہنچ جاتے ہیں اور کچھ کام لامصلحہ رہ جاتے ہیں۔ جو کام مکمل نہیں ہوتے ان
کے پیچھے جذبہ کا فقدان ہوتا ہے۔ اگرچہ فضاں ہوش و حواس سے کام لے کر
ہی کسی کام کی منصوبہ بندی کرتا ہے مگر جب تک انسان میں جذبہ عمل نہ ہو کام
پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کے کاموں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے
بخش و فروش کے ساتھ ساتھ جذبہ عمل ہے ضروری ہے۔ عمل کے بغیر کوئی
بھی کام مکمل نہیں ہوتا۔ جنوں شاعر

جنہیں ہتھوئے سکوں رہی انہیں ساطلوں نے ڈبو دیا
انہیں کوئی بھی سوچ۔ چھوٹی جو تڑپ کے پار تر گئے
انسانی زندگی کا دارومدار ہی جذبہ عمل پر ہے۔ جو لوگ جذبہ کر منصوبہ بندی
کرتے ہیں لیکن عملی طور پر سفر ہوتے ہیں وہ زندگی کے کسی میدان میں بھی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ غزل) 483 برائے جماعت دہم

کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

۔ دُکے جو لوگ تو اک آپ کو بھی دریا قس
آزے تو سمندر بھی تا کر لکے
شعر نمبر 7 روح کو بھی حرا محبت کا
دل کی ہمسائی سے ملتا ہے

مل لفت

۔ حرا لطف۔ محبت الفت۔ ہمسائی۔ پردوس، پاس کا مکان
ملیہ

روح کو بھی محبت کا حرا دل کے قریب رہنے سے ملتا ہے۔

تشریح

انسان کی اصل دو طرح سے ہے۔ ایک اس کا جسم کلیف اور دوسرا جسم لطیف۔
جسم کلیف سے مراد انسان کا مادی جسم ہے جسے فنا ہو جاتا ہے۔ اس میں انسان
کے اعضاء جسمانی شامل ہیں۔ جسم لطیف سے مراد انسان کی روح ہے۔
روح اور جسم کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ روح کے بغیر جسم بے کار
ہے اور جسم کے بغیر روح کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہذا دل مختلف قسم کے
خیالات کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ اس میں اچھے اور برے ہر طرح کے خیالات
پرورش پاتے ہیں لیکن روح ایک پاکیزہ جہ ہے کا نام ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر
دل میں اچھے خیالات ہوں تو انسانی روح خوش رہتی ہے۔ پھر اسے دل
قریب رہنے میں حرا ملتا ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کی ہو تو روح مطمئن رہتی ہے۔
اور شاداب رہتی ہے۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 484 برائے جماعت دہم

حل مشقی سوالات

1- متوجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے:
(الف) اس غزل کے مطلع کی نشان دہی کیجیے اور اپنی کاپی میں اسے الگ لکھیے۔
جواب اس غزل کا مطلع درج ذیل ہے۔

آؤں آؤں سے آؤں سے
مگر کم کسی سے آؤں سے

(ب) پھولوں کا رنگ بھی سے لے کا مضمون واضح کیجیے۔
جواب دیکھیے تشریح شعر نمبر 3

(ج) ہوش اور بے خودی کے لے سے دنیا کے کام ہمارے کیسے سنہرتے ہیں؟
جواب انسان جب ہوش و حواس میں رہ کر اپنے اندر جذبہ عمل پیدا کرتا ہے تو دنیا کے کام کاج سنہرتے لگتے ہیں۔ جذبہ عمل ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

(د) مطلع میں کس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟
جواب مطلع میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ آج کے دور کا انسان خود غرض ہو گیا ہے۔ وہ بناوٹ کا لہوہ لوز سے ہونے ہے۔ وہ بظاہر تو لوگوں سے ملتا ہے لیکن دل سے نہیں ملتا۔

(و) چانچہ یہ شعر میں ل کر نہ لے سے کیا مراد ہے؟
جواب اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔ ہم ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے بلا جواز ہم بادی طور پر اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے، صرف اس کے مظاہر سے اسے محسوس کر سکتے ہیں۔

2- متوجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تکرار و تائید واضح ہو جائے:

آؤں، دل، شمع، بھی، قیامت، ہوش، روح، مسابھی

الفاظ	تکرار/تائید	جملوں میں استعمال
آؤں	ذکر	میں چہ گلہ کر پڑا آؤں ہوں گا۔

com

www.iftikhar.com

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ لادنی (حصہ اول) 485 برائے جماعت دہم

دل	ذکر	خبر کو سامے آنے کر میرا دل دھک سے رہ گیا۔
حم	ذکر	محبوب کا ہر دم گوارا ہوتا ہے۔
ہنسی	مؤنث	بچوں کے ہونٹوں پر ہنسی بہت اچھی لگتی ہے۔
قیامت	مؤنث	اس گری نے تو قیامت برپا کر دی ہے۔
ہوش	ذکر	مریض کو کافی دیر ہوش نہ آیا۔
روح	مؤنث	ہنرے کی روح گیس صبری سے پرہیز کر رہی تھی۔
مساکی	مؤنث	اچھی مساکلی دنیا میں جنت ہے۔

3- محبوب دلی شہر کی شہر خ کیجیے۔

ل کے بھی جو کس نہیں
ٹوٹ کر دل اسی سے ہے

جواب دیکھیے شہر خ

4- جگر مراد آبادی کی منزل کا متون دہن میں نہ کہ کدو سے چلب پر تھکن (س) کا نمونہ

(الف) محبوب کے سانگے سے ملنے کا پر کیا ہوا ہے؟

(i) خوشی سے پھولا نہیں جاتا (ii) محبوب کے ستم بھول جاتا ہے

(iii) شہر خ بھلا جاتا ہے (iv) شہر خ بھول جاتا ہے

(ب)

بھولوں کا رنگ محبوب کی گیس ہاتھ سے ہے

(i) گیس سے (ii) شہر خ سے

(iii) تازگی اور نزاکت سے (iv) خوش ہوئی سے

(ج)

کتنے قیامت کا سلسلہ کس سے ہے؟

(i) محبوب کی خوش فاشی سے (ii) خوش آوازی سے

(iii) انگریزوں سے (iv) مظل آوازی سے

(د)

دل ٹوٹ کر کس سے جاتا ہے؟

(i) کج داس سے (ii) دلہا سے

(iii) خوش داس سے (iv) دل کر بھی جو نہیں

(ه)

بے خودی سے ہوش آنے پر کیا ہوا ہے؟

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لاری (حصہ غزل) 486 برائے جماعت دہم

(i) افسوس (ii) کاروبار جہاں سفور پاتے ہیں							
(iii) بے خودی کو جی چاہتا ہے (iv) اداسی بڑھ جاتی ہے							
(v) روح کو محبت کا مزہ کب ملتا ہے؟							
(i) دل کی مساکینی میں (ii) ہجر و فراق میں							
(iii) وسال میں (iv) تنہائی اور یک سولی میں							
(الف)	(ب)	(ج)	(د)	(i)	(ii)	(iii)	(iv)
(v)	(ii)	(i)	(ب)	(ج)	(د)	(i)	(iv)

- 5- قریب میں رہے مگر غزل میں حسرت محبت کا اظہار کر کے نئی کہنے کیجیے۔
(الف) دلی تکریم کسی سے ملتا ہے (محبت، دل، آدمی)
(ب) دوسرے شعر میں "تو" سے مراد محبوب ہے۔ (محبت، آدمی، دوست)
(ج) کاروبار جہاں سفور پاتے ہیں (محبت، جہاں، دنیا)
(د) ساقیاں شعر غزل کا آخری شعر ہے۔ (مطلع، مطلع، آخری شعر)

6- اس غزل میں مدح اور توفیق کی نشان دہی کیجیے۔

جواب: اس غزل کی ردیف "سے ملتا ہے" ہے۔

اس غزل کے قوافی درج ذیل ہیں۔

آدمی، کسی، سادگی، ہمتی، کامیابی، اسی بے خودی، مساکینی

سرگرمیاں

1- بھر کی یہ غزل لڑھائی یاد کریں اور اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: بچے اس غزل کو لڑھائی یاد کریں اور کاپی پر لکھ کر اپنے استاد صاحب کو دکھائیں۔

2- جماعت کے کمرے میں دوست گھٹ کے ساتھ اس غزل کی بلندی پڑھائی کی جائے۔

جواب: جماعت میں اگر کوئی خوش الحان بچہ ہو تو وہ بھر کی یہ غزل بلند آواز میں خوش

الحانی سے پڑھے اور باقی بچے خاموشی سے سہیں۔

3- بھر مراد آبادی کے حالات زندگی اپنے استاد سے پوچھ کر کاپی پر نوٹ کریں۔

جواب: ایسے حالات، زندگی

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئندہ لازم (حصہ غزل) 487 برائے محبت دہم

اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ کو جگر کی کوئی اور غزل لکھوائی جائے اور پھر ان سے پڑھا کر سنی جائے۔
جواب جگر مراد آبادی کی غزل

کثرت میں بھی وحدت کا لاش نظر آیا
جس رنگ میں دیکھا تجھے بہن نظر آیا
جب اس رخ پر نور کا جلوہ نظر آیا
کعبہ نظر آئی نہ کیا نظر آیا
یہ صحنہ یہ شوق، یہ کرشمہ، یہ ادائیں
دنیا نظر آئی مجھے تو کیا نظر آیا
قربان تیری شہنشاہت کے دل و جان
جب آنکھ کھلی، قمر ہی دریا نظر آیا
جب دیکھ نہ سکتے تھے تو دریا بھی قمر
اس کم تھپی پر مجھے کیا کیا نظر آیا
آنکھوں نے دکھا دی جو زے غم کی حقیقت
حالم مجھے سہارا نہ دلا نظر آیا
ہر جلوے کو دیکھا زے جلووں سے منور
ہر بزم میں تو ابھی آتا نظر آیا
2- جگر کے حالات زندگی طلبہ پر واضح کیجیے
جواب دیکھیے حالات زندگی

3- سہل مشفق کی وضاحت کرتے ہوئے میر تقی میر کی کوئی غزل اور موتی کی
غزل "تم میرے پاس ہوتے ہو گویا" طلبہ کو سنائی جائے۔
جواب ایسا آسان شعر کہ اس سے زیادہ آسان شعر کہنا ممکن نہ ہو، سہل مشفق کہتا
ہے۔ عام طور پر ایسے شعراء دستوں میں ہوتے ہیں۔
میر تقی میر کی غزل

جو اس شعر سے میر روتا رہے گا

تو ہمایہ کا ہے کہ ہے گے گا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آورو لازمی (حصہ غزل) 488 برائے جماعت دہم

میں وہ روئے والہ جہاں سے چلا ہوں
جسے کہ ہر سال روتا رہے گا
مجھے کام روئے سے اکثر ہے تاج
تو کب تک مرے سو کو دیتا ہے گا
بس اے گریہ آنکھیں ترے کیا نہیں ہیں
کہاں تک جہاں کو دیتا رہے گا
بس اے تیرے مڑگاں سے پوچھ آنسوؤں کو
تو کب تک یہ موتی پودتا رہے گا
سو میں ناں موتی کی فزون
اگر تیرے کو دورا نہیں ہوتا
دغ راحت فزا نہیں ہوتا
بے وفا کہنے کی شکایت ہے
تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا
ذکر اظہار سے ہوا معلوم
خوف تاج نہ نہیں ہوتا
تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
دشمن دنیا میں کیا نہیں ہوتا
تم مرے پاس ہوئے ہو گوی
جب کوئی دورا نہیں ہوتا
حال دل پار کو نکھوں کیوں کر
ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا
دشمن اس کا جو ہے دراز تو ہو
دشمن عاشق رہا نہیں ہوتا
چارہ دل سوئے مہر نہیں
سو تمھارے پاس نہیں ہوتا

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئیکہ اُردو لاری (حصہ غزل) 489 برائے محاسن دہم

کیوں نے مرضِ سحر اے موتی
منم آخرِ خدا نہیں
غزل اور نظم کا فرق بتایا جائے۔

نظم اور غزل میں فرق

غزل بنیادی طور پر تو نظم ہی ہے البتہ معروف معنوں میں نظم کے اشعار مرکزی خیال کے مطابق ایک ترتیب میں ہوتے ہیں جب کہ غزل کا ہر شعر الگ الگ ہوتا ہے۔ غزل کے ہر شعر کا الگ مفہوم ہو سکتا ہے، جو سوز و گداز غزل کا لازمہ ہے وہ نظم کا نہیں ہے اور جو ظکوہ و فطرتی نظم میں ممکن ہے وہ غزل میں نہیں۔ نظم کے لیے ایک عنوان ضروری ہے جب کہ غزل کا کوئی عنوان نہیں ہوتا۔ غزل کا ہر شعر اپنی الگ معنی رکھتا ہے جب کہ نظم ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتی رہتی ہے۔

طلبہ کو ابھی غزل کی طرحیاں پڑھ کر سمجھائی

ابھی غزل کی خوبیاں

غزل کے لغوی معنی ہیں عشق و محبت کی باتیں کرنا یا عورتوں سے باتیں کرنا، ظنار کے وقت ہرن کے منہ سے جو فریاد نکلتی ہے اس کو بھی غزل کہتے ہیں۔ مولانا حاتم لکھتے ہیں کہ محبت کا درد بہت وسیع ہے۔ انسان کو انسان سے اپنے ملک اور قوم سے اور سب سے بڑھ کر خدا سے محبت ہو سکتی ہے۔ اس لیے اسے صرف عورت کی بات تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔

غزل کے اشعار بظاہر تو اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مگر اس میں اس سے حقیقی معنی سراہ لیے جاتے ہیں۔ ابھی غزل وہ ہوتی ہے جس سے الفاظ عام فہم ہوں اور اس میں عشقِ حقیقی کا ذکر ہو۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 490 برائے محامات دہم

اہم معروضی سوالات

سچی کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں۔
(الف) سچی دہم ہے

- (i) رشتے داروں سے (ii) دوستوں سے
(iii) اپنے بزرگوں سے (iv) دوسرے آدمیوں سے
(ب) شاعر اپنے محبوب کے ستم بھول جاتا ہے جب وہ دہم ہے
(i) روزانہ (ii) سادگی سے
(iii) دیر کے بعد (iv) لپٹا کر
(ج) بقول شاعر آج پہلوں کا رنگ دہم ہے
(i) محبوب کی آنکھوں سے (ii) محبوب کے ہونٹوں سے
(iii) محبوب کی غمی سے (iv) محبوب کے پیر سے
(د) محبوب کی خوش فاشی کا سلسلہ دہم ہے
(i) سرو کے درخت سے (ii) قیاس سے
(iii) پرانوں سے (iv) فرد سے
(ه) نوے کر دل اسی سے دہم ہے جو
(i) روزانہ لے (ii) بھی بھلا لے
(iii) دل کے بھی نہیں دہم (iv) دہم رہتا ہے
(و) ہوش کے بے پردی میں ملنے سے کام سورتے ہیں
(i) برسوں کے اگلے ہوئے (ii) دنیا کے
(iii) غیروں کے (iv) انہوں کے

(الف)	(iv)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(ii)
(ا)	(iii)	(و)	(ii)				

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 491 برائے جماعت دہم
فراق گورکھ پوری
(1896ء، 1982ء)

سر میں سودا بھی نہیں دل میں تمنا بھی نہیں

تدریسی مقاصد

www.office.com.pk

- ◎ طلبہ کو فراق گورکھ پوری کی شاعری کی خوبیوں سے آگاہ کرنا۔
- ◎ اردو غزل کے اصناف کے بارے میں طلبہ کو بتانا۔
- ◎ طلبہ کو غزل کے 120 سے روٹناس کروانا۔
- ◎ طلبہ کو فراق گورکھ پوری کے حالات زندگی سے واقفیت کروانا۔

شاعر کے حالات زندگی

فراق گورکھ پوری کا اصل نام دھوئی سہائے تھا لیکن وہ ادبی دنیا میں فراق گورکھ پوری کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے والد کا نام گورکھ پرشاد تھا۔ وہ بھی ایک نامیاد شاعر تھے۔ ان کا تعلق عہد تھا۔ شاعری کا ذوق فراق گورکھ پوری سے عاتق تھا۔ ابتدائی تعلیم گورکھ پوری سے حاصل کی۔ تعلیم کے دوران میں ہی صرف اٹھارہ سال کی عمر میں ان کی شادی کشوری دہوی سے ہوئی۔ شادی کے ایک سال بعد یعنی 1915ء میں فراق گورکھ پوری نے ایم بی بیٹھ کا بج لا قہار سے ایف۔ اے کا امتحان اول پانچویں میں پاس کیا۔ تین سال بعد انھوں نے بی۔ اے کا امتحان اول آبادیہ یونیورسٹی سے پاس کیا۔ ایک سال بعد ان کی تعلیمی طور پر پانی پور گئے۔ پڑھنے لکھنے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ دس سال بعد 1930ء میں انھوں نے بی اے میں طور امیدوار کے طور پر آغا محمد یونیورسٹی سے ایم۔ اے انگریزی کا امتحان دیا اور اول پوزیشن حاصل کی۔ ز۔ ز۔ ز۔ ال آبادیہ یونیورسٹی کے انگریزی شعبے میں لیکچرار مقرر ہوئے۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اُردو لازمی (حصہ غزل) 482 برائے جماعت دہم

فراق گورکھ پوری نے اُردو ادب میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تنقید میں
رومانوی تنقید کی ابتدا فراق گورکھ پوری سے ہوئی۔ ان کی ادبی خدمات کے سلسلے میں
انہیں بہت سے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا
تصانیف: فراق گورکھ پوری کی تصانیف میں ”روح کا نکات“، ”اندازے“ اور ”شعل
ساز“ شامل ہیں۔

تعارف: فراق گورکھ پوری 3 مارچ 1982ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے اپنے عقیدے کے
مطابق ان کے بھائی پر فیئر ایسے ماں سگہ بنے ان کی چٹا کو آگ لگائی۔

شکل 1: فراق گورکھ پوری کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سودا	عشق، محبت	تینا	آرہ و خواہش
نرک محبت	محبت کا دردناک مقام	بھروسا	اعتماد، یقین
مدت	عمر	بھروسے	بھروسے
دیوانہ عشق	عشق کا سودا	منزل	منزل
خفگی	لاپرواہی	نرا	زیادہ
خاطر بیمار کلیا	میر سے دکھ بھیلنے والے کے لیے تسلی	فصل خزاں	خاک و پتھر کا زمانہ
حسن	خوب صورتی	چمن آرا	ایسا کہ جاناں
دش	بدتمیز	کچ زخمیں	ایلی بانہاں
دوست	پھیلاؤ	میرا	قیہ خانے کا کونا
		رنگستان	رنگستان

آئیکہ آرزو نازی (حصہ اول) 483 برائے نجات دہم

اشعار کی تشریح

شعر نمبر ۱
سر میں سودا بھی نہیں ، دل میں فنا بھی نہیں
لیکن اس ترکہ محبت کا بھروسہ بھی نہیں

علی لغت

سودا حقیقی، جنوں۔ فنا آرزو، خیال۔ ترک کرنا چھوڑ دینا، منہ موڑ لینا۔
بھروسہ، اعتبار، یقین

علامہ اہن میں کوئی جنوں بھی نہیں اور دل میں کوئی آرزو بھی نہیں لیکن اس محبت کو
چھوڑ دینے کا کوئی اعتبار بھی نہیں ہے۔

تشریح فراق گورکھ پوری نے یہ نزل متضاد کیفیات میں لکھی ہے۔ وہ خود ہی ایک بات
کرتے ہیں ہمدردی میں خود ہی اس بات کی نفی کر دیتے ہیں۔ فراق کہتے ہیں
کہ اب میرے سر میں حقیق کا جنوں نہیں رہا۔ میں نے اپنے محبوب کی یاد کو
اپنے ذہن سے نال دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی اپنے محبوب
کی یاد سے نال کر لیا ہے۔ اب میرے دل میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں
ہے۔ مجھے اب اپنے محبوب سے ملنے کی کوئی فنا نہیں ہے۔ میں نے اپنے آپ
کو اس کی یاد سے آزاد کر لیا ہے، لیکن میری اس بات پر احماد اور بھروسہ نہیں
کیا جاسکتا کہ میں واقعی ایسا ہو گیا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کل میں پھر اس کی یاد
میں بے چین ہو جاؤں۔ اصل میں فراق کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان
دنیا کی دیکھنوں میں کم کر اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ جب اس کی آنکھیں بند
ہو جاتی ہیں۔ جب وہ جوں ہوتا ہے تو جوشِ جوانی میں سب کو بھول جاتا ہے۔
یہاں تک کہ بعض اوقات وہ خدا کو بھی بھول جاتا ہے مگر ایک نہ ایک
دن اسے اس بات کی کچھ آ جاتی ہے کہ فلان خدائی ہی سب کچھ ہے تو وہ دوبارہ

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ ناول) 404
برائے جماعت دہم

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔
میں تجھے بھول گیا ہوں تیری سداہ دلی
کوئی طائر بھی بھلا بھولا ہے نہیں اپنا
شعر نمبر 2: ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں
حل لغت

مدت عرصہ۔ یاد آنا دل میں خیال آنا۔ بھول جانا خیال میں نہ رہنا
مفہوم: ایک عرصے سے ہمیں تیری یاد بھی نہیں آئی اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم قصی
بھول گئے ہوں۔

تشریح: یہ شعر اپنے اندر حقیقی معنی سونے ہوئے ہے شاعر کہتا ہے کہ بہت عرصے سے
میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں آئی یعنی ہم نے اس کے بتائے ہوئے احکامات پر
عمل نہیں کیا۔ اپنے ہی کاموں میں لگے رہے اور عبادت سے دور رہے۔
کاروبار جہاں ہی سوارے رہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے گئے
مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو بالکل ہی بھول چکے ہیں۔ ہمیں
جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے ہم اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
بھول شاعر

نہیں آئی تو یاد اس کی مہینوں تک نہیں لگتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں
یوں تو ہنگامے اٹھاتے نہیں دیوانہ عشق
شعر نمبر 3: مگر اسے دوستہ ایسوں کا ہنکھانا بھی نہیں
حل لغت

ہنگامہ اٹھانا جھکنا شروع کرنا۔ دیوانہ عشق عشق میں پاکی ہو جانے والا۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آردو لازمی (حصہ نزل) 495 برائے محافت وسم

نکاح: منزل اقبال، بھروسا

مفہوم: ویسے تو عشق کے دیوانے لوگ جھڑا نہیں کرتے مگر ایسے لوگوں کا بچہ بھروسا بھی نہیں۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ جو لوگ کسی کے عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ اپنے حال میں سست ہو جاتے ہیں۔ انہیں دنیا داری کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ وہ دنیا داری کے کسی کام میں حصہ نہیں لیتے۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی دنیا میں دوسرا بھی ہے جس کی ایسے لوگوں کا بچہ احتیاج بھی نہیں ہوتا کہ وہ کب بنگے سے پر آلودہ ہو جائیں اور ان کی حاسوٹی کسی طوفان کا پیش خیر بن جائے۔ ایسا عام طہر پر ہر وقت ہوتا ہے جب انہیں اپنے عشق میں ناکامی ہو۔

شعر نمبر: آج خلعت بھی ہے ان آنکھوں میں پہلے سے سوا
آج ہی خاطر بیمار ٹھیکہ بھی نہیں

حل لغت

خلعت: لاپرواہی۔ سوا: زیادہ۔ خاطر: بیمار۔ بیمار: پریشان دل۔ ٹھیکہ: برقرار۔ حل: مزاج

مفہوم: آج ان کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ لاپرواہی ہے اور آج ہی بیمار دل کو صبر نہیں ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ آج میرے محبوب کی آنکھوں میں میرے لیے بے رخی پہلے سے بڑھ کر ہے۔ پہلے بھی میرا محبوب مجھ پر نظر انداز نہیں کرتا تھا مگر آج تو اس کی بے رخی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ آج تو میرا محبوب کچھ زیادہ ہی مجھ سے دکھائی دیتا ہے اور اس پر یہ مصیبت ہے کہ آج میرا دل بھی کچھ زیادہ ہی پریشان ہے۔ آج میرے دل سے بھی صبر نہیں ہو رہا ہے۔ اس کو کسی کر دت

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ آردو لازی (حصہ اول) 495 برائے جماعت دہم

سکون ہی نہیں آ رہا۔ میرا دل محبوب کی بے رخی پر صبر کرنے کا عادی ہو چکا تھا
مگر آج تو محبوب بھی بے رخی برتتے ہیں بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ چاہے تو یہ
تھا کہ میرا دل اس بات پر صبر کرتا مگر دل کو تو آج صبر قتل کا یاد دہانی نہیں۔ آج
ہی کوئی ایسی بات ہوئی ہے کہ دل کو صبر نہیں آ رہا۔

شعر نمبر 5 رنگ وہ فصل خزاں میں ہے کہ جس سے بڑھ کر
شان رنگینی حسن چمن آرا بھی نہیں

حل المسئلہ

فصل خزاں، پت بھڑکا موسم۔ شان عزت۔ حسن خوب صورتی۔ چمن آرا
باغ کو سنوارنے والا، باغبان، مالی
معلوم۔ پت بھڑکے موسم میں بھی وہ رنگ و روپ ہے کہ باغ میں مالی نے بھی ایسی
سہاوت ندکی ہوگی۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی سے سمجھنا کر لیا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے اپنی
زندگی کا ہر روپ پیارا لگتا ہے کیوں کہ وہ مجھ سے منسلک ہے۔ میں مانتا ہوں
کہ میری زندگی خراب رسیدہ ہے۔ اس میں لالچ چھپا دیکھ بھرے ہوئے ہیں۔ اس
میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو دل کو لہجائے مگر میں اس پر بھی خوش ہوں کیوں
کہ یہ زندگی میری اپنی ہے۔ مالی باغ میں پھولوں کی حفاظت کرتا ہے۔ باغ
کی تزئین و آرائش کا کام کرتا ہے۔ وہ چمن کو حسن بخشتا ہے۔ باغ بچے ہوں
کو خوب صورت لگتا ہے۔ دیکھنے والے باغ کی تعریف کرتے ہیں کہ باغ
ہے باغ کی خوب سہاوت کی ہے مگر مالی اس باغ کو اپنا نہیں کہہ سکتا کیوں کہ
باغ کا مالک کوئی اور ہوتا ہے جب کہ مجھے اپنی خزاں رسیدہ زندگی زیادہ اچھی
لگتی ہے کیوں کہ یہ میری اپنی ہے۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اورد لازمی (حصہ نزل) 487 برائے محبت و ہم

شعر نمبر: 6 بات یہ ہے کہ سکون دل و دشتی کا مقام
کچھ دماغ بھی نہیں دوسرا سرا بھی نہیں

علی نقی

سکون اطمینان، تسلی، اشتی، تہذیب، غیر مہذب، مقام، مرتبہ، رتبہ، کچھ
کوہ بکھر، ذراں، قید خانہ، دست، پھیلاؤ، کشادگی

مفہوم: بات یہ ہے کہ دل جیسے دشتی کے سکون کا مقام نہ تو قد خانے کے کسی کو نے
میں ہے اور نہ ہی ریگستان کی کشادگی میں۔

تخریج: شاعر کہتا ہے کہ انسان کو اس دنیا میں دل کا سکون میسر نہیں آتا ہے۔ انسان
ساری زندگی سکون کے لیے تک واد کرتا ہے۔ محتہ شاذ سے کام لیتا ہے مگر
اسے سکون کی دولت نہیں ملتی ہے۔ نہ تو الگ تھک رہنے سے انسان پر سکون
ہو سکتا ہے اور نہ ہی کچھ ملے میں۔ سکون صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی پاد میں
ہے۔ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد رکھا جائے تب ہی انسان سکون کی
دولت سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ اسی کے علاوہ انسان کو دنیا کے کسی گوشے میں
سکون جیسی دولت میسر نہیں آ سکتی۔ شاعر کہتا ہے کہ دل ایک ایسا دشتی ہے جو
تہذیب سے نا آشنا ہے۔ اس کی فطرت میں ہے گہنی کا مصر غالب رہتا ہے۔
یہ ہر وقت بے چین ہوتا ہے۔ چین حاصل کرنے کے لیے ایک ہی کام ہے کہ
انسان اللہ تعالیٰ کی یاد کو اپنے دل میں بسالے۔

شعر نمبر: 7 ہم اسے صدمہ سے زرا تو نہیں کہتے کہ فراق
دوست حیرا ہے مگر آدمی اچھا بھی نہیں

علی نقی

ہم کہنا اچھا نہ کہتا۔ دوست، یار، صہیب، رفیق

مفہوم: ے فراق ہم اسے صدمہ سے برا تو نہیں کہتے حیرا دوست ہے اس لیے اچھا کہتے

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 400 برائے جماعت دہم

ہیں مگر وہ آدمی اچھا نہیں ہے۔
تکثر: یہ بھی سرفراز کا شعر ہے۔ اس مطلع میں فراق گورکھ پوری اپنے آپ سے
مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ میں اپنے منہ سے اپنے آپ کو برا نہیں کہتا
حالانکہ کچھ میں نیکیاں برائیاں ہیں۔ بے شک میں کوئی اچھا آدمی نہیں ہوں
لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتا ہوں اور اسے اپنا رب اور
دوست مانا ہوں۔ گرچہ میرے اعمال اچھے نہیں ہیں لیکن چونکہ میں اللہ تعالیٰ
کو دوست رکھتا ہوں اس لیے اپنے آپ کو برا کہنے کا ہوس نہیں ہے۔ کوئی کیا
کہے گا کہ میں تو میں اللہ تعالیٰ کا دوست اور برا ہوں۔ اس لیے میں اپنے آپ
کو اپنے ہی منہ سے برا نہیں کہہ سکتا۔

حل مشقی سوالات

- 1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے
(الف) فراق گورکھ پوری کی شامل نصاب غزل ان کے کس مجموعے سے لی گئی
ہے؟
جواب یہ غزل فراق گورکھ پوری کے مجموعہ کلام ”مضمون“ سے لی گئی ہے۔
(ب) شاعر نے سرور دل میں کس چیز کی کیا ذکر کیا ہے؟
جواب شاعر نے کہا ہے کہ سر میں عشق کا جنون ختم ہو گیا ہے اور وہی میں آزاد رہتی
نہیں رہی ہے۔
(ج) شاعر کو کسی کی یاد کتنے عرصے سے نہیں آئے؟
جواب شاعر کو ایک مدت سے کسی کی یاد نہیں آئی۔
(د) شعری اصطلاحات کے حوالے سے اس غزل کی ردیف کیا ہے؟
جواب شعری اصطلاحات کے حوالے سے اس غزل کی ردیف ”نہی نہیں“ ہے۔

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 498 برائے محبت دہم

2- آپ حسرت موہانی کی غزل کی مطلع کی مطلع اور مطلع کے بارے میں
پڑھ چکے ہیں اس کی روشنی میں درج ذیل سوالات میں سے درست
جواب پر نشان (✓) لگائیں۔

(الف) درج ذیل شعر قواعد کے لحاظ سے کیا ہے؟

سر میں سود بھی نہیں دل میں کن بھی نہیں
تین اس ترکہ محبت کا مجروح بھی نہیں

- (i) غزل کا پہلا شعر (ii) غزل کا آخری شعر
(iii) مطلع (iv) مطلع

(ب) ہم اسے منہ سے برا تو نہیں کہتے کہ فراق
دوست تھا ہے مگر آدمی اچھا بھی نہیں
یہ شعر قواعد کی رو سے کیا ہے؟

- (i) مطلع (ii) مطلع
(iii) عام شعر (iv) آخری شعر

(ج) اس غزل میں ردیف کیا ہے؟

- (i) تنہا، مجروح (ii) نہیں
(iii) بھی نہیں (iv) غیر حرف ہے

(د) اس غزل میں قلیب، اچھا، ایسا قواعد کی رو سے کیا ہیں؟

- (i) کائنات (ii) ردیف
(iii) فعل (iv) استعارہ

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(i)

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اُردو لاری (حصہ غزل) 500
ہماری جماعت دہم

3۔ فرق کہہ پڑی کی اس غزل کا کہن سا شعر آپ کو پسند ہے؟
جواب۔ مجھے فرق کہہ پڑی کی اس غزل میں سے یہ شعر سب سے زیادہ پسند آیا ہے
ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں
اس کو پسند پڑی کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنی کاموں میں کھو جاتا ہے لیکن اس
کے باوجود اس کے دل سے ملا نہائی کی یاد کو نہیں ہوتی۔ یہ معرفت کا شعر ہے
اس لیے مجھے یہ زیادہ پسند آیا ہے۔
غزل کی غزل کے معنی کو دہن میں رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) سر میں سونا بھی نہیں ملے میں
(i) درد دل بھی نہیں (ii) چاہت بھی نہیں
(iii) قہر بھی نہیں (iv) انگ بھی نہیں
(ب) سکون ملی دشمن کا ظہم کہاں میں؟

(i) بنا دعائیں میں (ii) دمعہ حرائیں
(iii) زمیں میں (iv) کہیں نہیں
(ج) شاعر کو محبوب کی یاد کو ب سے نہیں آئی؟

(i) ایک ماہ سے (ii) ایک سال سے
(iii) ایک مدت سے (iv) ایک لمحے سے
(د) مٹنے میں کے عائد کیے کا ذکر کیا گیا ہے

(i) محبوب کے دوست کو (ii) رقیب کو
(iii) اپنے دوست کو (iv) جو غم آگے

(الف)	(iii)	(ب)	(iv)	(ج)	(iii)	(i)	(د)

5۔ مصرعے مکمل کریں:

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
ہوں تو ہنگامے اٹھائے نہیں دیوانہ عشق
آج فطرت ان آنکھوں میں ہے پہلے سے سُوا

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ نورد لائزلی (حصہ غزل) 501 برائے نجات دوم

ہاتھ جو ہے کہ سکون دل و جوش کا نظام
دوست تیرا ہے، مگر آدمی اچھا بھی نہیں
6- غزل کے پہلے اور دوسرے شعر کی تشریح کریں۔
جواب: دیکھیے تشریح

7- درج ذیل الفاظ و تراکیب کے معنی لکھیے: 4
سودا، بھروسا، دلجو، ترکِ محبت، فکیر، غفلت

الفاظ و تراکیب	جملوں میں استعمال
سودا	جس کے سر میں عشق کا سودا سا چائے پھر نہیں لگا۔
بھروسا	اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے والا بھی ناکام نہیں ہوتا۔
دلجو	بھینس چھاد دینے میں عشق تھا کہ اسے بلی کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھتا تھا۔
ترکِ محبت	بس تیرا شکم ہوا ترکِ محبت کر دی دل اس پر مگر وہ جھڑکا کہ قیامت کر دی
فکیر	وہ مصائب میں گھر کر گئی بھلا فکیر ہاں ہی۔
غفلت	پڑھائی سے غفلت برتنے والے فکیر بھی کامیاب نہیں ہوتے۔

سرگرمیاں

- 1- غزل کی اس غزل کو زبانی یاد کریں اور کاپی میں غزل لکھیں۔
جواب: طلبہ اس نظم کو زبانی یاد کریں اور اپنی کاپیوں پر لکھ کر اپنے استاد صاحب کو دکھائیں۔
- 2- ہر طالب علم کسی غزل سے اپنی پسند کے دو شعر منتخب کرے۔
جواب: میرے پسندیدہ شعر

جہاں میں اہل انجمن صورتِ خود شید چتے ہیں
اور ڈابے اور کھلے اور ڈابے اور کھلے

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لاری (حصہ غزل) 602 برائے جماعت دہم

تو شایم ہے پرواز ہے کام حیرا
جیسے سامنے آسمان اور بھی ہیں
3۔ طلبہ کے درمیان جماعت کے گھرے میں صحت بازی کا مقابلہ کر دیا جائے۔
جواب اساتذہ کرام بچوں کے درمیان صحت بازی کا مقابلہ کروائیں۔
اساتذہ کرام کے لیے

4۔ طلبہ کے سامنے صرف اور غیر صرف غزل کی وضاحت کریں۔
جواب ایسی غزل جس کے مطلع کے دونوں مصرعوں میں اور باقی اشعار کے ہر مصرعے
مصرعے میں ایک یا ایک سے زیادہ لفظ بار بار آئیں تو انہیں ردیف کہا جاتا ہے
جیسے لڑائی گود کہ پیری کی اس غزل میں "بھی نہیں" ردیف ہے۔ جس غزل میں
ردیف ہوا اسے صرف غزل کہتے ہیں۔ اگر کسی غزل کے آخر میں صرف قافیہ ہو
اور کوئی ردیف نہ ہو تو اس غزل کو غیر صرف غزل کہتے ہیں جیسے یہ شعر

کوئی اچھا ہے نہ کوئی برا
طا ہے حد جس سے نہ لگا
لے کانٹے جھٹ بھی گوں سے
بپ ہے مجھ سے اے خدا

2۔ طلبہ کو مطلع اور آخری شعر کا فرق سمجھائیں۔
جواب غزل کے آخری شعر کو، جس میں شاعر اپنا شخص استعمال کرتا ہے، مطلع کہتے
ہیں۔ اگر شخص موجود نہ ہو تو وہ شعر مطلع نہیں ہوگا، بلکہ آخری شعر ہوگا۔

3۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ غزل دیگر اصناف شعر کے مقابلے میں اپنی سادگی،
سلاست، تسکین اور ایجاز و اختصار کی وجہ سے ہر دور میں مقبول رہا ہے۔

جواب غزل ایک ایسی صنف سخن ہے جس کا آغاز تو نثر کے بعد ہوا مگر اس نے بعد
جد ترقی کی منازل طے کر لیں۔ دوسری اصناف سخن کے مقابلے میں غزل
زیادہ پسند کیا جانے لگا کیوں کہ اس کے لیے نہ تو موضوع کی کوئی قید تھی اور نہ
فی غیرہ کی کوئی پابندی تھی۔ نظم کے مقابلے میں غزل اس لیے زیادہ پسند کی

URDU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آورو لازمی (حصہ غزل) 503 برائے جماعت دہم

گئی کہ پوری نظم ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتی ہے جب کہ غزل کا ہر شعر اچھوتا، نرالا اور رنگ ہوتا ہے۔ ایک ہی غزل میں کئی کئی مضمون پیش کیے جاسکتے ہیں۔

اہم معروضی سوالات

سور کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے دستِ چمب کی (۷) سے نثریں دہی کر پند۔

(الف) ظاہر کو مجروح نہیں ہے

(i) ترکِ بیت کا (ii) اپنے دوستوں کا

(iii) وقت کا (iv) زمانے کا

(ب) ہوں تو ہنگامے نہیں اٹاتے ہیں

(i) شریف لوگ (ii) بزدل لوگ

(iii) دیوانہ مشق (iv) بچے

(ج) آج ظلمت پہلے سے سا ہے

(i) دوستوں میں (ii) کاموں میں

(iii) ہر کسی میں (iv) آنکھوں میں

(د) سکونِ دل وحشی کا مقام ہے

(i) صراحت کی دعوت میں (ii) کچا درد میں

(iii) دیارِ غیر میں (iv) کہیں بھی نہیں

(ه) ہم اسے برا نہیں کہتے

(i) غنائی میں (ii) سہ سے

(iii) سب کے سامنے (iv) دل سے

(الف)	(د)	(ب)	(ج)	(iii)	(iv)	(i)	(ii)

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 504 ہوائے محبت دہم

ادرا جعفری

(1924ء)

یہ فخر تو حاصل ہے، بُرے ہیں کہ بھلے ہیں

تکبیر بھی مقاصد

- آپ کو ادا جعفری کی غزل گوئی اور اسلوب سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو اردو شاعری کی وسعت کے بارے میں بتانا۔
- طلبہ کو جدید اردو قدیم غزل کے مابین فرق سے روشناس کروانا۔
- طلبہ کو ادا جعفری کے حالات زندگی سے واقفیت کروانا۔

شاعرہ کے حالات زندگی

ادرا جعفری 22 اگست 1924ء کو بدلیوں میں پیدا ہوئیں۔ ان کا اصل نام مریم جہاں ہے لیکن ادبی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد انھوں نے اپنے نئے علمی نام "ادرا" چنا۔ اپنی جائے پیدائش کے ۱۲ سالے سے پہلے وہ اپنے آپ کو نواہدا پوٹی لکھتی تھیں۔ جب ان کی شادی نورالحسن جعفری سے ہوئی تو انھوں نے اپنے نام کے ساتھ اپنے خلاء کا نام لکھنا شروع کر دیا۔ یوں وہ ادرا ہدا پوٹی سے ادرا جعفری ہو گئیں۔

ادرا جعفری کی عمر ابھی تین سال ہی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لہذا کی پرورش اپنے خیمیاں میں ہوئی۔ ادرا جعفری نے تیرہ سال کی عمر میں ہی شعر بہا شروع کر دیا تھا۔ ادرا جعفری نے نظم گوئی سے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ یکس سال کی عمر میں ہی ان کی پہلی غزل "روان" میں شائع ہوئی۔ اس غزل نے ادا جعفری کو پہچان دی۔ انھوں نے اولین شاعرہ روان اختر شیرانی سے اپنے کلام کی اصلاح لی۔ اس کے علاوہ انٹر لکچوری سے بھی اپنی کچھ غزلوں کی اصلاح لی۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اُروولا ڈلی (حصہ غزل) 608 برائے جماعت دہم

اوراجعفری نے ادب کے لیے کافی خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ مختلف قسم کی ادبی کانفرنسوں میں شریک ہوئیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے بہت سے ممالک کا سفر بھی کیا۔
تقریبات: اوراجعفری کے بہت سے مجموعہ کلام ہیں۔ 1950ء میں اس کی کتاب "میں سارا صوفی رہی" شائع ہوئی۔ 1968ء میں ان کو اپنے مجموعہ کلام "عصر درد" پر آدم نی ہونی انعام ملا۔ 1974ء میں ان کی فلموں اور غزلوں پر مشتمل کتاب "غزلاں تم تو جانتے ہو" شائع ہوئی۔ 1982ء میں ان کی ہائیکو نظمیں شائع ہوئیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنی خودنوشت بھی لکھی جو "بوری سو بے خبری رہی" کے نام سے 1996ء میں شائع ہوئی۔ لکھائی اور ادبی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے انھیں 1981ء میں تمغہ امتیاز سے نوازا۔

آج کل آرا جعفری کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

لفظ	معانی	الفاظ	معانی
غزل	راز	جامل	لانا
بسلے	ابھی	حذر	قسمت
ازلی	پیدائش کا پہلا دن	کنول	بیک پھول کا نام
تازک	نرم	سمن	ٹھوپہ روہ گورا پٹنا
جذبات	دل کا جوش	سایا	سایہ
مر شام	شام سے	ہجام بحر	مچا ہوا بحر
خورشید	سورج	جھیل جانا	مداشت کرنا
کزی	خست	تہر	انداز
ٹنک	ٹھنڈی	کرش دوروں	زمانے کی گردش

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 یہ فکر تو حاصل ہے ، نرے ہیں کہ بھلے ہیں
» چار قدم ہم بھی ترے ساتھ چلے ہیں

حل لغت

فکر پڑائی۔ دو چار قدم تھوڑی دور

مفہوم: شاعر کو اپنے محبوب کے ہم قدم ہو کر تھوڑی دور چلنے پر بھی فکر ہے۔

تشریح: عشق میں عاشق اپنے محبوب سے تھوڑی سی توجہ بھی پالے تو وہ اسے اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہے اور اس پر فکر کرتا ہے۔ عاشق اپنے کردار میں کیا بھی ہو، نیکی اور ہدٰی کی دلوں تو ہمیں اس دنیا میں موجود ہیں۔ ہر انسان نہ تو کامل طور پر اچھا ہوتا ہے اور نہ مکمل بُرا۔ شعر کہتا ہے کہ اپنے اچھے یا بُرے ہونے سے قطع نظر مجھے اس بات پر فکر ہے کہ میں نے اپنے محبوب کے ساتھ چند قدم ملائے ہیں۔ زندگی کی چند ساتھیوں نے اپنے محبوب کی ہر کال میں گزاری ہیں۔ یہی ساتھی میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ ان پہ میں جتنا بھی فکر کروں کم ہے۔

شعر نمبر 2: جلتا تو چراغوں کا مقدر ہے ازل سے

یہ دل کے کول ہیں کہ بجھے ہیں نہ جلتے ہیں

حل لغت

مقدر نصیب۔ ازل جب سے دنیا پیدا ہوئی

مفہوم: جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے چراغوں کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے کہ وہ بجیں۔ جلتا ان کا مقدر ہے مگر وہ کول نہ جلتا ہے نہ بجھتا ہے۔

تشریح: شاعر نے اس شعر میں کہا ہے کہ روزِ ازل جب کہ ساری کائنات کو پتہ تھا

UROU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ روز لاری (حصہ ناول) 307 برائے جماعت دہم

نے ان کے کام تفریح کیے تو چرائوں کی قسمت میں جان نکھڑ چرائوں کو جہا
ہی ہے خواہ وہ خوشی کی تقریب ہو یا غم کی رات۔ ایک دارا دل ہے جو نہ جہا
ہے نہ بھٹا ہے۔ عشق حقیقی کا شط ہے جو دل میں لپکتا ہے مگر روزگار کے لم نہ
تو اسے جلاتے ہیں اور نہ ہی اسے بجھاتے ہیں۔ انسان غم روزگار میں اتکا اچھ
گیا ہے کہ عشق حقیقی کا شط مانہ پڑ گیا ہے۔

دنا نے تیری پاد سے بیگانہ کر دیا

تجھ سے بھی دلریب ہیں غم روزگار کے

شعر نمبر 3: نازک حے کہیں رنگ گل (برائے کن سے

جذبات کہ آداب کے سانچے میں اعلیٰ ہیں

علیٰ لغت

نازک غم۔ کن: چینیلی جیسا سلید۔ جذبات جوش و خروش۔ سانچے قالب

مفہوم: پہلوں کے رنگ اور چینیلی کی خواہش سے بھی زیادہ نازک میرے جذبات تھے جو

آداب کے قالب میں اعلیٰ گئے تھے۔

تشریح: شاعرہ کہتی ہیں کہ ایک عجب اپنے محبوب کے لیے بڑے نازک اور لطیف

جذبات رکھتا ہے۔ یہ جذبات پہلوں کے رنگ جیسے فرش نما ہوتے ہیں۔ ان

میں سے یاسین کے پہلوں جیسی خوشبو آتی ہے۔ جذبات بھی اسے خوشبو تو نہیں

آتی مگر شاعرہ کے کہنے سے مراد یہ ہے کہ میرے جذبات جیسے ہی نازک

تھے۔ لیکن جب اس میں آداب کا ذکر آ گیا تو وہ جذبات محدود ہو گئے۔ اب

میرے جذبات آداب کے پائند ہو گئے ہیں۔ مجھے اپنی اہمیت کا احساس ہو گیا

ہے۔ مجھے پتا چل گیا ہے کہ میرے جذبات کتنے ہی نرم و نازک اور اچھے کیوں

نہ ہوں ان کی ایک حد ہے اور وہ آداب کی حد ہے۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اندولازی (حصہ فزل) 508 برائے جماعت دہم

شعر نمبر: 4: تجھے کتنے ستارے کہ سرِ شام ہی ڈوبے
ہمام سر کتنے ہی خورشید اسیلے ہیں

علی لغت

سرِ شام شام کے وقت۔ ہمام سرِ صبح کے وقت۔ خورشید سورج
مفسوم۔ ستارے صبح کے وقت آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں مگر کتنے ہی ستارے ہیں
جو سرِ شام ہی ڈوب گئے اسی طرح کتنے ہی سورج ہیں جو دن نکلنے کے ساتھ
ہی ازل گئے۔

تشریح: شاعرہ اس دنیا کی بے ثباتی اور موت کے بارے میں اظہار خیال کرتی ہے۔
سوت کسی گوجیں دیکھن۔ سوت نہایت ظالم اور بے رحم ہے۔ وقت کسی کا ساتھ
نہیں دیتا۔ کتنے ستارے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی پہلی آب و تاب سے چمکتا
تھا۔ اس دنیا کی خوب صوفیائی سے لطف اٹھا تھا مگر اس آب و تاب سے محروم
رو گئے۔ آہ! سوت کسی کی پہچان نہیں کرتی۔ سورج جس سے تمام دنیا کو چمکتا
تھا، صبح کے وقت ہی ازل گیا۔ اس شعر سے شاعرہ مراد یہی ہے کہ وقت نے
کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ بہت سے ایسے بچے جنہوں نے دنیا کی خوب صورت
اور رونق سے لطف اندوز ہونا تھا مگر یہی میں اپنے خیالِ حق سے جا ملے۔
بہت سے نوجوان جن کے ہاتھوں میں اس ملک کی ہاک دھوئی نہیں اس
ملک کی حفاظت کرتا تھا مگر

م حسرت اس خنوں پر ہے جو بن سکے رہا کئے
یہاں اس قالی دیا میں جو بھی آیا ہے اسے آخر کار اس دنیا سے کوچ کرنا
ہے۔ وقت کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ یہ دنیا بے ثبات ہے۔ یہاں کسی کو دوام
حاصل نہیں کر سکتے اس بات پر ہے کہ وہ دنیا کی نعمتوں سے لطف نہیں اٹھا
سکتے جو جلد ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 609 برائے جماعت دہم

دینا عجیب مصلح ہے ثبات ہے
ہر ایک کی روح کو آخر ممات ہے
شعر نمبر 5: جو جھیل مجھے فہم کے کڑی دھوپ کے حیر
ناروں کی تنگ چھاؤں میں وہ لوگ چلے ہیں

حل لغت

حیر: ناراضی، غصہ۔ جھیل: جھے برداشت کر مجھے
مطہم: جو لوگ زمانے کی منتیں برداشت کر مجھے ان کے ساتھ یہ ظلم ہوا کہ انہوں نے
مجھے تکلیفیں پہنائی ہیں۔

تقریباً: شاعر اس شعر میں زمانے سے گلہ اور شکوہ کرتی ہیں کہ اس دنیا نے ہمارے
ساتھ بہت بُرا سلوک کیا ہے۔ بہت سی خفیاں اور مشکلات ہمارے راستے میں
آئیں۔ بہت سی تکلیفیں کا ہمیں سامنا کرنا پڑا مگر ہم ان تکلیفوں کو فہم کر سہ
مجھے۔ بہت سے مصائب آئے مگر ہم نے ان کو برداشت کر لیا مگر وہ جتنی اور ہے
جتنی جو انہوں نے ہمیں دی ہے اسے برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔

انسانی فطرت ہے کہ وہ بڑی سے بڑی تکلیف کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا
ہے مگر محبوب کی بے وفائی کا وجہ اس سے نہیں لٹایا جاتا، اس کی بے وفائی
اسے مار ڈالتی ہے۔ جیسا لگتا ہے کہ انسان کڑی دھوپ میں تو سڑ کر سکتا ہے مگر
تنگ چھاؤں میں سڑ کر اس کی برداشت سے باہر ہے۔ کیونکہ کہ خیروں کے
سم کو کارواں دیکھتے ہیں مگر انہوں کی بے وفائی مار ڈالتی ہے۔

دینا عجیب مصلح ہے ثبات ہے
ہر ایک کی روح کو آخر ممات ہے
شعر نمبر 6: اک شمع بجائی تو کئی اور جلا لیں
ہم گردِ شمع دودھوں سے بڑی جاں چلے ہیں

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ اردو لاری (حصہ غزل) 310 برائے جماعت دہم

حل لغت

گردشِ دہراں زمانے کی گردش

مفہوم: زمانے نے تو بہت گردش کی کہ وہ ہمیں اندھیرے میں رکھے مگر ہم نے بھی زمانے کی گردش سے چال چلی کہ اس نے ایک شمع جھین لی تو ہم نے دھری جلا لی۔
تخریج شاعر لوگوں کا خیال ہے کہ جتنی زیادہ نکالیں اور مصائب آتے ہیں سب زمانے کی وجہ سے ہیں۔ ان کے نزدیک سب سے زیادہ عالم زمانہ ہوتا ہے۔ شاعر ہر بھی زمانے نے بہت زیادہ غم کیا۔ اسے اندھیرے میں رکھنے کی گردش کی ہے۔ اسے پریشانوں اسنے کی گردش کی مگر شاعر کہتی ہے کہ ہم بھی ہوشیار واقع ہوتے ہیں ہم بھی زمانے کی گردش سے چال چل گئے۔ اس نے ایک شمع بجھائی تو ہم نے ایک دھری جلا لی۔ اس سے شاعرہ کی مراد یہ ہے کہ اگر زمانہ ہمیں پریشانوں اور مصائب کا چھار کس چاہتا ہے تو ہم بھی بڑے بیدار سطر ہیں ہم خوشی کی آگ سی رہی پا کر ہر غم کو کھول جاتے ہیں اور پھر سے نئے غم کو سب سے بے تیار ہو جاتے ہیں اور اگر پھر سے ہمیں کوئی غم دینا چاہتا ہے تو ان پریشانوں سے بالکل نہیں گھبراتے ہیں۔

حل مشقی سوالات

- 1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے۔
(الف) غزل کے مطلع میں شاعرہ کس بات پر ناراض ہے؟
جواب شاعرہ کو اپنے محبوب کے ہم قدم ہو کر تھوڑی دور چلنے پر بھی غم ہے۔
بات پر ناراض ہے کہ وہ اپنے محبوب کے ہمراہ تھوڑی دور چلی ہے۔
(ب) دل کے کھول اور چرخوں میں کیا بنیادی فرق بتایا گیا ہے؟
جواب چرخوں کو کھلنا ہی ہے خواہ وہ خوشی کی تقریب ہو یا غم کی۔ ایک ہماروں

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئندہ ضروری (حصہ غزل) 821 برائے جماعت دہم

ہے جو نہ جاتا ہے۔ بھٹتا ہے۔ عشق حقیقی کا شعور ہے جو دل میں لپکا ہے مگر
روزگار کے لم نہ تو اسے جلاتے ہیں اور نہ ہی اسے بجھاتے ہیں۔

(ج) اک شمع بھٹی ہے کیا مراد ہے؟
جواب اس کا مطلب ہے کہ زمانے نے ایک دکھ دیا، یہاں شمع بجھانے سے مراد ہے
دکھانا ہے۔

2- نیچے دیے جملات میں سے دو سے مطلب کا انتخاب کر کے (✓) نشان لگائیے
(الف) شاعرہ کو کس بات پر غم ہے؟

(i) اچھا صبر کئے، (ii) محبوب کے ہم قدم ہونے،
(iii) آسمان کے مہربان ہونے، (iv) محبوب کے اوقات،
(ب) اک شمع بھٹی تو۔

(i) ہم بھٹتے بہت (ii) کئی اور جلائیں
(iii) سو رہے (iv) بے سکون ہو گئے
(ج) یہ غزل کس لمحہ لکھی گئی ہے؟

(i) صبر درد (ii) سارخیں بہانہ ہے
(iii) غزلاں تم تو واقف ہو (iv) میں ساز و محوئی رہی
(د) "جو جھیل گئے اُس کر کوئی دھب کے چہ" میں کڑی دھب سے کیا مراد ہے؟

(i) سورج کی حریت (ii) لڑنے کے صحاب
(iii) محبوب کی بے وفائی (iv) مام دکھ درد پامانی
(ه) پہلے شعر میں "چلے" کو کہیں گے

(i) مطلع (ii) ردیف
(iii) قافیہ (iv) مطلع
(و) "نازک تھے کہیں تک لگ رہے" میں نازک وہ سے مراد ہیں

(i) آداب (ii) جذبات
(iii) نصواریت (iv) خیالات
(ز) غزل کا چہنا شعر ہے۔
(i) مطلع (ii) مطلع

CO

www.dow

URDU FOR 10TH CLASS (HISSE E GHAZAL)

آئینہ نمود لادنی (صرف نزل) 812 برائے جماعت دہم

(iii) عام شعر				(iv) آخری شعر			
نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(ii)	(پ)	(i)	(ج)	(iii)	(س)	(n)
(ب)	(iii)	(د)	(ii)	(د)	(iv)		

3۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے:

مقدور، جذبات، گل، کس، خورشید، طبع، گردش

جواب۔ مَقْدُور، جَذَبَات، گُل، کَس، خُورْشِید، طَبْع، گُروْشِ

4۔ کالم (الف) کو کالم (ب) کے الفاظ سے ملائیے۔

کالم (الف)	کالم (ب)
چراغوں کا مقدور	برق
رنگ گل	خورشید
ستارے	تہر
ہنگام بحر	پوائے کس
کڑی دھوپ	جلنا

جواب

کالم (الف)	کالم (ب)
چراغوں کا مقدور	جلنا
رنگ گل	پوائے کس
ستارے	برق
ہنگام بحر	خورشید
کڑی دھوپ	تہر

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA E GHAZAL)

آئینہ آروولازی (حصہ غزل) 613 برائے جماعت دہم

5. آپ آوا جھڑی کی اس غزل کی ردیف اور قافی کی نشان دہی کریں۔

جواب: قافی: بھلے چلے، بے، اچھے، ردیف: "ہیں" ردیف ہے۔
قافیہ

کسی شعر کے آخر میں آنے والے ہم وزن، ہم آواز لفظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ اگر شعر میں ردیف بھی ہو (ردیف کا ہونا لازمی نہیں) تو قافیہ ردیف سے پہلے آئے گا۔

ہن ریم ہوا کرے کوئی
ہرے دکھ کی دوا کرے کوئی

پھرے ردا سے وہ یہاں آئے آئے
اجل مر رہی تو کہاں آئے آئے

یہاں پہلے شعر میں "ہوا" اور "دوا" جب کہ دوسرے شعر میں "یہاں" اور "کہاں" آئے ہیں۔

ردیف

کسی شعر میں قافیہ کے بعد آنے والے ایک جیسے لفظ یا ایک جیسے الفاظ ردیف کہلاتے ہیں۔ اگر غزل کے مطلع میں ردیف موجود ہو تو باقی اشعار کے دوسرے مصرعے میں بھی ردیف آتی ہے، تاہم غزل غیر مروف بھی ہوتی ہے۔
"قافیہ" کے ضمن میں دیے گئے اشعار میں "کرے کوئی" اور "آئے آئے" ردیف ہیں۔

آپ آوا جھڑی کی اس غزل کی ردیف اور قافی کی نشان دہی کریں۔

جواب: آوا جھڑی کی اس غزل کی ردیف "ہیں" ہے۔

آوا جھڑی کی اس غزل میں درج ذیل قافی آئے ہیں۔

بھلے چلے، بے، اچھے، چلے

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA-E-GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 814 برائے جماعت دہم

برگرمیاں

1- اس غزل کی رویت اور توانائی اپنی کامیابی پر خوش محسوس اور اپنے استاد صاحب کو دکھا کر حیرت کر رہا تھا۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے قافیہ اور رویت
2- آواز جھٹری کی کوئی اور غزل کامیابی میں نوبت کریں۔
جواب: آواز جھٹری کی غزل

کبھی کبھی نے ساتھ چھوڑ دیا دھوپ چھاؤں میں
دگر دھاک نہیں ہے ، ہاری خطاؤں میں
سوچ ہوا بھی ریت کی دیوار بن گئی
ہم نے خدا تلاش کیا ، اخلاؤں میں
شاید دھوپ سے قافیہ رنگ و بو گیا
خوشبو کی ہسکیاں ہیں ابھی تک ہواؤں میں
اب کے مہا کی نرم حرارتی کو کیا ہوا
بکھرے پڑے ہیں جڑہ لکھنے ہواؤں میں
مقدور ہر جو رمل کا ہجر بنے دستہ
وہ لوگ جا آئے ہیں بکھر دھاکوں میں
دہائیاں دلوں کی بھی بکھر گئی تھیں آواز
کیا احوال نے گئے ہیں مسافر غلاؤں میں

3- جماعت کے کمرے میں اس غزل کو درست لکھ کے ساتھ ساتھ آواز لکھ کر پڑھا جائے۔

جواب: جماعت کا کوئی خوش دھان طالب علم اس غزل کو پڑھے اور باقی بچے پوری قوج سے اسے سنیں۔

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA-E-GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 515 برائے جماعت دہم

تذریبی اشارات

1- ادا جعفری کے سوانحی کوائف اور شاعری کی خصوصیات سے طلبہ کو آگاہ کیا جائے۔

جواب: دیکھیے ماہ سے زندگی

2- طلبہ کو آگاہ کیا جائے کہ غزل کے موضوعات وقت کے ساتھ ساتھ بدلے ہیں۔ پہلے مری صن و مشق ہی غزل کا موضوع تھا۔ اب اس میں ہر موضوع پر غزلیں کی جاتی ہیں۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے غزل لڑاق گورکھ پوری اساتذہ کے لیے نمبر 3

3- اگر میسر آئے تو آدا جعفری کی خود نوشت جو ری سو بہ خیر دی سے اقتباسات چن کر طلبہ کو طے جائیں۔

جواب: اساتذہ کرام سکول کی لائبریری سے آدا جعفری کی خود نوشت "خود ری سو بہ خیر دی" حاصل کریں اور طلبہ کو اس میں سے چھ چھ اقتباسات چن کر سنائیں اور ان کی وضاحت بھی کریں۔

4- آدا جعفری کے مجموعہ کلام "غزلیں تم تو واقف ہو" سے کم از کم 10 اور غزلیں طلبہ کو سنائی جائیں۔

جواب: دیکھیے سرگرمی نمبر 2

UROU FOR 10TH CLASS (HISSA-E-GHAZAL)

آئینہ اردو لازمی (حصہ غزل) 816 برائے امتحان دوم

اہم معروضی سوالات

پہلے کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (1) سے تین ہی کریں۔
(الف) یہ فرے کہ ہم ترے ساتھ چلے ہیں:

- (i) دو چار قدم (ii) مج سے شام تک
(iii) شانہ بٹانہ (iv) برم

(ب) جلتا تو قدر ہے:

- (i) گلوں کا (ii) دل کا
(iii) چٹانوں کا (iv) ماسروں کا

(ج) آداب کے مانگے میں اٹھتے ہیں:

- (i) خیالات (ii) احساسات
(iii) محسوسات (iv) جذبات

(د) سترے ادا ہے جی:

- (i) سر شام (ii) آرمی رات کو
(iii) مج سے (iv) قدر کے

(ا) جو کڑی دھپ کے تر جمیل گئے وہ چلے ہیں:

- (i) دکن آگ سے (ii) تھک چلاؤ سے
(iii) تھک چلاؤں میں (iv) ہار گری سے

(و) بھول شاعر ہم حال چلے ہیں:

- (i) دوستوں سے (ii) زمانے سے
(iii) رقیبوں سے (iv) کٹھن سے

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(i)	(ب)	(iii)	(ج)	(iv)	(د)	(ii)
(ا)	(iii)	(و)	(iv)				

